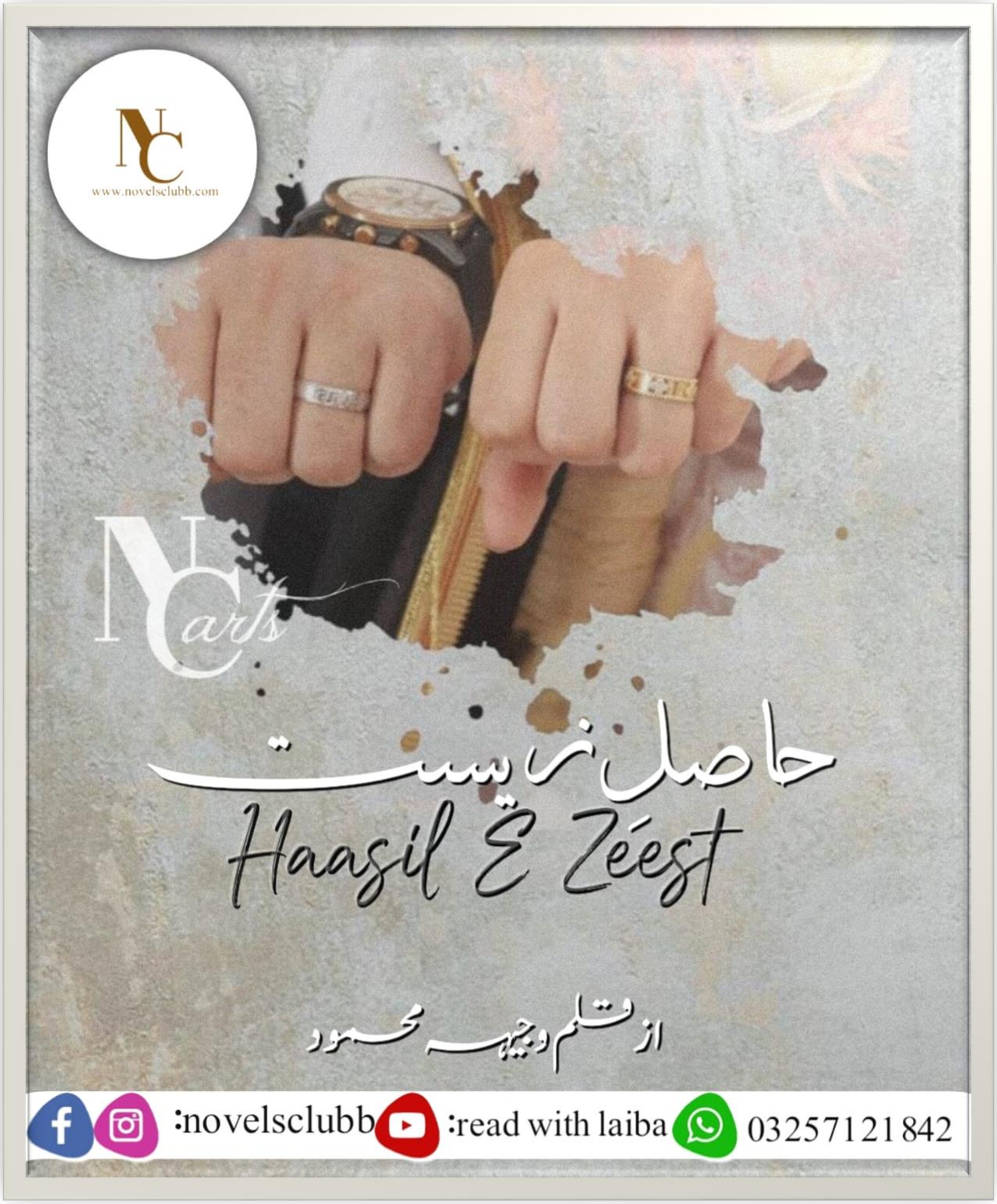
www.novelsclubb.com
حاصل زیست
Haasil E Zéest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

حاصلِ زیست

از قلم

وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

"حاصلِ زیست"

از قلم (وجیہہ محمود)

پہلی قسط

یہ کہانی ہے!

"ٹوٹے ہوئے اعتبار کی کِرچیوں سے زخمی انسانوں کی"

"گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے انسانوں کی"

"رشتوں کی ڈور کو ٹوٹنے سے بچاتے انسانوں کی"

www.novelsclubb.com

"سب حاصل کر کے خالی ہاتھ رہ جانے والے بدنصیبوں کی"

"زندگی کو زندہ دلی سے جینے کی کوشش کرنے والوں کی"

"دوست کا لبادہ اُوڑھے حاسدوں کی"

"اپنوں کی خاطر خود قربان ہوتی جانوں کی"

"اپنا اصل بھول کر گمراہی کی راہوں میں بھٹکتے لوگوں کی"

"دل میں پیدا ہوتے محبت و نفرت کے جذبوں کی"

"حلال و حرام میں تمیز بھول جانے والوں کی"

"اچھے اور برے مکافات کی"

"نسلوں کو برباد کرتے معاشرے کے ناسوروں کی"

"ڈوب کر اُبھرتی اُمنگوں کی"

"زندگی میں کچھ حاصل کرنے اور کچھ لُٹا دینے کی"

www.novelsclubb.com

یہ کہانی ہے،

"حاصل زیست کی!"

کرلوں گا جمع دولت وزر، اُس کے بعد کیا؟

لے لوں گا شاندار سا گھر، اُس کے بعد کیا؟

شعر و سخن کی خوب سجاؤں گا محفلیں

دنیا میں ہو گا نام مگر، اُس کے بعد کیا؟

موج آئے گی تو سارے جہاں کی کروں گا سیر

واپس وہی پرانا نگر، اُس کے بعد کیا؟

ایک روز موت زیست کا دَر کھٹکھٹائے گی

بجھ جائے گا چراغِ قمر، اُس کے بعد کیا؟

www.novelsclubb.com

اُٹھی تھی خاک سے، مل جائے گی وہیں

پھر اُس کے بعد کس کو خبر، اُس کے بعد کیا؟

شام کے اِس پہر جب ہر شخص اپنا رِزق، جس کی تلاش میں وہ نکلا تھا، حاصل کر کے اپنی منزلوں کی جانب گامزن تھا- تمام چرند پرند بھی اپنا رِزق حاصل کرتے، اپنے

پاک رب کا شُکر ادا کرتے، واپس اپنے گھروں کی جانب پرواز کر رہے تھے۔اِسی پیر مال روڈ پر بھی ہر جانب افراتفری کا سماں تھا، سورج غروب ہونے کو تھا، آسمان پر ہلکی ہلکی سرخی چھا رہی تھی۔اتنے میں روڈ پر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک شخص جس کی عمر تقریبا 55 برس کے قریب تھی، سڑک پار کرنے لگا،اس کے ہاتھوں میں پھلوں کے چند تھیلے موجود تھے جنہیں شاید وہ کچھ دیر پہلے ہی خرید کر لایا تھا۔ابھی وہ سڑک پار کرنے کے لیے دو قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اک دم ایک تیز رفتار گاڑی اِس آدمی کو دو فُٹ دور اچھالتی آگے نکل گئی،اِس آدمی کے ہاتھوں میں موجود پھل سڑک پر جگہ جگہ بکھر گئے۔اِس آدمی کے سر کا پچھلا حصہ فُٹ پاتھ پر اس شدت سے لگا کہ خون فوارے کی صورت بہنے لگا۔

بے حِسی کا یہ عالم تھا کہ وہ شخص جس کی گاڑی کا ٹکراؤ اس آدمی سے ہوا تھا وہ لمحے بھر کو بھی نہ رُکا اور زن سے اپنی گاڑی بھگا کر لے گیا لیکن اُسے کیا معلوم تھا کہ اس نے دنیا جہان کے تمام گناہوں میں جس گناہ کو آج تک سر زد نہ کیا تھا، آج وہ اُس

www.novelsclubb.com

گناہ کو بھی کر گزرا تھا اور وہ گناہ تھا "**قتل**" اور اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قتل ہونے والا شخص آخر کون ہے! یہ قتل اُس کی زندگی میں جو طوفان برپا کرنے والا تھا وہ اُس سے بے خبر اپنی منزل کی جانب گامزن تھا۔

جبکہ دُوسری جانب سڑک پر انسانیت کے نام پر چند لوگوں نے آگے بڑھ کر اُس شخص کو دیکھا جو کافی دیر تک تڑپنے کے بعد اب کافی حد تک پُر سکون ہو چکا تھا (یہ سُکون موت کا سُکون تھا)۔ایک شخص نے جا کر اُس کی نبض کا معائنہ کیا، جبکہ دُوسرے نے آبرو اُچکا کر پوچھا کہ "کیا یہ شخص زندہ ہے؟" دُوسرے شخص نے نفی میں سَر ہِلاتے اِس بات کی تصدیق کی کہ ایک اور نیک رُوح اِس جہانِ فانی سے کوچ کر چکی ہے۔

کچھ دیر بعد لوگوں نے ایمبولنس منگوا کر اُس کو ہسپتال منتقل کروایا اور سب اپنے معمولِ زندگی پر واپس آچکے تھے۔چونکہ اُس آدمی کا موبائل بھی گاڑی کے نیچے آکر

کُچلا جا چکا تھا سُو اُس کے بدنصیب گھر والوں کو اُس کی موت کی خبر نہ مل سکی۔ اِس ایک لمحے کے تصادُم نے نہ تو اِس سڑک پر کوئی فرق ڈالا، نہ اِس سے گزرنے والے لوگوں پر، لیکن اِس ایک لمحے نے کسی کی زندگی میں سیاہ راتیں لکھ دیں، کسی کے جینے کی وجہ چھین لی، کسی کی آنکھوں میں زندگی بھر کے لیے آنسو لکھ دیے اور کسی کو جیتے جی مار دیا کیونکہ مرنے والا شخص کسی کے سر کا سائباں، کسی کا مُحسن اور کسی کا سب کچھ تھا۔

وہ مرنے والا شخص "**حیات صدیقی**" تھا۔

---

www.novelsclubb.com

زندگی میں دو طرح کے امتحان ہوتے ہیں، ایک جِن کی ایک خاص مُدت ہوتی ہے، وہ کچھ مخصُوص وقت کے لیے آتے ہیں مشکلات میں انسان کو بے بس کرنے کے بعد چلے جاتے ہیں، یہ "وقتی امتحانات" ہیں جو زندگی کے ہر مرحلے پر نئی صورت میں آپ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور دُوسرے امتحانات، وہ امتحانات ہیں جن

کی کوئی مُدت نہیں ہوتی، وہ خود تو ختم نہیں ہوتے مگر انسان کو ختم کر دیتے ہیں، اور "حیات صدیقی" کی موت بھی ایک ایسا ہی امتحان تھا، بہت سے لوگوں کے لیے، خاص طور پر "آبرو صدیقی"، "اِصباح صدیقی" اور "رُتبہ صدیقی" کے لیے-

---

کراچی کے اِک گُمنام اور قدرے کچے علاقے کے ایک چھوٹے سے مکان میں اس وقت دو نُفوس موجود تھے جو ایک دوسرے کے لیے سب کچھ تھے، اِن دونوں کا ایک دوسرے کے سِوا اِس دنیا میں کوئی نہ تھا- اِس مکان میں ایک چھوٹا سا کچن، چھوٹا سا باتھ روم اور صرف ایک ہی کمرہ تھا اور لاؤنج کے نام پر ایک چھوٹی سی رہد اری تھی- لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے اِس وقت کمرے میں موجود پنکھا بھی ہلنے سے قاصر تھا جبکہ سامنے لگی کھڑکی میں سے روشنی چھن کر کمرے میں آ رہی تھی- اِس کمرے میں ایک چھوٹا سا پلنگ، دو کرسیاں اور ایک چھوٹی سی الماری تھی اور یہی اِس کمرے کا کُل سامان تھا- سامنے پلنگ پر بیٹھی عورت اپنے سامنے بیٹھے سات

سالہ بچے کو اس کے سکول کا ہوم ورک کروا رہی تھی، عورت کی عمر تو زیادہ نہ تھی مگر چہرے پر موجود جُھریاں اِس بات کی نِشاندہی کر رہی تھیں کہ زمانے کی ٹھوکروں نے اس عورت کو عمر سے پہلے ہی بوڑھا کر ڈالا ہے۔ کسی بات پر اس کے سامنے بیٹھے بچے نے اپنی باریک سی آواز میں ہلکا سا قہقہہ لگایا، جس سے اس کی بُھوری آنکھیں جو ویسے بھی چھوٹی ہی تھیں مگر ہنسنے پر مزید چھوٹی ہو جایا کرتی تھیں ،اِس عورت کو کسی کی یاد دِلا گئیں اور وہ وہیں بیٹھے بیٹھے ماضی کے دریچوں میں کھو گئی۔ آج سے آٹھ سال قبل جب زندگی اتنی حَسین تھی کہ تصور میں بھی نہ تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا جب زندگی میں مُسکرانے کی وجہ تو ہو گی مگر مُسکرایا نہ جائے گا، جب ہر وقت کے آنسو مقدر کا حصہ بن جائیں گے۔

ماضی کی یادیں انسان کو ہمیشہ تکلیف ہی دیا کرتی ہیں، اگر حال سے زیادہ خوشگوار ہوں تو گزر جانے کا دُکھ، اگر حال سے بدتر ہوں تو حال پر اثر انداز ہونے کا دُکھ۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

ہر جانب محض آہیں اور سِسکیاں ہی تھیں، ماحول میں جیسے دکھ، افسوس، ماتم رَچ بَس گیا تھا- ہر جانب عورتیں بین کر رہی تھیں، ہر آنکھ اَشکبار تھی، آسمان بھی اُسی طرح سیاہ تھا جس طرح اس گھر کی مکینوں کا مقدر، چاند بھی آج کے نُقصان کی تاب نہ لاتے ہوئے پوشیدہ ہی تھا کیونکہ آج کا نُقصان بہت بڑا تھا، بہت بڑا!

سامنے سفید کفن میں لپٹا وُجود محض ایک مردہ جسم نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ بہت سے ارمان، خواہشات، خوشیاں بھی مُردہ ہو چکی تھیں- سامنے پڑا مُردہ جسم کسی اور کا نہیں بلکہ اس گھر کے سائبان "حیات صدیقی" کا تھا، اُن کے چہرے پر نُور ہی نُور تھا- میت کے اِرد گرد موجود ہر آنکھ اشکبار تھی سوائے سامنے موجود ایک سیاہ آنکھوں والی لڑکی کے جو شاید اب تک اِس موت کا یقین ہی نہ کر سکی تھی، آس

پاس موجود عورتیں اِسے بار بار آنسو بہا کر اپنا غم ہلکا کرنے کا کہہ رہی تھیں مگر وہ اگر حقیقی طور پر وہاں موجود ہوتی تو کچھ کہہ اور سُن پاتی-

اِنسانی زندگی لمحوں کا کھیل ہے، پل میں کچھ تو اگلے ہی پل میں کچھ اور-ابھی کچھ دیر پہلے ہی کی تو بات ہے جب وہ اپنے آپ کو خوش قسمت ترین تَصور کر رہی تھی اور اب شاید ہی اس سے زیادہ کوئی بدنصیب ہو گا-ابھی شام ہی کی تو بات ہے جب وہ یہیں، اِسی جگہ پر بیٹھی تھی جہاں اب میت کو رکھا گیا تھا-

شام کا منظر!

موبائل کو دیکھتیں دو سیاہ اور پُرکشش نگاہیں مسلسل مُضطرب نظر آ رہی تھیں کہ اچانک سکرین پر لوڈنگ کا دورانیہ ختم ہوتے ہی چند تحاریر سامنے آئیں اور وہ سیاہ آنکھیں جن میں اضطراب اور بے چینی تھی اب خوشی سے چمک رہی تھیں-

"امی، امی!" وہ خوشی سے چہکتی ہوئی بولی

کچن میں موجود صالحہ بیگم اور اِصباح جلدی سے بھاگتی ہوئی اِس کی جانب آئیں کیونکہ اُس کی آواز اِتنی بُلند تھی کہ خدانخواستہ کوئی مسئلہ پیش آگیا ہو۔

"کیا ہوا آبرو؟" وہ مُتفکر انداز میں گویا ہوئیں۔ آبرو کوئی بھی جواب دیے بغیر آکر اُن سے لِپٹ گئی اور اُن کو مزید پریشان کر گئی۔ جبکہ اِصباح اُسی موبائل کی جانب بڑھ گئی جسے چھوڑ کر وہ صالحہ بیگم کی جانب آئی تھی۔

"آبرو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے" وہ پریشانی سے پوچھنے لگیں

"امی میرا رزلٹ آگیا ہے۔" آبرو نے سَسپِنس کا ماحول بنانے کے لیے صرف آدھی بات ہی اُنہیں بتائی۔ صالحہ بیگم اُس کی بات سن کر کچھ حد تک مطمئن ہوئیں کہ دوبارہ بولیں "کوئی بات نہیں بیٹا، جو اللہ کو منظور تم دل چھوٹا مت کرو" صالحہ بیگم سمجھیں کہ آبرو کا اِیڈمیشن نہیں ہو پایا اسی لیے وہ اُس کو تسلی اور دلاسہ دینے لگیں۔ آبرو کا صالحہ بیگم کی بات سن کر منہ حیرت کے مارے کُھل گیا اِس سے پہلے کہ وہ وضاحت دیتی اِصباح جو کہ اُس کا موبائل دیکھ چکی تھی کہنے لگی، "امی مبارک

ہو! آپ کی صاحبزادی کا نام آگیا ہے لِسٹ میں، میرا مطلب آبی کا اِیل اِیل بی کے لیے ایڈمیشن ہو گیا ہے-" وہ اپنی بات میں مکمل وضاحت دیتے ہوئے بولی کہ کہیں امی کچھ اور ہی نہ سمجھ جائیں- صالحہ بیگم کو جونہی اِصباح کی بات سمجھ آئی اُنہوں نے پاس کھڑی آبرو کو گلے لگایا اور محبت سے اس کی پیشانی پہ بُوسہ دیا-" مبارک ہو میرا بچہ" وہ محبت میرے لہجے میں بولیں، آبرو اور اُن کی آنکھوں میں خوشی کی آنسو چمک رہے تھے-

صالحہ بیگم سے الگ ہونے کے بعد وہ فوراً دوبارہ موبائل کی جانب بھاگی اور حیات صاحب کو فون ملانے لگی اتنی دیر میں رُتبہ اور حَرم بھی چھت سے نیچے آ چکی تھیں اور اِصباح اُنہیں آبرو کے ایڈمیشن کے بارے میں بتانے لگی- آبرو مسلسل حیات صاحب کو کال مِلا رہی تھی مگر دُوسری جانب سے ایک ہی جواب موصول ہوتا کہ "آپ کا ملایا ہوا نمبر فلحال بند ہے" اُس کو مسلسل فون ملاتا دیکھ کر صالحہ بیگم نے اُس سے اِستفسار کیا،

"کیا ہوا بیٹا؟ کِس کو فون ملا رہی ہو؟"

"بابا جان کو، مگر شاید بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہے اِس لیے فون بند آ رہا ہے" وہ پریشانی سے بولی "کوئی بات نہیں بیٹا، راستے میں ہوں گے، فکر مت کرو ابھی تھوڑی دیر میں آ جائیں گے" وہ اُسے تسلی دیتے ہوئے واپس کچن میں چلی گئیں، آبرو نے ایک بار پھر فون ملایا مگر فون پھر سے بند ملا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اب یہ نمبر ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔

جب رات کو نو بجے تک حیات صاحب کی واپسی نہ ہوئی تو اب سب پریشانی میں لاؤنج میں ہی موجود تھے۔ اُن کا نمبر ابھی تک بند تھا۔

"آبرو بیٹا اپنے تایا کو فون ملا کر پوچھو، کیا پتہ تمہارے ابو وہاں چلے گئے ہوں" صالحہ بیگم پریشانی سے بولیں۔ آبرو نے فوراً جلال تایا کا نمبر ڈائل کیا مگر اِس سے پہلے کہ کال دوسری جانب جاتی اچانک گیٹ بجنے کی آواز نے سب کو متوجہ کیا آبرو اور رُتبہ فوراً گیٹ کی جانب بھاگیں۔ "لگتا ہے بابا آ گئے" اِصباح صالحہ بیگم کو مخاطب

کرتے ہوئے بولی،اِس سے پہلے کہ صالحہ بیگم اِسے کوئی جواب دیتیں باہر سے آنے والی رُتبہ کی دردناک چیخ نے انہیں باہر کی جانب بھاگنے پر مجبور کیا، لیکن باہر پہنچتے ہی آنکھوں نے جو منظر دیکھا، وہ اُن کے سر سے آسمان اور پاؤں کے نیچے سے زمین دونوں ہی چھین گیا-

اِصباح نے صحیح کہا تھا" بابا آئے ہوں گے" حیات صاحب آئے تو تھے مگر اُن کے سینے میں دھڑکتا دل اب ساکت تھا،اُن کی رُوح کا اُن کے جسم سے ناطہ ہمیشہ کے لیے مُنقطع ہو گیا تھا- سامنے چارپائی پہ پڑا وجود زندگی کی بازی ہار چکا تھا، موت نے اِس وجود کو اپنے آغوش میں لے لیا تھا- حیات صاحب کی لاش جب ایمبولنس سے ہسپتال پہنچائی گئ تو اُن کی شناخت کا کوئی بھی ذریعہ موجود نہ تھا جس سے اُن کے لواحقین کو اِطلاع دی جاتی کہ اچانک پاس سے گزرنے والے ایک آدمی نے جو کہ کسی مریض کے ساتھ یہاں آیا تھا حیات صاحب کو پہچان لیا، کئ لمحے تو وہ شاک کی کیفیت میں رہا مگر پھر ڈاکٹر کے پوچھنے پر اس نے شناخت کرتے ہوئے جلال

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

صاحب کو ہاسپٹل بلوایا اور پھر ہاسپٹل سے گھر تک کا سفر طے ہوا- حیات صاحب کی میت کو جلال تایا، عماد، اَشعر اور وُہی صاحب لائے تھے جِنہوں نے حیات صاحب کی شناخت کی تھی-

پاس بیٹھی حَرم کی چیخ نے آبرو کو حال میں لا پٹخا، "امی، امی اُٹھیں" رُتبہ اور حَرم روتے ہوئے صالحہ بیگم کو ہوش دِلا رہی تھیں جو صدمے کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئی تھیں- آبرو بھی اُن کی جانب بڑھی، پاس بیٹھی خواتین بھی اُنہیں ہوش دِلانے لگیں- آج کی رات اِن سب کے لیے بہت بھاری تھی، صِرف بھاری ہی نہیں بلکہ طویل بھی تھی، اَگلی صبح کا سورج تو طُلوع ہو گا مگر اِس گھر میں سَحر نہ ہو گی کیونکہ اِس گھر میں غموں کی ایک طویل رات اپنے تمام پَر پھیلا کر اِس گھر کو اپنے آغوش میں لے چکی تھی-

www.novelsclubb.com

اپنے بچے کو سُلا دینے کے بعد جب وہ خود سُونے کے لیے لیٹی تو ایک بار پھر ماضی کے شِکنجوں نے اِسے جکڑ لیا اور سوچوں کا سلسلہ آٹھ سال پیچھے چلا گیا-

آٹھ سال قبل!

سبرینہ اپنے والدین کی اِکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے بے حد لاڈلی، ضدی اور کچھ حد تک خود سَر لڑکی تھی، اپنے والدین سے اپنی ہر خواہش پوری کروانا اُس کی ضد میں شامل تھا، چاہے وہ خواہش جائز ہو یا ناجائز- احمد صاحب (سبرینہ کے والد) جو کہ ایک بینک میں مینجر کی پوسٹ پر تھے، سبرینہ جو اُن کا کُل اثاثہ تھی، اُس کی ہر خواہش کو پورا کرتے تھے- سکینہ بیگم (سبرینہ کی والدہ) ہمیشہ انہیں روکتیں کہ لڑکی ہے کل کو اَگلے گھر جائے گی تو یہ عادتیں اُس کی زندگی کو مشکل بنادیں گی مگر وہ ہمیشہ ایک ہی جواب دیتے کہ جب تک اُن کی بیٹی اُن کے پاس ہے اُس کے ناز نخرے اگر وہ نہیں اُٹھائیں گے تو کون اٹھائے گا مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جب اولاد کی ہر خواہش کو سر آنکھوں پر رکھا جائے تو ایک وقت ایسا آتا ہے جب آپ کی

www.novelsclubb.com

اولاد صحیح غلط کی تفریق بھول جاتی ہے اور جب انسان صحیح اور غلط میں تفریق کرنا بھول جائے، تب اُس کے اُٹھائے جانے والے قدم اُسے گناہوں کی ایسی دَلدل میں دَھکیل دیتے ہیں جہاں سے واپسی ناممکن ہو-

سبرینہ ایک درمیانے قد کی، کَتھئی رنگ کی خوبصورت آنکھوں کی مالک لڑکی تھی- رنگ گندمی جبکہ نقوش بھی مناسب تھے مگر سب کی توجہ کا مرکز اِس کی خوبصورت آواز اور روشن کَتھئی آنکھیں تھیں- سکول سے کالج تک کا سفر تو بہت آرام سے طے ہوا مگر یونیورسٹی میں ایڈمیشن کے لیے احمد صاحب کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اُن کے خاندان میں عورت کی تعلیم کو بہت معیوب جانا جاتا تھا کیونکہ اُن کے خاندانی نظریات یہ تھے کہ اگر ایک لڑکی یونیورسٹی کے آزاد ماحول میں ایک بار چلی گئی تو اُس کی واپسی ناممکن ہے بے پردگی، بے راہ روی، غیر محرموں سے دوستی، اِن سب سے بچنا ناممکن تصوُر کیا جاتا تھا مگر احمد صاحب کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنے لاڈوں پلی بیٹی پر پورا بھروسہ تھا-انہوں نے اپنے خاندان والوں کے خلاف جا کر اپنی بیٹی کی تعلیم کے لیے راہیں ہموار کی مگر آنے والا وقت ہی یہ جانتا تھا کہ احمد صاحب کے اپنی بیٹی پر کیے جانے والے اِس بھروسے کے کتنے ٹکڑے ہونے والے تھے-

ساری رات آہ وبکا اور سِسکیوں میں گم ہوئی-نمازِ جنازہ نمازِ ظُہر کے بعد رکھی گئی، تدفین وغیرہ کا سارا انتظام حیات صاحب کی کمپنی نے اٹھایا تھا، اپنی زندگی کے 30 سال اِسی کمپنی کے نام کیے تھے-اُن کی کمپنی کے اونر (فیاض لاشاری) اور ساتھ کمپنی کے سی ای او (غفار علی) بھی وہاں موجود تھے-آبرو کی آنکھ سے اب تک ایک آنسو نہ نکلا تھا، یہ درد اور تکلیف کی اِنتہا تھی-رابعہ پُھپھو بھی پہنچ چکی تھیں اور آتے ہی اپنے بھائی کی میت سے لِپٹ کر رونے لگیں، حیات صاحب اُن کے لاڈلے بھائی تھے، اپنے والدین کے بعد اُنہیں سب سے زیادہ محبت اپنے اِس بھائی سے تھی-

www.novelsclubb.com

مہمل (رابعہ پُھپھو کی بیٹی) آکر آبرو کے گلے لگی اور اُسے تسلی دینے لگی اور یہیں
آبرو کا جسم مزید تکلیف برداشت نہ کر سکا اور آبرو ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی-
حفصہ اور اِصباح کا اُس کی جانب آئیں، اُسے ہوش دلانے لگیں مگر وہ بے سُدھ پڑی
رہی- رُتبہ نے بھاگ کر دروازے میں کھڑے اشعر کو بُلایا جو وہاں آفاق کے ساتھ
کھڑا تھا، وہ دونوں بھاگتے ہوئے آئے اِس سے پہلے کہ اشعر آگے بڑھتا، آفاق نے
فوراً" آبرو کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا اور کمرے کی جانب بھاگا- اشعر نے
فوراً" ڈاکٹر کو کال مِلائی، ٹھیک 20 منٹ بعد ڈاکٹر آیا اور آبرو کا معائنہ کیا اور پاس
کھڑے آفاق سے مخاطب ہوا" اِن کی نَبض بہت آہستہ چل رہی ہے ہمیں اِنہیں
جلدی سے ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا" ڈاکٹر کی بات سُنتے ہی آفاق نے اشعر کو گاڑی
نکالنے کو کہا اور ساتھ ہی باہر بیٹھی صالحہ بیگم کو اِطلاع دیتے آبرو کو اُٹھائے باہر گاڑی
کی جانب لے گیا- پیچھے جنازے کا وقت بھی ہو چکا تھا، مرد اندر داخل ہونے لگے
اور کلمۂِ شہادت کی صداؤں میں میت کو اُٹھایا گیا- میت کو روکنے کی بہت کوشش کی

گئی مگر "کیا آج تک جانے والے کو کوئی روک سکا ہے!" حیات صاحب زندہ تھے، سب کے دِلوں میں مگر ہاں اُن کی زندگی چلی گئی تھی۔

ڈرتا ہوں موت سے مگر مرنا ضرور ہے
لرزتا ہوں کفن سے مگر پہننا ضرور ہے
ہو جاتا ہوں غمگیں جنازے کو دیکھ کر
لیکن میرا جنازہ بھی اٹھنا ضرور ہے
ہوتی ہے بڑی کپکپی قبروں کو دیکھ کر
پر مدتوں اس قبر میں رہنا ضرور ہے

www.novelsclubb.com

سبرینہ نے سائیکالوجی میں ایڈمیشن لیا تھا وہ اپنی کلاس کی سب سے ہونہار اور بااِعتماد طالبہ تھی، پہلے دو سیمیسٹر میں اِس نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی یہ سیکنڈ سیمسیٹر

کے بعد کے ایک فنکشن کی بات ہے، جس میں سبرینہ کی سِنگنگ پرفارمنس تھی، جب وہ اپنی خوبصورت آواز کا سحر سب پر طاری کیے، پُرجوش سی سٹیج سے بیک سائیڈ پر جارہی تھی تو اُس کی کتھئی آنکھوں کا ٹکراؤ سامنے سے آتی بُھوری آنکھوں سے ہوا، وہ نظروں کا زاویہ بدلتے آگے بڑھ گئی لیکن اُسے کیا معلوم تھا کہ یہ لمحے بھر کر ٹکراؤ اُس کی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز کرنے والا ہے-

سبرینہ لائبریری میں بیٹھی اپنے نوٹس بنارہی تھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اُسے اپنے ساتھ والی کُرسی پر کسی وجود کا احساس ہوا، اُس نے نظر انداز کرتے نامحسوس طریقے سے اپنا سامان دوسری جانب کرلیا، وہ دوبارہ اپنے کام میں مگن ہونے ہی والی تھی کہ ایک آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی،

"اسلام علیکم"، آواز کافی قریب سے آئی تھی یعنی پاس بیٹھنے والے وجود کی ہی تھی، مسلمان ہونے کا تقاضا تھا کہ سلام کا جواب دیا جائے لہذا بغیر اِس جانب دیکھے اُس نے جواب دیا، "وعلیکم اسلام"، سبرینہ کا یہ انداز دیکھ کر ساتھ بیٹھے اِس شخص کے

www.novelsclubb.com

ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی-"یو آر مِس سبرینہ احمد، رائٹ؟"اُس کے سوال پر سبرینہ نے فورا" اپنا سر اٹھایا اور اُس کی جانب دیکھا،

وُہی بُھوری آنکھیں!

سبرینہ ایک بات تو مان گئی تھی کہ یہ بُھوری انکھیں جادوئی ہیں، سحر طاری کرنے کا ہنر رکھتی ہیں-وہ فورا" سے حواس سنبھالتے اعتماد سے بولی، "یس آئی ایم، بَٹ ---"اِس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی، وہ شخص بولا، "اِیکچولی فنکشن میں آپ کی پرفارمنس دیکھی تھی، یو ھیو سَچ آ سوُل فُل وائس"اُس کے اِس جملے سے سبرینہ کو یہ احساس تو بخوبی ہو گیا تھا کہ اُس کی آواز بے حد خوبصورت ہے، شاید اِس جملے میں سبرینہ کی تعریف تھی اس لیے!

"تھینک یو"، سبرینہ نے اِس لہجے میں جواب دیا گویا کہنا چاہ رہی ہو کہ "ہو گئی تعریف اب جاؤ" مگر وہ شخص تو شاید فراغت کا صحیح وقت نکال کر تسلی سے بات کرنے آیا تھا-

"ایکچولی مجھے آپ کا نمبر چاہیے تھا" اُس نے بات سُن کر سبرینہ نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا۔

"ایکسکیوز می"، وہ اِنتہائی سخت لہجے میں بولی "آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں دراصل اُس دن فنکشن میں میری بہن بھی ساتھ آئی تھی وہ آپ کی آواز سن کر آپ کی فین (مداح) ہو گئی ہے اور آپ سے بات کرنا چاہتی ہے صرف اسی لیے" معاملے کی سنگینی کو سمجھتے، اُس نے فوراً وضاحت دی۔ اِس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتا سبرینہ کاٹ دار لہجے میں بولی، "اگر آپ کی بہن مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے تو آپ اُسے یونیورسٹی لے آئیں میں مل لوں گی" وہ کہتے ہی اپنا سامان سمیٹنے لگی، "مگر" وہ جو جانے ہی لگی تھی ایک جھٹکے سے مڑی "میں نے آپ سے کہہ دیا کہ میں مل لوں گی تو۔۔۔" اُس کے بعد مکمل نہ ہوئی تھی کہ وہ بولا "آپ کا اور میرا ڈیپارٹمنٹ مختلف ہے آج تو اِتفاق سے آپ سے یہاں ملاقات ہو گئی مگر دوبارہ ملاقات کے لیے رابطہ ہونا ضروری ہے اِس لیے آپ کا نمبر"

"نیکسٹ ٹیوزڈے، 12 بجے، کیفٹیریا میں" سبرینہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے بولی اور اپنی بات کہہ کر وہ رُکی نہیں جبکہ پیچھے وہ سبرینہ کا یہ انداز دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا جس سے اُس کی ایک گال میں ننھا سا گھڑا نمایاں ہوا "اوکے میڈم" وہ دھیمی آواز میں بولتا سبرینہ کو تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اُوجھل نہیں ہو گئی-

---

آبرو کو پورے چار گھنٹے بعد ہوش آچکا تھا، ڈاکٹرز کے مطابق یہ سیوِیر شاک کے باعث ہوا تھا اور نَروس بریک ڈاؤن کا بھی خطرہ تھا مگر وقت پر ہاسپٹل لانے سے یہ خطرہ اب ٹل چکا تھا- ہوش میں آتے ہی جو پہلا لفظ آبرو کے لبوں سے ادا ہوا وہ تھا "بابا" یہ کہتے ہی آنسو اُس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر اُس کے گال بِھگونے لگے وہ زار و قطار روتے بس ایک ہی لفظ دُہرا رہی تھی "بابا"-

چونکہ تدفین کیے بھی دو گھنٹے بیت چکے تھے اِس لیے اِصباح اور حفصہ بھی ہاسپٹل آچکی تھیں، آبرو حفصہ کو گلے لگائے روتے ہوئے دوبارہ بے ہوش ہو گئی- اِصباح

نے فوراً ڈاکٹرز کو اِطلاع دی، اُنہوں نے آبرو کو چیک کر کے آبرو کو کسی بھی قسم کی پریشانی سے دور رکھنے کا کہا، مگر جن کے مقدر میں دُکھ اور پریشانیوں کی سیاہی مَل دی جائے کیا وہ اِن سے دور رہ سکتے ہیں- کچھ دیر بعد آفاق نے ڈاکٹرز کو حالات سے آگاہ کرتے آبرو کو ڈِسچارج کروالیا- آبرو کی تو ضد تھی کہ وہ سیدھا قبرستان جانا چاہتی ہے جہاں اُس کے بابا کی دائمی رہائش گاہ ہے مگر اُس کی طبیعت کو مدنظر رکھتے اُسے سیدھا گھر لے جایا گیا-

آبرو صدیقی کے سَر سے صرف اُس کے باپ کا سایہ نہیں اُٹھا تھا بلکہ اُس کا ہمراز، اُس کا دوست، اُس کا مینٹور، اُس کا آئیڈیل، اُس کا اُستاد، سب چِھن گیا تھا- آج آبرو صدیقی "یتیم" ہو گئی تھی-

یتیمی ساتھ لاتی ہے زمانے بھر کے دُکھ

سُنا ہے باپ زندہ ہو تو کانٹے بھی نہیں چُبھتے

اِیگزامز کا سیزن تھا اِس لیے زیادہ تر طلبا لائبریری یا مختلف کلاس رومز میں پڑھائی میں مصروف تھے، اِسی وجہ سے کیفٹیریا کی طرف رَش نہ ہونے کے برابر تھا-

سردیوں کے دن تھے، سورج بھی کم ہی اپنا دیدار کرواتا، وہ چاکلیٹ براؤن کلر کی لانگ فراک پر ہم رنگ سویٹر پہنے، بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے، ایک ہاتھ میں بُکس لیے دوسری کلائی میں موجود گھڑی کو بار بار دیکھتے اِسی جانب آ رہی تھی -اُس نے نگاہیں گھما کر دیکھا تو وہ اُسے سامنے بیٹھا اِسی جانب دیکھتا نظر آیا، سبرینہ کو دیکھ کر اُس نے یوں ہاتھ ہلایا جیسے برسوں کی شناسائی ہو- سبرینہ نے نہ تو اس کا ہِلتا ہوا ہاتھ دیکھا، نہ اُس کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ! دیکھا تو صرف یہ کہ وہ اکیلا آیا تھا!

www.novelsclubb.com

سبرینہ کو اِک دم غصے نے آ گھیرا، مگر ضبط کرتی اُس کی جانب چل پڑی-

"اسلامُ علیکم "اس کو قریب آتا دیکھ کر وہ اِنتہائی خوشگوار انداز میں بولا، اُس کے برعکس سبرینہ نے اِنتہائی روکھے انداز میں جواب دیا، "وعلیکم اسلام "

"کیسی ہیں آپ"

"ٹھیک ہوں، مسٹر آپ کی بہن کہاں ہے؟" وہ تلخی کے ساتھ کہتے مُدعے کی بات پر آئی۔

"وہ دراصل۔۔۔۔" وہ اپنا سر کھُجاتے الفاظ تلاش کرنے لگا۔

"جی دراصل۔۔" وہ طنزیہ انداز میں بولی گویا کہہ رہی ہو، کوئی اور جھوٹ رہ گیا ہو تو وہ بھی بول لو۔ "آپ بیٹھیں تو صحیح" اُسے کھڑا دیکھ کر وہ جلدی سے بولا۔

"بات مت بدلیں مسٹر۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"فیضی"

"بات مت بدلیں مسٹر فیضی" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی

"ایکچولی میری بہن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، اِس لیے وہ آج نہیں آ سکی" اُس نے وضاحت دی، سبرینہ اِستہزایہ انداز میں ہنسی اور ہنستے ہوئے بولی "اور کچھ"

"آپ یقین کریں، سچ میں کل اُس کا کالج سے واپسی پر اِیکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور وہ"

"مسٹر فیضی کیا آپ کو میرے چہرے پر بے وقوف لکھا دِکھائی دے رہا ہے؟" اُس کی بات کاٹتے وہ سختی سے بولی، سبرینہ کے سوال پر اُس نے بے ساختہ ہی گردن نفی میں ہلائی۔

"تو پھر آپ جھوٹ پر جھوٹ کیوں بول رہے ہیں؟" وہ دُرشتگی سے کہتی اپنی بُکس جو اُس نے ٹیبل پر رکھ دی تھیں اُٹھانے لگی "آپ مجھے غلط"

"میں آپ کو بہت صحیح طریقے سے سمجھ چکی ہوں، سبرینہ احمد ہوں میں، زمانہ دیکھا ہے میں نے، بات سن کر بتا سکتی ہوں بولنے والا کس نیت سے کہہ رہا ہے" وہ لمحے بھر کو رُکی، "اُس دن لائبریری میں ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا مگر میں نے سوچا کیا پتا یہ شخص سچ بول رہا ہو مگر تھینکس ٹو یو آپ نے مجھے غلط ثابت کر دیا" وہ یہ کہتے ایک لمحے بھی نہ رُکی۔

"سبرینہ، سبرینہ" اُس نے سبرینہ کو پُکارا

نجانے اُس آواز میں کیا تھا کہ سبرینہ کے قدم نا چاہتے ہوئے بھی تھم گئے(شاید اِلتجا، شاید مان یا شاید کچھ اور)وہ بھاگ کر اُس کے سامنے آیا"پلیز آپ ایک منٹ دے دیں مجھے، میں اپنی بات کلیئر کر دوں گا، بس ایک منٹ"سبرینہ نے نظریں اُٹھا کر اُس کی بے داغ چہرے کو دیکھا اور بولی،"جی دیا ایک منٹ کوئی جھوٹ رہ گیا ہو تو عرض کریں"

"سبرینہ میری بہن کا واقعی میں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور ویسے بھی اِس نے کہا تھا کہ یونیورسٹی میں صحیح سے ملاقات نہیں ہو پائے گی، اِس لیے اگر ہم کہیں باہر مل لیتے تو"وہ بول کر خاموش ہو گیا-"30 سیکنڈ رہتے ہیں اور کچھ نہیں کہنا آپ کو"وہ طنزیہ انداز میں بولی

"بس یہی کہوں گا، اگر آپ کا دل مانے تو یہ ایڈریس دے رہا ہوں اور ٹائم بھی مینشن ہے آ جایئے گا، تھینک یو"یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا-وہ کاغذ کا ٹکڑا جو اُس نے سبرینہ سے بات کرتے اپنی جیب سے نکالا تھا، پاس پڑے ٹیبل پر رکھا تھا-پہلے

www.novelsclubb.com

تو سبرینہ فوراوہاں سے جانے لگی، لیکن نہ جانے کون سی طاقت تھی جو اُسے بار بار اُس کاغذ کو اُٹھالے جانے کا کہہ رہی تھی- سبرینہ نے ایک نظر کاغذ کے جانب دیکھا ،پھر جھپٹنے کے انداز میں کاغذ کو اُٹھایااور اپنے بیگ کی پاکٹ میں پھینک دیااور پھر وہاں سے چلی گئی- یہ منظر ایک جانب دو بھوری آنکھیں بہت غور سے دیکھ رہی تھیں، سبرینہ کے کاغذ کو اُٹھالینے پر وہ آنکھیں بھرپور انداز میں مسکرائی تھیں اور جب تک سبرینہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں داخل نہیں ہوگئی یہ آنکھیں اس کا پیچھا کرتی رہیں-

---

www.novelsclubb.com

حیات صدیقی اپنے والدین کی لاڈلی اور آخری اولاد تھے،اُن کے دو بھائی اور ایک بہن تھیں- بڑے بھائی جلال صدیقی تھے،جِن کا اپنا اِمپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کا کاروبار تھا جبکہ اِن سے چھوٹے بھائی 25 سال سے اپنی اہلیہ کے ہمراہ بیرونِ ملک مقیم تھے-اِن کے بعد رابعہ صدیقی تھیں،جو اپنے شوہر کی وفات کے بعد اب

اسلام آباد میں رہائش پزیر تھیں- جلال صدیقی کو اللہ نے اولادِ نرینہ سے نوازا تھا، اُن کی اہلیہ صائمہ صدیقی اُن کی تایازاد بھی تھیں- اللہ نے اُنہیں دو بیٹوں عماد صدیقی اور اشعر صدیقی جبکہ ایک بیٹی وشمہ صدیقی سے نوازا تھا- اب اِن کے بچے بھی اِنہی کے کاروبار میں شراکت دار تھے- جلال صدیقی نے حلال اور حرام کمائی میں نہ کبھی خود فرق کیا تھا، نہ کبھی اپنی اولاد کو سکھایا تھا، اُن کا ماننا تھا کہ رزق اللہ ہی دیتا ہے پھر چاہے وہ حرام ذریعے سے ہو یا حلال ذریعے سے-

حیات صدیقی کو اللہ نے پانچ رحمتوں سے نوازا تھا، وہ اپنی اہلیہ صالحہ بیگم جو ان کی پھپھوزاد بھی تھیں، اُن کے ہمراہ لاہور میں مقیم تھے، جبکہ جلال صدیقی کو اپنا کاروبار لاہور میں شفٹ کیے ابھی چند ہی سال گزرے تھے- اُن کا گھر حیات صدیقی کے گھر سے 10 منٹ کے فاصلے پر تھا- حیات صدیقی کا کُل سرمایہ اُن کی بیٹیاں ہی تھیں- سب سے بڑی حفصہ صدیقی، پھر آبرو صدیقی، اِصباح صدیقی، رُتبہ صدیقی اور آخر میں حَرم صدیقی تھی- جلال صدیقی نے اُنہیں بہت بار کمپنی کی

ملازمت چھوڑ کر اپنے ساتھ کاروبار کرنے کا کہا تھا مگر حیات صدیقی اپنے بھائی کے ذرائع آمدنی سے واقف تھے اور وہ حلال و حرام میں تمیز کرنا بخوبی جانتے تھے۔اُن کا ماننا تھا کہ انسان کم کھا لے مگر حلال ذرائع سے کمایا ہوا ہو، کیونکہ حرام میں تو خدا کی برکت بھی نہیں ہوتی، پھر چاہے آپ جتنا مرضی حرام کما کر اُس سے صدقہ دیں مگر وہ حرام مال کبھی بھی حلال میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔اُن کی آمدنی اپنے بھائی سے کم ضرور تھی مگر اتنی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو اچھا کھلا سکتے تھے، اچھا پہنا سکتے تھے، اپنی اولاد کو اچھی تعلیم دلوا سکتے تھے، مختصراً" وہ اپنے گھر والوں کو ایک اچھا طرزِ زندگی ضرور مہیا کر سکتے تھے۔اُن کی بہن اپنے دو بچوں آفاق قریشی اور مہمل قریشی کے ساتھ اسلام اباد میں مقیم تھیں۔آفاق قریشی نے اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے پاکستان ایئر فورس جوائن کی تھی اور اب بحیثیت پائلٹ ڈیوٹی سر انجام دے رہا تھا جبکہ مہمل ابھی ایف ایس سی کی سٹوڈنٹ اور آبرو کی ہم عمر تھی۔حیات

www.novelsclubb.com

صاحب نے اپنی سب سے بڑی بیٹی حفصہ کا رشتہ اپنے دوست کے بیٹے سے طے کیا تھا اور اپنی زندگی میں ہی اپنے پہلے فرض سے سُبکدوش ہو گئے تھے۔

سردیوں کے دن تھے، شام چار بجے کا وقت، سورج بھی واپسی کی تیاری میں مگن تھا اِس وقت کیفے پہ کافی رش تھا کیونکہ آج اتوار کا دن تھا تو ہر جانب رنگ و بُو کا سیلاب تھا، اُسے یہاں انتظار کرتے ہوے 20 منٹ بیت چکے تھے۔ آج وہ بالوں کو کُھلا چھوڑے، سیاہ رنگ کی لانگ فراک اور ساتھ ہمرنگ سویٹر پہنے مسلسل کسی کے انتظار میں تھی۔ میک اپ کے نام پر لائٹ لپسٹک اور آنکھوں میں کاجل لگا رکھا تھا جبکہ جیولری میں صرف ایک باریک چین اور کانوں میں بلیک ٹاپس پہن رکھے تھے۔ بلاشبہ وہ خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ وہ اِس کیفے میں پہلی بار آئی تھی، اُس دن جب سبرینہ نے گھر جا کر اپنا پرس کھولا تو وہاں وہی مڑی ہوئی پرچی نظر آئی پہلے توجہ میں آیا کہ پھاڑ دے مگر پھر دل نے کہا کہ ایک بار دیکھ لینے میں کیا حرج ہے،

اُس نے پرچی کھولی تو اُس پر اِس کیفے کا ایڈریس اور اتوار شام 3:30 کا وقت درج تھا جبکہ ساتھ بڑا بڑا "پلیز" لکھا تھا۔ نجانے دل کا فرمان تھا کہ دماغ کا حکم کہ آج وہ یہاں فیضی اور اُس کی بہن کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ وہ خود اپنے آپ پر حیران تھی کہ وہ کیوں ایک جھوٹے انسان پر بھروسہ کر رہی ہے مگر وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی کہ اُسے یہاں لانے والا نہ اُس کا دل ہے نہ دماغ بلکہ اُسے یہاں لانے والی صرف ایک ہی شے ہے "اُس کی قسمت"۔

وہ ابھی اِنہیں سوچوں میں گم تھی کہ اُسے سامنے سے "وہ" یعنی فیضی آتا دکھائی دیا۔ بلیو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے وہ اُسی جانب آرہا تھا۔ آج پہلی بار سبرینہ نے اُس کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ چھوٹی مگر پُرکشش اور ساحر آنکھیں، مغرور ناک بھرے بھرے عنابی ہونٹ، ہلکی ہلکی شیو، بلاشبہ وہ ایک خوبصورت مرد تھا۔ نجانے کیوں اُسے دیکھ کر آج سبرینہ کے دل کی دھڑکن معمول سے ذرا تیز ہوگئی۔ وہ عجلت میں اِسی جانب آرہا تھا، اُس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ رف حلیے میں

www.novelsclubb.com

بھی وجیہہ نظر آ رہا تھا۔آج سبرینہ یہ مان گئی تھی کہ صرف اُس کی آنکھیں ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی ایک ساحر ہے۔ سبرینہ اُس کا بغور جائزہ لینے میں اتنی مصروف تھی کہ یہ نوٹ نہ کر سکی کہ وہ اکیلا ہے۔وہ قریب آیا اور کرسی کھینچتے بیٹھنے لگا

"السلام علیکم، ایکسٹریملی سوری میں لیٹ ہو گیا، ایکچولی ایک ایمر جنسی ہو گئی تھی" اُس نے آتے ہی ہمیشہ کی طرح وضاحت دے ڈالی۔اُس کی بات سن کر سبرینہ کے لبوں پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ آ گئی، وہ نوٹ کر چکی تھی کہ "محترم آج پھر اکیلے ہیں"، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ بولا "مجھے اُمید تھی کہ آج آپ آئیں گی۔"

"وعلیکم السلام، کوئی بات نہیں ابھی تو مجھے انتظار کرتے محظ 30 منٹ ہوئے ہیں اور ایمر جنسی یقیناً آپ کی بہن کے ساتھ ہوئی ہو گی، اِس بار کیا ہوا ہے؟ ایکسیڈنٹ تو پچھلی بار ہوا تھا" سبرینہ کی بات سن کر وہ جو اپنا موبائل ٹیبل پر رکھ کر اپنی پاکٹ سے کچھ نکال رہا تھا، اُس کا ہاتھ وہیں تھم گیا، وہ سیدھا ہو کر سبرینہ کی جانب دیکھتا

کہنے لگا، "دیکھیں سبرینہ بس آج ایک بار میری پوری بات سن لیں، پھر جو بھی آپ کا فیصلہ ہو مجھے منظور ہوگا" اُس کا یہ جملہ سن کر سبرینہ کو اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں مگر اپنے حواس بحال رکھتے اُس نے سر اثبات میں ہلایا گویا اُسے اپنی بات جاری رکھنے کی اجازت دی ہو۔

"دیکھیں سبرینہ مجھے غلط مت سمجھیے گا، میرا اللہ گواہ ہے میری نیت بالکل صاف ہے، میں نے آپ سے جھوٹ صرف اِس لیے بولا کیونکہ میں یونیورسٹی سے باہر آپ سے ملاقات کا خواہش مند تھا" وہ تمہید باندھتے بولنے لگا، "دراصل اُس دن جب فنکشن میں آپ کو دیکھا، آپ کی آواز سنی تو میرے دل نے مجھ سے بس ایک ہی گزارش کی کہ اِس لڑکی کو جانے مت دینا، خدا نے اِسے تمہارے لیے ہی بنایا ہے۔" وہ لمحے بھر کو رکا اور سامنے بیٹھی سبرینہ کا فق ہوتا چہرہ دیکھا جو اپنی آنکھوں کو مزید بڑھا کیے اِسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اپنی جیب میں سے ایک چھوٹی سی مخملی ڈبی نکال کر اُس نے اپنے اور سبرینہ کے درمیان موجود ٹیبل پر رکھی اور اِسے کھولتے ہوئے اُس کے لبوں نے جو الفاظ ادا کیے وہ کچھ یوں تھے، "میں آپ سے محبت کرنے لگا ہوں سبرینہ، زندگی کا سفر آپ کے ہمراہ طے کرنا چاہتا ہوں" وہ رکا، پھر بولا "وِل یو میری می سبرینہ؟"

وہ شخص جس کا وہ صحیح نام بھی نہیں جانتی تھی، اُس کے سامنے بیٹھا اُسے پرو پوز کر رہا تھا، محض تین ملاقاتوں میں وہ شخص یہاں تک پہنچ گیا کہ وہ سبرینہ کو اپنا شریک حیات بنانے کا خواہشمند تھا، اُس کے سامنے اظہارِ محبت کر رہا تھا۔ سبرینہ کا چہرہ جس پر کچھ دیر پہلے شاک کے تاثرات تھے، اب اُس کی جگہ غصے نے لے لی تھی۔ اپنے غصے اور شاک پر قابو پاتے ہوئے اُس نے خود کو کہتے سنا،

"ہاؤ ڈیر یو مسٹر فیضی، آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اِس قسم کی بات کرنے کی" وہ شدید طیش کے عالم میں چلائی، "دیکھیں سبرینہ۔۔" وہ سبرینہ کے تتنے ہوئے

www.novelsclubb.com

تاثرات دیکھ کر فورا بولا،اِس سے پہلے کہ اُس کی بات مکمل ہوتی سبرینہ کاٹ دار لہجے میں غرائی،

"کیا دیکھیں دیکھیں لگا رکھی ہے، دیکھ ہی تو لیا ہے آپ کو،اِنتہائی غیر مہذب اور گھٹیا حرکت کی ہے آپ نے"اُس کی آواز اتنی بلند تھی کہ آس پاس بیٹھے لوگ بھی اِس جانب متوجہ ہو گئے۔"سبرینہ آہستہ بولیں سب ہمیں دیکھ رہے ہیں"لوگوں کی نظریں اپنے ٹیبل کی جانب محسوس کیے وہ فورا بولا،"دیکھتے ہیں تو دیکھیں،اُنہیں بھی تو پتہ چلے آپ جیسے جھوٹے اور مکار انسان کے بارے میں"سبرینہ غصے سے بولی۔

"بلکہ غلطی آپ کی نہیں، غلطی تو میری ہے،یہ جاننے کے باوجود کہ آپ کو جھوٹ کے علاوہ کچھ بولنا ہی نہیں آتا میں یہاں آئی،آپ پر بھروسہ کیا"

"سبرینہ آپ"

"نام مت لیں میرا اور آج کے بعد اگر آپ مجھے اپنے آس پاس دکھائی دیے، تو یقین مانیے میں آپکا وہ حشر کروں گی کہ آپ زندگی بھر یاد رکھیں گے" یہ کہتے ہی سبرینہ نے اپنا پرس اُٹھایا اور باہر کے جانب تیز تیز قدم بڑھانے لگی جبکہ وہ پیچھے سبرینہ، سبرینہ کرتا رہ گیا۔ آس پاس کے لوگ ڈرامہ ختم ہو جانے پر واپس اپنے ٹیبلز کی جانب متوجہ ہو گئے۔

ٹیبل پر پڑی سیاہ مخملی ڈبی میں موجود وہ انگوٹھی اپنی ناقدری پر ماتم کناں تھی جبکہ پاس بیٹھے فیضی کا حال بھی اِس سے کچھ مختلف نہ تھا۔

---

www.novelsclubb.com

رات کے اِس پہر جب سب اپنے اپنے گھروں میں، اپنے لحافوں میں دُبکے نیند کا مزہ لے رہے تھے، چاند بھی اپنی حاضری لگوا کر جا چکا تھا، تارے اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہے تھے، تبھی لاہور کے ایک پوش علاقے میں سفید رنگ کے محل نما گھر

میں ایک شخص اپنے کمرے میں جلے پاؤں کی بلی کی طرح اِدھر سے اُدھر چکر لگا رہا تھا۔اُس کے چہرے پر اِضطراب اور پریشانی کے تاثرات عیاں تھے۔

"فیاض آپ بتائیں تو سہی کیا ہوا ہے؟" فائقہ بیگم جو مسلسل اپنے شوہر کو اِدھر سے اُدھر چکر لگاتے دیکھ رہی تھیں تنگ آ کر پوچھ بیٹھیں۔اُن کے اِس سوال پر فیاض لاشاری نے ایک غصیلی نگاہ اُن پر ڈالی، "یہ سب تمہارا قصور ہے، تمہارے بے جا لاڈ پیار کا نتیجہ ہے جو ہمیں آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے" وہ غصے سے چلائے

"فیاض آپ کچھ بتائیں تو سہی" اپنے شوہر کی بات سن کر اب وہ حقیقتاً پریشان ہو چکی تھیں۔اِس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے، باہر پورچ میں گاڑی رُکنے کی آواز نے اُن دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا، "لو آ گیا ہے تمہارا لاڈلا!" وہ یہ کہتے ہی باہر لاؤنج کی جانب بڑھے۔اپنی سپورٹس کار سے شانِ بے نیازی سے اُترتا "شاہزین لاشاری" اُنہیں سامنے سے آتا دیکھ کر چونکا مگر ایک لمحے بعد ہی اُس کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی۔

"واٹس ایپ ڈیڈ، آج میرا ویٹ ہو رہا ہے، واؤ" وہ متاثر ہونے والے انداز میں بولا۔فیاض لاشاری نے اپنے بیٹے کا حُلیہ دیکھا، فیشن کے نام پر پھٹی ہوئی بلیک جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ جبکہ ہاتھوں میں پہنے بینڈز، کھلا ہوا گریبان، بکھرے ہوئے بال اور سگریٹ کی وجہ سے سیاہ ہوتے جامنی ہونٹ، بلاشبہ وہ ایک بِگڑا رئیس زادہ لگ رہا تھا۔فیاض لاشاری اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے لاؤنج کی جانب چل پڑے۔

"ٹائم دیکھا ہے شاہزین تم نے!"

"جی ڈیڈ دو بج رہے ہیں" اور لاپرواہ انداز میں کہتا صوفے پر دھپ سے گرا۔

"یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا!" اِس بار وہ اپنے غصے پر قابو نہ رکھ پائے اور بلند آواز میں بولے۔

"ڈیڈ میں روز اِسی ٹائم گھر آتا ہوں، کوئی نئی بات نہیں ہے جو آپ یوں ہائپر ہو رہے ہیں" وہ باپ کو جواب دیتے پاس بڑی بوتل سے پانی پینے لگا۔ فیاض لاشاری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اُسے ایک تھپڑ جڑ دیں مگر اُنہیں یہ خیال بہت دیر سے آیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟" وہ مدعے کی بات پر آئے۔

"نہیں ڈیڈ آپ بتا دیں" وہ لاپرواہی سے بولا

"تم ایک قتل کر چکے ہو شاہزین قتل!" وہ غصے کی شدت سے دھاڑے

"کیا ہو گیا ہے آپ کو ڈیڈ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں، جائیں جا کر ریسٹ کریں کل بات کریں گے" وہ شانِ بے نیازی سے کہتا اپنی پاکٹ سے سگریٹ نکال کر سامنے پڑے لائٹر سے اُسے جلانے لگا۔ اُس کی بات سن کر فیاض لاشاری کا ضبط جواب دے گیا اور وہ اُس کے سر پر پہنچے، اُس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر نیچے پھینک دی۔

"ہماری کمپنی کے ایک ایمپلائی قتل کر دیا ہے تم نے شاہزین" وہ غرائے

"ڈیڈ کیا بول رہے ہیں، کلیئر کریں"

"کل تمہاری گاڑی نے شام کو ایک شخص کو ہِٹ کیا تھا اور وہ شخص موقع پر ہی دم توڑ گیا، وہ ہماری کمپنی کا ایک سینئیر ایمپلائی تھا" وہ اب اُسے اُس کے کیے گئے گناہ کا احساس دِلا رہے تھے۔

"کون تھا وہ؟"

"حیات صدیقی" اُن کی بات سنتے، شاہزین کے ذہن کے پردے پر ایک ضعیف سا چہرہ نمودار ہوا۔

"اوہ آئی سی" وہ اتنا کہتے دوبارہ سے سگریٹ نکالنے لگا۔

"کیا مطلب، تمہیں ذرا احساس ہے اپنی غلطی کا"فیاض صاحب اس کارد عمل دیکھ کر حیران تھے۔

"تو ڈیڈ کیا کروں، ہو گیا نہ، میں نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا! سولیو دِس ٹاپک"اُس نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی۔

فیاض صاحب اُس کا جواب سن کر ششدر رہ گئے، وہ کیسے ایک قتل کرنے کے بعد موضوع تبدیل کرنے کا کہہ رہا تھا، ابھی وہ کچھ اور سوچتے ہی کہ شاہزین کی آواز اُن کے سماعت سے ٹکرائی،

"ویسے ڈیڈ ایک بات کہوں"فیاض لاشاری نے اُس کی جانب دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا

"اُن کا ٹائم آ گیا تھا ڈیڈ، اچھا ہی ہوا"وہ جو سمجھے تھے شاید اُسے احساس ہو گیا ہے اُس کی بات سن کر دھاڑے

"شاہزین"

"ہاں تو ڈیڈ بیمار ہوتے، بستر پر پڑتے، تکلیف ہوتی نہ کافی، اِس طرح ایک ہی جھٹکے میں۔۔۔" وہ اتنی سفاکانہ بات اتنے اطمینان سے کہہ رہا تھا، فیاض لاشاری تو کچھ کہہ ہی نہ سکے۔

"ویسے بھی میں تو وسیلہ بنا ہوں، اُن کا ٹائم آیا ہوا تھا میری گاڑی اُنہیں نہ کچلتی تو کوئی اور گاڑی"

"شاہزین" وہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے بولے

"کیا ڈیڈ، اچھا چلے جائیں اب سو جائیں" اُن کے غصے اور باتوں کو کسی خاطر میں نہ لاتا کہنے لگا۔

"تمہیں ذرا بھی شرمندگی نہیں ہوئی شاہزین!" وہ قدرے افسوس سے پوچھنے لگے

"ہوئی ہے نہ ڈیڈ، دیکھیں میرے آنسو۔۔" وہ اپنے مصنوئی آنسو صاف کرتا بولا

"شاہزین میں تمہیں۔۔" وہ دھاڑے

"کیا کریں گے ڈیڈ، کمپنی سے نکالیں گے، نکال دیں!" وہ لمحے بھر کو رکا

"مجھے پتا ہے آپ ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ نقصان میرا نہیں آپ کا ہو گا۔" وہ اپنی اُنگلی سے اُن کے سینے پہ دستک دیتا بولا

"کیونکہ یہ بات آپ جانتے ہیں کہ شاہزین لاشاری صرف آپ کا بیٹا ہی نہیں، آپ کی ضرورت بھی ہے! گُڈ نائٹ" یہ کہتے وہ اپنے کمرے کی جانب چل پڑا اور پیچھے فیاض لاشاری فائقہ لاشاری کی جانب غصے سے دیکھنے لگے، جو تب سے کھڑی دونوں باپ بیٹا کی باتیں سن رہی تھیں۔ فیاض لاشاری تن فن کرتے اپنے کمرے کی جانب چل دیے جبکہ فائقہ لاشاری کی سماعتوں میں تو محض ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"حیات صدیقی"

کیفیٹیریا میں اِس وقت خوب گہما گہمی تھی، فروری شروع ہو چکا تھا، سردی کا زور بھی آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا۔ وہ آسمانی رنگ کا کُرتا شلوار پہنے، ساتھ بلیک کلر کی شال اُوڑھے کرسی پر بیٹھی تھی جبکہ اُس کا دماغ آج سے دو ماہ پیچھے کا سفر طے کر چکا تھا۔ اُسے یاد تھا اُس دن جب وہ گھر لوٹی تھی تو ایک دم اُسے پچھتاوے نے آگھیرا تھا مگر اُس نے تو کچھ غلط نہیں کیا تھا، وہ شخص اِسی قابل تھا مگر ان دو ماہ میں نجانے کیوں وہ بار بار اُس شخص کے بارے میں سوچنے لگتی، ایک عجیب سی کیفیت کا شکار تھی وہ، نجانے کیوں وہ اُس کے انتظار میں تھی۔

ہاں وہ اُس کے انتظار میں تھی کیونکہ اُس دن کے بعد وہ اُسے یونیورسٹی میں کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ اُس کی سوچوں کا تسلسل پیچھے سے آنے والی آواز نے توڑا، جہاں دو

لڑکیاں آپس میں بیٹھی کسی کا ذکر کر رہی تھیں۔اُن میں سے ایک لڑکی بولی، "

تمھیں پتہ ہے فاحا، آج وہ بیچارا یونیورسٹی آیا تھا، پورے دو ماہ بعد"

"کون" پاس بیٹھی فاحا نے فرائز سے بھرپور انصاف کرتے اُس سے سوال پوچھا

"وہی یار (ماس کام) ڈیپارٹمنٹ کا سٹار" فیضی"" "یہ نام سنتے ہی سبرینہ جو وہاں سے اُٹھ کر جانے والی تھی، اُس کی ہر حرکت تھم گئی، اُس کا سارا جسم کان بن کر اُن کی بات سننے لگا

"اوہ اچھا! ویسے وہ پچھلے دو ماہ سے تھا کہاں؟ ایگزامز بھی نہیں دیے اُس نے"

"تمھیں نہیں پتا! اُس کا دو ماہ پہلے سیویر ایکسیڈنٹ ہوا تھا، موت کے منہ سے واپس آیا ہے بیچارا" وہ لڑکی افسوس کرتے ہوئے بولی

"سو سیڈ، اُس کا تو سمیسٹر بھی ویسٹ ہو گیا، ایکسیڈنٹ ہوا کیسے تھا؟" فاحا نے دوبارہ سوال کیا

"ہاں نہ، یہ سمیسٹر ویسٹ ہو گیا اُس کا، زیادہ تو نہیں پتہ مگر ہاں گاڑی نے ہِٹ کیا تھا، سنا ہے کافی ڈپریس تھا اُن دِنوں"

"آئی سی" فاحا نے فرائز کا آخری ٹکڑا اُٹھاتے کہا

"سنا ہے کسی لڑکی کا چکر تھا" اُس لڑکی کی بات سنتے ہی سبرینہ نے فوراً اُن کی جانب دیکھا اور پھر اپنی نظر اِدھر اُدھر گھمائی، اُسے لگا جیسے سب اُسے ہی دیکھ رہے ہوں اور اُسے اِس سارے معاملے کا قصوروار ٹھہرا رہے ہوں۔

"ہاں ہو سکتا ہے، خیر یہ بتاؤ تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا؟" فاحا نے پھر سے سوال پوچھا

www.novelsclubb.com

"وہ اُس کا دوست ہے نہ صارم، وہ میرا کزن ہے تو اُس نے مجھے بتایا" وہ لڑکیاں مزید بھی کچھ بات کر رہی تھیں مگر سبرینہ کا دماغ تو جیسے سُن ہو چکا تھا، اُس کی ابھی دو کلاسز باقی تھیں مگر وہ اُنہیں چھوڑ کر فوراً اپنے گھر کی جانب نکل پڑی، اُس کا دماغ ابھی تک اُن لڑکیوں کی باتوں میں اُلجھا ہوا تھا۔

"لاشاری ٹیکسٹائلز" بزنس کی دنیا کا ایک جانامانا نام تھا، جس کے اونر فیاض لاشاری تھے یہ اُن کی انتھک محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ آج اُن کے بزنس کی برانچز پورے پاکستان میں پائی جاتی تھیں۔ وہ عمر میں 60 کا ہندسہ عبور کر چکے تھے مگر عمر کے اِس حصے میں بھی وہ وجاہت کا منہ بولتا شاہکار تھے، بلاشبہ وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ مرد تھے۔ بزنس کی دنیا میں اُن کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اگر وہ مٹی کو بھی ہاتھ لگائیں تو وہ سونا بن جائے۔

وہ اپنی شریک حیات فائقہ لاشاری اور اپنے دو بیٹوں کے ساتھ لاہور کی ایک پوش علاقے میں ایک عالی شان بنگلے "لاشاری وِلا" میں مقیم تھے۔ فائقہ لاشاری ایک نہایت سوبر اور نفیس خاتون تھیں، وہ عورت تو اچھی تھیں مگر ایک بیوی اور ماں کیسی تھیں یہ بات اُن کے گھر والے ہی بہتر جانتے تھے۔ شاہزین لاشاری، فیاض لاشاری کا بڑا بیٹا تھا، جو بزنس میں اُن کا شراکت دار بھی تھا، اسی لیے تعلیم مکمل

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتے ہی اُس نے فیاض لاشاری کے کہنے پر کمپنی جوائن کرنی تھی۔ وہ ایک عیاش طبیعت کا مالک تھا، بارز اور کلبز میں جانا اُس کے معمول میں شامل تھا، سگریٹ نوشی اُس کا پسندیدہ مشغلہ تھا، یونیورسٹی میں وہ اپنی سنہری آنکھوں اور اپنے غیض و غصب کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔ وہ غصے کا بہت تیز تھا، ابھی یونیورسٹی کے لاسٹ ڈیز میں ہی اُس نے معمولی سی بات پر ایک لڑکے کی ٹانگ توڑ کر اُسے ہمیشہ کے لیے معذور کر دیا تھا، سب اس کے غیض و غضب سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اپنے غصے کی آگ میں دوسروں کو جلانا جانتا تھا۔ فیاض لاشاری کا دوسرا بیٹا "شہریار لاشاری" ابھی نائنتھ کلاس کا سٹوڈنٹ تھا، مگر اپنے بڑے بھائی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہ بہت سے برائیوں کو اپنا چکا تھا۔

فیاض لاشاری نے اپنا سارا وقت اپنے کاروبار کو دے کر اُسے تو چمکا دیا تھا مگر اُن کی اُولاد اُن کے ہاتھوں سے نکل چکی تھی، انہوں نے اپنی اُولاد کو سونے کا نوالہ کھلا کھلا کر بڑا کیا تھا مگر وہ شیر کی نگاہ رکھنا بھول گئے تھے۔ اُن کے پاس عمر بھر اپنی اولاد کی

www.novelsclubb.com

تربیت کے لیے وقت نہ تھا، تربیت کا ذِمہ انہوں نے اپنی بیوی فائقہ لاشاری کو سونپا تھا جو اپنی لاپرواہ اور آزاد فطرت کے باعث اِس ذمہ داری کو پورا کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئی تھیں۔ ہر وقت پارٹیز اور گیدر نگز میں وہ اپنی اولاد کو فراموش کر بیٹھی تھیں اور اب وہ دونوں اپنے کی گئی کوتاہیوں کا خمیازہ بھگت رہے تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی ہر جائز اور ناجائز خواہش کو پورا کرتے انہیں اس نہج پر پہنچا دیا تھا کہ اب وہ صحیح اور غلط میں تفریق کرنا بھول چکے تھے اور جب انسان صحیح اور غلط میں تفریق کرنا بھول جائے تو اُس میں اور ایک حیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

وہ مسلسل سامنے لگی پینٹنگ پر نظریں جمائے گہری سوچ میں گم تھی۔ اُس کے کانوں میں ابھی تک اُن لڑکیوں کی باتیں گونج رہی تھیں "وہ موت کے منہ سے واپس آیا ہے"

www.novelsclubb.com

اگر وہ زندگی کی بازی ہار جاتا! سبرینہ نے بے اختیار جھر جھری لی، اِس سے آگے وہ سوچ نہ سکی۔ اچانک اُسے اپنے رُخسار پر نمی کا احساس ہوا، یہ کیا! وہ رو رہی تھی، مگر کیوں!

"نہیں، میں نہیں رو رہی" وہ اپنے آنسو صاف کرتے خود کو یقین دِلانے لگی کہ اچانک نظر سامنے پڑے آئینے پر پڑی، جس میں اُس کی آنکھیں واضح طور پر رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ اُس کی آنکھیں اُس جھوٹے انسان کی خاطر غمگیں تھیں، اُس کا دل اس انسان کے لیے پریشان تھا، اُس کی سوچوں کا محور محض وہ شخص تھا، یہ آخر اُسے کیا ہو رہا تھا! وہ بہت پریشان تھی۔

www.novelsclubb.com

بلا آخر اپنی کیفیات کو پچھتاوے کا نام دے ڈالا کہ شاید کہیں نہ کہیں اُس حادثے کی وجہ "وہ" بھی تھی۔ اُس نے ارادہ کیا کہ کل وہ اُس کے ڈیپارٹمنٹ جا کر اُس کا حال احوال دریافت کر کے خود کو اِس پچھتاوے سے رہائی دِلوائے گی مگر وہ یہ بات بھول

گئی تھی کہ ایک پلاننگ آپ کرتے ہیں اور ایک پلاننگ آپ کی قسمت کرتی ہے اور جیت ہمیشہ قسمت کی ہی ہوتی ہے۔

رات کے 12 بج چکے تھے مگر نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، آنکھیں خشک اور ویران تھیں۔ آبرو نے ایک لمحے کے لیے پاس سوئی ہوئی اِصباح اور رُتبہ کو دیکھا، وہ پُر سکون نیند لے رہی تھیں کیونکہ وہ بہت سے معاملات سے لاعلم تھیں۔ لاعلمی ایک نعمت ہے، اِس بات کا اندازہ آج آبرو کو بخوبی ہو رہا تھا۔ گرگٹ رنگ بدلتا ہے یہ آبرو نے سنا تھا مگر انسان بھی رنگ بدلتے ہیں، یہ آبرو نے آج دیکھ لیا تھا۔ اُن کے غم میں شریک ہونے والا ہر شخص اُن سے اِظہارِ افسوس انہیں اُن کی محرومیاں یاد دِلا کر کرتا تھا، اِن دس دِنوں میں اُن کے گھر آنے والے ہر انسان نے انہیں یہ بات ضرور یاد دلائی تھی کہ اُن کے گھر کا واحد کفیل اُن سے بچھڑ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گیا ہے، اُن کے گھر کا اِکلوتا مرد اب اِس دنیا میں نہیں رہا، بخوبی اِس بات کا احساس دلایا تھا کہ

اب وہ اکیلی عورتیں ہیں!

کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے!

گزارا کیسے ہو گا!

زندگی کیسے گزرے گی!

بیٹا ہوتا تو مشکلات نہ آتیں!

بیٹا ہوتا تو سب سنبھال لیتا!

ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت عام ہے کہ ہم کسی سے اُس کے نقصان کا افسوس، اسے اُس کے نقصان اور محرومیوں کا احساس دِلا کر کرتے ہیں، اگر وہ انسان جو ہو گیا اُسے بھولنا بھی چاہے تو معاشرہ اُسے وہ بات بھولنے نہیں دیتا، اپنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نقصان پر صبر بھی کرنا چاہے تو لوگ صبر نہیں کرنے دیتے، زخم تازہ کرنے کا ہنر رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے زخموں کو دوبارہ کُرید دیتے ہیں۔ جن زخموں پر مرہم کی ضرورت ہوتی ہے، اُس پر نمک چھڑک کر اسے مزید تکلیف دے بنادیا جاتا ہے۔

وہ کروٹ بدلتے سونے کی کوشش کرنے لگی کہ سامنے ایک کاغذ پڑا نظر آیا، جسے دیکھ کر اُس کا حلق تک کڑوا ہو گیا، اپنی بے بسی پر جی بھر کر رونا آیا، حیات صاحب اپنے ساتھ اُن کی زندگی کا ہر رنگ بھی لے گئے تھے۔ اُس کے ذہن کے پردے پر آج صبح کا منظر لہرانے لگا۔

www.novelsclubb.com

صبح کا منظر:-

جلال تایا اور صائمہ تائی اُن کے لاؤنج میں بیٹھے تھے، جبکہ عدت میں ہونے کی وجہ سے صالحہ بیگم کمرے میں موجود تھیں۔ حفصہ اُن کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی، اِتنے میں آبرو اُن کے لیے شربت لے کر آئی اور شربت انہیں دیتے وہ بھی سامنے حفصہ

کے ساتھ بیٹھ گئی۔اُس نے صائمہ تائی کے کپڑوں کی جانب دیکھا،اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اِن دس دنوں میں جب اُن بہنوں کو کھانے پینے کا بھی ہوش نہیں تھا،تب تائی جب بھی اُن کے گھر آئی تھیں تو اُن کا جوڑا ہر بار مختلف ہوتا اور جوڑے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ وہ جوڑا نیا ہے، کیا تائی واقعی اُن کے غم میں غمگین تھیں !اِن خیالوں سے اُسے جلال تایا کی آواز نے نکالا۔

"حفصہ بیٹا پھر بھابھی نے کیا سوچا ہے ؟"انہوں نے شربت کے گلاس میں سے پہلا گھونٹ لیتے پوچھا

"تایا جان کس بارے میں ؟"حفصہ نے اُلجھے ہوئے انداز میں سوال کیا

"گھر کے بارے میں اور آگے آنے والے وقت کے بارے میں" جلال تایا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا

"گھر کے بارے میں کیا سوچنا ہے تایا جان ؟"اِس بار سوال آبرو کی جانب سے تھا وہ جلال تایا کی باتوں سے اُلجھ رہی تھی

"آبرو بیٹا، اب ظاہر سی بات ہے اِس گھر کا کفیل تو اب رہا نہیں، حیات کی تنخواہ کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ بھی نہیں جس سے اب گھر چل سکے" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے اور شربت کے گلاس سے دوسرا گھونٹ لینے لگے۔اِس سے پہلے کہ آبرو یا حفصہ میں سے کوئی کچھ کہتا، رُتبہ لاؤنج میں داخل ہوئی۔

"آپی وہ باہر کوئی انکل آئے ہیں، اپنا نام صداقت بتا رہے ہیں" رُتبہ نے آبرو اور حفصہ کو مخاطب کیا

"اچھا انہیں اندر بھیج دو" رُتبہ کی بات کا جواب جلال تایا نے دیا۔رُتبہ سر ہلاتی باہر کی جانب چل پڑی اور کچھ دیر میں ایک شخص لاؤنج میں داخل ہوا جو حیات صاحب کی ہی عمر کا تھا، لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے سب کو سلام کیا اور جا کر جلال تایا کے پاس بیٹھ گیا۔حیات صاحب کے انتقال کی تعزیت کرنے کے بعد وہ اُس بات پر آیا جس کے لیے وہ آج یہاں موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

"جلال صاحب وہ دراصل حیات صاحب نے مجھ سے چھ ماہ پہلے کچھ قرض لیا تھا، آدھی رقم تو وہ واپس کر چکے تھے مگر آدھی رقم ابھی باقی ہے" وہ لمحے بھر کو رُکا

"باقی کی رقم بھی اِس مہینے میں اُنہیں ادا کرنی تھی، مگر زندگی نے انہیں اتنی مہلت نہ دی، میں کبھی بھی رقم کا فوری مطالبہ نہ کرتا اگر مجھے حقیقتاً اُس کی ضرورت نہ ہوتی" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا

"کتنی رقم دینی تھی حیات نے؟" جلال تایا نے پوچھا جبکہ آبرو اور حفصہ تو پریشان چہرے لیے بیٹھی تھیں

"جی کُل 20 لاکھ لیے تھے، جس میں سے 10 لاکھ کی ادائیگی وہ کر چکے تھے مگر 10 لاکھ ابھی باقی ہیں" وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے بولا۔اِس سے پہلے کہ جلال تایا کچھ بولتے آبرو بولی،

"10 لاکھ! انکل اتنی بڑی رقم، ابو نے آپ سے قرض کب لیا تھا؟

"میں نے بتایا تو بیٹا، چھ ماہ پہلے غالباً اُن کی بیٹی کی شادی تھی، یہی وجہ بتائی تھی انہوں نے" وہ شخص دوبارہ بولا۔ آبرو اور حفصہ اب خاموش ہو گئی تھیں کیونکہ یہ حقیقت تھی کہ چھ ماہ پہلے حفصہ کی شادی کے لیے حیات صاحب کو قرض اٹھانے پڑے تھے۔ جلال تایا نے شربت کا آخری گھونٹ لیتے خالی گلاس کو سامنے پڑے ٹیبل پر رکھ دیا۔ اتنے میں حفصہ بولی،

"مگر انکل ہم یہ اتنی بڑی رقم اِتنے کم وقت میں کیسے ادا کریں گے ؟" اِس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ بولتا جلال تایا کی آواز نے اُسے خاموش کرا دیا

"صداقت صاحب آپ فکر مت کریں، رقم کا انتظام ہو جائے گا، آپ کو پیسے کب تک چاہیے"

"اِس ہفتے میں اگر مل جاتے تو۔۔۔"

"کل آپ یہاں آکر پیسے لے جایئے گا" وہ اطمینان بھرے لہجے میں کہنے لگے۔

آبرو اور حفصہ دونوں اُن کے چہرے کی جانب دیکھ رہی تھیں، آبرو بولنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔

"بہت بہت شکریہ جلال صاحب" وہ شخص تشکر بھرے لہجے میں بولا۔ جلال تایا نے سر اثبات میں ہلاتے اس کا شکریہ قبول کیا۔ پانچ منٹ بعد وہ شخص اُن کے گھر سے چلا گیا، اُس کے جاتے ہی حفصہ بولی

"تایا جان ہم کیسے کریں گے انتظام؟" اُس کے لہجے میں پریشانی ہی پریشانی تھی

"فکر مت کرو میرے پاس اِس معاملے کا حل ہے"

"کیسا حل؟" آبرو نے سوال کیا

"ہم اِس گھر کو بیچ دیں گے" انہوں نے اطمینان بھرے انداز میں اُن دونوں کے سر پر بم پھوڑا۔

www.novelsclubb.com

سردیوں کا دور آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا، بہار کی آمد آمد تھی، 12 بجے کا وقت تھا ، سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ وہ آج آسمانی رنگ کی شارٹ فراک کے ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر پہنے سیاہ رنگ کے دوپٹے کو گلے میں ڈالے، آج (ماس کام) ڈیپارٹمنٹ آئی تھی۔ بالوں کو اُس نے جوڑے میں گوندھ رکھا تھا جبکہ جیولری کے نام پر صرف ایک باریک چین پہن رکھی تھی، اُس کی نظریں کسی کی متلاشی تھیں، مسلسل اِدھر اُدھر دیکھتی، اُسے ڈھونڈتی ہوئی آ رہی تھی کہ اچانک سامنے نظر پڑنے پر اُس کی تلاش ختم ہوئی، وہ سامنے بلیک جینز کے ساتھ بلیک ہی شرٹ پہنے، کندھے پر بیگ لٹکائے اپنے سامنے کھڑے لڑکے سے محوِ گفتگو تھا۔ وہ دو ماہ پہلے والا فیضی تو نہ تھا، وہ کافی کمزور ہو چکا تھا نقاہت اور کمزوری اُس کے چہرے سے عیاں تھی، اُس کے ماتھے پر ابھی بھی بینڈیج لگی ہوئی تھی جو اِس بات کی علامت تھی کہ اُس کا زخم ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا۔ اُس کی بھوری ساحر

www.novelsclubb.com

آنکھیں، بہت بوجھل دکھائی دے رہی تھیں۔ سبرینہ چلتے چلتے اُس کی جانب گئی اور چند قدم فاصلے پر اُس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی کہ اچانک بُھوری آنکھوں نے اِس جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملیں، بُھوری اور کتھئی آنکھوں کا پُرشدت ٹکراؤ ہوا! کہ وہ جو اپنے سامنے کھڑے لڑکے سے بات کر رہا تھا، اپنی بات بھول گیا، الفاظ کہیں کھو گئے، وہ اُس لڑکے سے معذرت کرتا، جلدی سے سبرینہ کی جانب آیا۔ وہ بُھوری آنکھیں جو کچھ دیر پہلے نقاہت زدہ اور بوجھل تھیں، اب خوشی سے چمک رہی تھیں۔

"السلام علیکم" ہمیشہ کی طرح اُس نے آتے ہی اُس پر سلامتی بھیجی

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام، ہاؤ آر یو؟" ہر بار حال احوال وہ دریافت کرتا تھا، اِس بار حال احوال پوچھنے والی وہ تھی۔ وہ لمحے بھر کو تو کوئی جواب نہ دے سکا۔

"کیسی طبیعت ہے آپکی؟" سبرینہ نے اُسے خاموش دیکھ کر الفاظ بدلتے دوبارہ پوچھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں۔۔ بالکل ٹھیک ہوں" وہ اپنے لہجے پر قابو نہ پاسکا۔وہ اس وقت خوشگوار حیرت میں مبتلا تھا، سبرینہ کا اُس کے ڈیپارٹمنٹ آنا، اُس کا حال دریافت کرنا، اُس کا دل خوشی کے مارے اُچھل رہا تھا۔

"آپ کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں سنا تھا" اتنا بول کر وہ خاموش ہو گئی، وہ بااعتماد لڑکی سامنے کھڑے اُس لڑکے سے بات کرنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔

"دو دن پہلے ہی پتہ چلا، اگر پہلے پتہ چل جاتا تو میں عیادت کے لیے ضرور آتی" اُس نے وضاحت دی

"ایکسیڈنٹ کیسے ہوا تھا آپ کا؟" اُسے مسلسل خاموش دیکھ کر اس نے سوال پوچھا

"گاڑی نے اُڑا دیا تھا" وہ تو نجانے کہاں پہنچ چکا تھا، جو منہ میں آیا بول دیا

"ایکسیوز می" اُس کا جواب سنتے ہی سبرینہ بولی

"میرا مطلب کار نے ہِٹ کیا تھا، میری غلطی تھی، میں رانگ وے تھا" اپنے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو محسوس کرتے ہی پہلے خود کو کوسا پھر سبرینہ کو جواب کے ساتھ وضاحت بھی دے ڈالی، اُس کی بات سنتے ہی سبرینہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"آپ ایگزامز بھی نہیں دے سکے، آپ کا سمیسٹر بھی ویسٹ ہو گیا" وہ کافی افسردہ لہجے میں بولی، جیسے اِس بات کا اُسے بہت افسوس ہو

"جی ویسٹ ہو گیا ہے" اُس نے سبرینہ کی بات دُہرائی لیکن اُس کے لہجے میں بالکل بھی افسوس نہ تھا

"آپ کی صحت کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی، اسی لیے آئی تھی، اللہ کے کرم سے کافی بہتر ہیں آپ اور جلد مزید بہتر ہو جائیں گے" آخر کی بات سبرینہ نے اُس کے ماتھے پر موجود پٹی کو دیکھتے ہوئے کہی، وہ خاموش رہا۔

"اپنا خیال رکھیے گا، اللہ حافظ" وہ یہ کہتے ساتھ ہی جانے کے لیے مڑ گئی

www.novelsclubb.com

وہ جا رہی تھی ! فیضی کو ہوش آیا!اُس نے سبرینہ کو آواز دی

"سبرینہ "وہ ابھی دو قدم ہی دور گئی تھی،اُس کی آواز سن کر پلٹی اور آ ئبر واُچکائے گویا آواز دینے کی وجہ پوچھ رہی ہو۔وہ سبرینہ اور اپنے درمیان کا فاصلہ عبور کرتا اُس کے قریب آیا

"تھینک یو "وہ دیھمے لہجے میں بولا

"کس لیے "سبرینہ حیران ہوئی

"میرا حال پوچھنے آنے کے لیے "اُس نے وضاحت دی

"کوئی بات نہیں "سبرینہ جانے کے لیے مڑنے ہی لگی تھی کہ وہ دوبارہ بولا

"سبرینہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو"

"جی بولیں "اِس بار سبرینہ کے لہجے کی نرمی میں تھوڑی کمی اگئی

"سبرینہ ہمارے درمیان اگر کوئی اور رشتہ ممکن نہیں، تو کیا ہم دوست بھی نہیں بن سکتے "اُس نے سبرینہ سے سوال کیا، سبرینہ خاموش رہی۔

"اگر ہم پچھلی ملاقاتوں کو بھول کر دوستی کا آغاز کرنا چاہیں، تو کیا ہے ممکن ہے؟"

وہ دوبارہ اُس سے سوال پوچھ رہا تھا۔اِس سے پہلے کہ سبرینہ کچھ بولتی وہ دوبارہ بولا

"اِس بار انکار مت کیجئے گا پلیز "وہ التجایئہ انداز میں بولا۔اُس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ سبرینہ انکار نہ کر سکی، الفاظ کا اثر تھا یا کچھ اور!

"ٹھیک ہے مسٹر فیضی، مگر یاد رکھیے گا مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے اور اِس دوستی کی آڑ میں اگر آپ نے کچھ اور کرنے کی کوشش کی تو اِس بار آپ کو ہِٹ کرنے والی گاڑی میری ہو گی "وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولی

"شیور سبرینہ، آپ کا دوست فیضی اِس بار آپ کو مایوس نہیں کرے گا "وہ خوشی سے سرشار لہجے میں بولا

"دیٹس گڈ" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے، اب میں چلتی ہوں، خدا حافظ" وہ یہ کہتے جانے کے لیے مڑ گئی

"اللہ حافظ" فیضی نے دیھمے لہجے میں کہا۔ آج وہ بہت خوش تھا، سبرینہ کا آنا، اُس کا حال پوچھنا، اُس کے دوستی کے لیے بڑھے ہاتھ کو تھام لینا، فیضی کے لیے کسی معجزے سے کم نہ تھا۔

دوسری جانب سبرینہ خود بھی حیران تھی کہ وہ فیضی کو انکار کیوں نہیں کر سکی، مگر پھر دل کی آواز آئی کہ کیا پتا وہ اچھا انسان ہو، اُس کی غلطی کو معاف کر کے ایک چانس تو دینا چاہیے اور ویسے بھی وہ صرف دوستی کا ہی تو خواہش مند ہے۔

سبرینہ اِس بات سے انجان تھی کہ دوستی سے شروع ہونے والا یہ سفر بہت جلد محبت اور پھر عشق کا روپ اختیار کرنے والا ہے اور اگر وہ اِس سفر کے انجام سے آشنا ہو جاتی تو آج فیضی کا دوستی کے لیے بڑھا ہوا ہاتھ کبھی نہ تھامتی۔

"نہیں ایسا نہیں ہو گا" آبرو جلدی سے بولتی اُٹھ کھڑی ہوئی

"کیا مطلب ایسا نہیں ہو گا، کہاں سے لاؤ گے پیسے، کیسے کرو گے گزارا اور یہ جو آدمی آیا تھا اِس کا قرض کیسے ادا کرو گے ؟" جلال تایا سخت لہجے میں بولے

"مگر تایا جان ہم یہ گھر نہیں بکنے دیں گے" آبرو بضد تھی

"تو کیا کرو گی، بھائی تو ہے نہیں تم لوگوں کا جو کچھ کما کر سب کو کھلا دے، سب لڑکیاں ہو، کون کمائے گا، کیسے چلے گا یہ گھر؟" تب سے خاموش بیٹھی تائی آبرو کی بات پر بول اٹھیں

"مگر تائی جان، یہ گھر بابا جان نے بہت محنت سے بنایا تھا، ہمارا بچپن گزرا ہے یہاں، بابا جان کی یادیں وابستہ ہیں اس گھر سے۔۔"

"تو کیا کرو گی اِن یادوں کا، یہ پیسے کما کر لائیں گی، سرکاری ملازم تو تھا نہیں حیات کہ پینشن آجائے، کیسے چلاؤ گی گھر، کہاں سے لاؤ گی پیسے اپنی ضروریات کے لیے"

آبرو کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ تائی درشتگی سے کہنے لگیں۔اُن کی بات سن کر آبرو کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی مگر پھر بولی

"نہیں تائی جان ہم یہ گھر۔۔۔۔"

"خاموش ہو جاؤ آبرو" اِس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی، اندر کمرے میں سے صالحہ بیگم کی آواز نے اُسے چپ کرا دیا، اُن کے لہجے میں سختی تھی

"اور ویسے بھی ہماری عزت کا سوال ہے، پہلے تو اس گھر میں مرد تھا مگر اب اکیلی عورتیں دیکھ کر کل کو لوگ یہاں چکر لگانے لگے تو نام تو ہمارا بدنام ہو گا" جلال تایا کی زبان سے انگارے برس رہے تھے

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، لوگ تو جن کے گھر باپ یا بھائی ہوں، انہیں نہیں بخشتے، اِس گھر میں تو کوئی مرد ہے ہی نہیں، بن باپ کی بچیاں ہیں کل کو اگر

کوئی بات ہو گئی تو لوگ تو ہم سے ہی پوچھیں گے نہ، ویسے بھی زمانہ بڑا خراب ہے"
صائمہ تائی کی زبان زہر اُگل رہی تھی

"ٹھیک ہے بھائی صاحب آپ کا فیصلہ ہمیں منظور ہے" اندر سے آتی صالحہ بیگم کی آواز نے آبرو کو خاموش کرا دیا جو کچھ بولنے کے لیے پَر تُول رہی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر کچھ لوگ ہیں میری نظر میں، اُن سے بات کرتا ہوں اور باقی رہی بات صداقت صاحب کے قرضے کی تو آج میں عماد کے ہاتھ شام کو ایک چیک بھجوا دوں گا" وہ ایک لمحے کے لیے رکے

"اور آپ لوگ پیکنگ کر لیں، میں نے اپنے گھر کا اوپر والا پورشن خالی کروالیا ہے ، دو دن بعد آپ لوگوں نے وہاں شفٹ ہونا ہے" وہ فیصلہ سناتے باہر کی جانب چل پڑے جبکہ صائمہ تائی بھی اپنا پرس اٹھاتی انکے پیچھے چل پڑیں۔ صدمے اور تکلیف کے مارے حفصہ رونے لگی مگر آبرو کے کانوں میں ابھی تک جلال تایا اور صائمہ تائی کی باتیں گونج رہی تھیں۔ وہ سب کچھ طے کر چکے تھے، اُن پر محض وہ اپنا حکم صادر

کرنے آئے تھے چند دِنوں میں زندگی کتنی عجیب ہو گئی تھی، ہر روز نئی تکلیف، نیا مسئلہ سامنے آجاتا جو پچھلے سے بڑا اور تکلیف دہ ہوتا۔

"آبرو" اِصباح کی آواز سے وہ حال میں واپس لوٹ آئی

"ہمم"

"سوئی نہیں ابھی تک" وہ نیند سے بھری آواز میں پوچھنے لگی

"کوشش کر رہی ہوں، تم سو جاؤ" وہ سامنے پڑے اُس چیک کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ اُس چیک کو دیکھتے آج آبرو نے ایک فیصلہ لیا تھا کہ آج سے وہ جلال تایا کا اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ ہونے والا ہر روپیہ یاد رکھے گی تاکہ ایک دن وہ اُنہیں اُن کی ایک ایک پائی لوٹا سکے، اُن کے سارے احسانات چکا سکے اور اُنہیں یہ بتا سکے کہ عورت ذات بھی سب کچھ کر سکتی ہے۔

فیاض لاشاری اس وقت اپنی سٹڈی میں موجود تھے، سامنے موجود کتاب کے صفحے بے دیہانی سے پلٹ رہے تھے، کیونکہ اُن کا دماغ اِس وقت اِس کتاب میں تحریر الفاظ کی جانب نہ تھا بلکہ کل رات اپنے اور شاہزین کے مابین ہوئی گفتگو کی جانب تھا، وہ حیران اور پریشان تھے کہ کیسے اُن کا بیٹا ایک قتل کر کے اتنا پر سکون ہے، وہ ایک حادثہ ضرور تھا مگر وہ اُس کی غلطی کا نتیجہ تھا مگر شرمندگی اور احساس تو بہت دور وہ تو اِس معاملے کو محض ایک معمولی بات سمجھ کر ہوا میں اُڑا گیا تھا۔ آج ایک بار پھر پچھتاوے نے اُنہیں آگھیرا تھا، وہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے میں ناکام ہوئے تھے اپنی اولاد کو ایک ایسی عورت کے زیرِ پرورش رکھا جو خود تعلیم یافتہ تو تھی مگر تربیت یافتہ نہیں۔ بے شک وہ اُن کی اولاد کی ماں تھی مگر اُس نے ماں ہونے کا حق صرف اُنہیں پیدا کرنے تک ادا کیا تھا۔ یہ عورت اُن کا اِنتخاب بالکل نہ تھی، وہ کبھی بھی ایسی عورت کو اپنی شریکِ حیات نہ بناتے اگر اُن کی ماں کی خواہش اُن کے پاؤں کی زنجیر نہ بنتی۔ اُنہیں آج بھی اپنی ماں کے آخری الفاظ یاد تھے جس میں

انہوں نے اپنی قسم دے کر اُنہیں اپنی بھانجی فائقہ لاشاری سے نکاح کا کہا تھا، وہ ہر صورت انکار کر دیتے مگر ماں کی بگڑتی حالت اور قسم اُنہیں یہ کڑوا گھونٹ پینے پر مجبور کر گئی۔ وہ اپنی ماں کے آگے مجبور ہو گئے، بہت کچھ قربان کر گئے۔ اُن کی ماں اپنے اکلوتے بیٹے سے اپنی بھانجی کا عمر بھر کا ساتھ نبھانے کا وعدہ لیتے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند گئیں جبکہ وہ اس وعدے کو نبھاتے نبھاتے آج اِس مقام پر کھڑے تھے، جہاں اُن کی اولاد اُن کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی، اُن کی سوچوں کے تسلسل کو پاس پڑے فون پر ہونے والی بیل نے توڑا، جس پر "غفار کالنگ" لکھا جگمگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آبرو نے سامنے پڑی کتابوں کو اکٹھا کر کے انہیں قریب پڑے ڈبے میں ڈالنا شروع کیا، ایک ایک کر کے وہ تمام کتابیں اُس نے ڈبے میں رکھ دیں، آخری کتاب رکھتے ہوئے اُس میں سے کوئی کاغذ زمین پر گرا، آبرو نے کتاب ڈبے میں رکھتے جھک کر

وہ کاغذ اٹھایا اور اُسے پلٹا تو بے اختیار دل کی دھڑکن تھم گئی۔ یہ آبرو اور حیات صاحب کی تصویر تھی، جب آبرو نے میٹرک میں بورڈ ٹاپ کیا تھا اور اِس تصویر میں وہ اپنا گولڈ میڈل حیات صاحب کو پہنا رہی تھی، تصویر میں آبرو کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی جبکہ حیات صاحب کے چہرے پر اپنی بیٹی کے لیے محبت ہی محبت تھی۔ کتنا مکمل منظر تھا! اور اب سب کتنا خالی تھا، ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی، زندگی نے ایک ایسا موڑ کاٹا تھا کہ اب ایسا محسوس ہوتا کہ وقت گویا تھم گیا ہو، گھڑیاں رک گئی ہوں اور لمحے طویل ہو گئے ہوں۔ باپ کا سایہ چھن جانے سے اُن سے زندگی جینے کا حق چھینا جا رہا تھا، حکم صادر کیے جا رہے تھے اُسے کل صالحہ بیگم سے کی جانے والی باتیں یاد آنے لگیں، کل تایا اور تائی کے جانے کے بعد صالحہ بیگم نے حفصہ، آبرو اور اِصباح کو کمرے میں بلایا

"امی آپ کیسے مان سکتی ہیں تایا جان کی بات؟" آبرو کے لہجے میں اضطراب واضح تھا

"آبرو خاموش ہو جاؤ" صالحہ بیگم نے اُسے چپ کروا دیا

"لیکن امی میں کیوں خاموش ہو جاؤں، وہ لوگ "

"نہیں تو آبرو مجھے بتاؤ کیا کرو گی، کیسے کرو گی انتظام سب چیزوں کا، کہاں سے بندوبست ہو گا پیسوں کا" صالحہ بیگم آبرو کی بات کاٹتے ہوئے بولیں

"امی میں کچھ کرلوں گی، کوئی نوکری وغیرہ ڈھونڈ لوں گی مگر یہ گھر۔۔"

"نوکری! ہوش میں تو ہو ایف ایس سی کی ہے تم نے ابھی، کون دے گا تمہیں نوکری، تین بہنیں ہیں تمہاری اُن سب کی ذمہ داری کیسے اٹھاؤ گی؟" وہ لمحے بھر کو رکیں

www.novelsclubb.com

"جلال بھائی کی بات بالکل صحیح ہے، ہمیں یہ گھر بیچنا ہی ہو گا اِس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولیں

"مگر امی، گھر بیچنے کے علاوہ کوئی اور حل بھی تو نکل سکتا ہے، اگر ہم اوپر والا پورشن کرائے پر دے دیں" آبرو نے حل پیش کیا

"آبرو امی ٹھیک کہہ رہی ہیں، گھر بیچنے کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے، ویسے بھی کرائے داروں کے معاملات دیکھنے کے لیے گھر میں مرد کا ہونا بہت ضروری ہے" اس بار حفصہ نے آبرو کو سمجھایا

"بالکل صحیح کہہ رہی ہے حفصہ، ویسے بھی بھائی صاحب کا احسان ہے، جو ہمیں کہیں اور شفٹ کرانے کی بجائے اپنے گھر لے جا رہے ہیں، تمہارے ابو کے بعد وہی تو ہمارے واحد رشتہ دار ہیں" صالحہ بیگم رُندھی ہوئی آواز میں بولیں

"مگر امی۔۔" آبرو دوبارہ بولنے لگی اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی صالحہ بیگم نے اُس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے "یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ خدارا میری مشکلات میں اضافہ نہ کرو، جو ہو رہا ہے ہونے دو، بھائی صاحب سے دوبارہ بحث مت کرنا اِس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے، تمہارے ابو ہوتے تو ہمیں یہ دن نہ

دیکھنے پڑتے" صالحہ بیگم روتے ہوئے بولیں، حفصہ انہیں گلے لگائے چپ کرانے لگی جبکہ آبرو ساکت بیٹھی رہ گئی۔

تصویر کو اپنے لبوں سے چھوتے، اس کو واپس اُس کتاب میں رکھ دیا۔ صالحہ بیگم سے بات کرنے کے بعد اس نے دوبارہ اِس موضوع پر کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اُس کی ماں بھی کس حد تک مجبور ہے، اپنی 18 سالہ زندگی میں اُسے اس بات کا احساس آج پہلی بار ہوا تھا کہ مرد کا ہونا کتنا ضروری ہے، اور دل کے کسی کونے میں یہ خواہش بھی جاگی تھی کاش وہ لڑکا ہوتی تو یہ معاملات پیش نہ آتے مگر پھر دل میں اس بات پر عہد مزید پختہ ہو گیا کہ ایک دن زمانے کو یہ بتانا ہے کہ عورت سب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اگر اُسے وہ موقع فراہم کیے جائیں جو ہمارا معاشرہ مردوں کو فراہم کرتا ہے۔

www.novelsclubb.com

سبرینہ اور فیضی کی دوستی کو ایک ماہ ہو چکا تھا محض دو سے تین دفعہ ان کی مختلف مقامات پر ملاقات ہوئی تھی اور رسمی سلام دعا کے علاوہ اور کوئی بات نہ ہوئی ، سبرینہ اب اپنے فیصلے سے کافی حد تک مطمئن تھی کیونکہ فیضی نے اپنی بات کو پورا کیا تھا وہ صرف ایک دوست کی حیثیت سے اُس کی زندگی میں شامل تھا مگر یہ حیثیت ففتھ سمیسٹر کے بعد ایک فنکشن سے پہلے تبدیل ہو گئی تھی کیونکہ اب وہ ایک دوست سے کچھ زیادہ اچھا لگنے لگا تھا۔

ففتھ سمیسٹر کے بعد ایک ایونٹ سے پہلے سبرینہ اور اُس کو ڈیپارٹمنٹ کے ایک لڑکے کی لڑائی ہو گئی تھی اور بات بہت بڑھ گئی تھی۔

"میں نے آپ سے کہا کہ آپ کی پرفارمنس میری پرفارمنس کے بعد ہو گی کیونکہ آپ نے اپنا نام لیٹ رجسٹر کروایا تھا" سبرینہ کے لہجے میں غصے کا عنصر موجود تھا

"کیا مطلب جب میں نے کہہ دیا کہ میں پہلے پرفارم کروں گا، تو میری بات سمجھ نہیں آتی کیا" اُس کے ڈیپارٹمنٹ کا زاویار نہایت بدتمیزی سے بولا

www.novelsclubb.com

"دیکھیں آپ تمیز سے بات کریں ورنہ"

"ورنہ کیا! کیا کرلو گی ہاں کیا کرلو گی؟" وہ سبرینہ کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ آس پاس سٹوڈنٹس کا رش لگ چکا تھا مگر کوئی بھی اُن کے معاملے میں مداخلت نہیں کر رہا تھا، بس خاموش تماشائی بنے دیکھ رہے تھے

"میں وی سی سے بات کر کے آپ کو اِس ایونٹ سے آؤٹ کروادوں گی" سبرینہ غصے سے بولی

"تمھیں تو میں۔۔۔" وہ یہ کہتا غصے میں اُس کی جانب بڑھنے لگا، سبرینہ کو معاملے کے اِس حد تک بگڑ جانے کی توقع نہ تھی، وہ اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگی کہ اچانک ایک وجود اُس کے اور زاویار کے درمیان آگیا، وہ اُسے پہچان نہ پائی لیکن جب وہ بولا تو سبرینہ کو معلوم ہوا کہ وہ "فیضی" تھا۔

"ایکسکیوز می، پیچھے ہٹو" فیضی زاویار کو پیچھے دھکیلتا ہوا بولا

"تم ہٹو بیچ میں سے، اِسے تو میں۔۔۔"اُس کی بات مکمل ہونے سے پہلے فیضی نے اُسے ایک زوردار دھکا دیا کہ وہ چند قدم دور ہو گیا

"تمیز سے، تمیز سے بات کرو"فیضی غصے سے بولا

"تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے، میں جیسے مرضی بات کروں، ہاں"وہ دوبارہ اِس جانب بڑھنے لگا

"تمہیں لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے کیا"فیضی چلایا

"لڑکیوں سے یا اِس لڑکی سے"وہ لوفرانہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا

"اب میں سمجھا تمہیں اتنی مرچیں کیوں لگ رہی ہیں، یہ تمہاری۔۔"اُس کی بات منہ میں ہی رہ گئی کیونکہ فیضی نے ایک زوردار مکا اُس کے منہ پہ دے مارا، جس کے جواب میں اُس نے بھی ایک مکا فیضی کی دائیں گال پہ دے مارا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں ایک دوسرے کو بُری طرح مارنے لگے، پاس کھڑے لڑکوں نے آکر انہیں

ایک دوسرے سے الگ کیا۔زاویار کو اُس کے دوست دور لے گئے جبکہ فیضی دور کھڑی سبرینہ کے پاس آیا جس کے چہرے پر خوف ہی خوف تھا۔سبرینہ نے نظر اُٹھا کر فیضی کی جانب دیکھا،اُس کا ہونٹ پھٹ چکا تھا اور اب اُس میں سے خون بہہ رہا تھا جبکہ آنکھ کے قریب نیل کا ہلکا سا نشان واضح تھا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟"اُس نے آتے ہی سبرینہ سے پوچھا

سبرینہ حق دق اُسے دیکھ رہی تھی،وہ اُس کے لیے لڑ رہا تھا،اُس نے سبرینہ کے لیے مار کھائی،زخمی ہوا،اور یہ وہ لمحہ تھا جس میں سب بدل گیا،یہ وہی لمحہ تھا جس میں "زندگی گلزار ہے" میں پروفیسر صاحب کے گھر بیٹھے محض چائے سے کشف کو بچا لینے پر کشف کے دل میں موجود زارون سے نفرت کا بُت ٹوٹا تھا اور ایک نئے جذبے نے پناہ لی تھی۔بالکل اُسی طرح آج فیضی کا مقام بھی سبرینہ کے دل میں اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا۔

"سبرینہ" فیضی کی آواز اُسے ہوش میں لائی

"ہاں، ہاں میں ٹھیک ہوں، تم زخمی ہو فیضی آؤ میرے ساتھ چلو" وہ اُسے اپنے ساتھ چلنے کا کہنے لگی، اُس کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی

"یہ تو معمولی سا زخم ہے، آپ رہنے دیں میں ٹھیک ہوں" وہ لاپرواہ انداز میں کہنے لگا

"فیضی تم کیوں بیچ میں آئے اگر تمہیں زیادہ لگ جاتی تو"

"دیکھیں سبرینہ وہ غلطی پر تھا اور ویسے بھی اگر میں نہ آتا تو یہ دوستی کی قوانین کے مطابق بہت غلط بات تھی کہ ایک دوست مشکل میں ہو اور دوسرا دوست اُس کی مدد کو نہ پہنچے" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"مگر۔۔"

"اگر، مگر، کچھ نہیں اب آپ اپنے گھر جائیں ویسے بھی ٹائم کافی ہو چکا ہے" اس کی بات درمیان میں کاٹتے اُس نے اسے آسمان پر پھیلتی سرخی کی جانب متوجہ کروایا

www.novelsclubb.com

"اور ہاں جب بھی کوئی مسئلہ ہو، مجھے دل سے یاد کیجئے گا ایک بار، میں حاضر ہو جاؤں گا، اپنا خیال رکھیے گا، خدا حافظ" وہ دل موہ لینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا کچھ لمحے بعد وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے کھڑی سبرینہ کو اب اُس پر سے نظریں ہٹانا اِس دنیا کا مشکل ترین کام لگا اور وہ اُسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اُوجھل نہیں ہو گیا۔

سیاہ ساڑھی میں ملبوس، بالوں کو جوڑے میں گوندھے، چہرے پر میک اپ کی ایک تہہ جمائے، اِس وقت فائقہ لاشاری ریسٹورنٹ میں موجود تھیں، جیولری میں دونوں کانوں میں خوبصورت آویزے، جبکہ دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے، وہ مسلسل کسی کے انتظار میں تھیں۔ اضطراب اور بے چینی اُن کے چہرے سے عیاں تھے، وہ بار بار سامنے پڑا موبائل اٹھا کر کسی کو کال ملاتیں اور کال نہ اُٹھائے جانے پر غصے اور مایوسی کی ملی جُلی کیفیت میں موبائل دوبارہ واپس رکھ

دیتیں۔انہیں یہاں انتظار کرتے تقریباً45منٹ بیت چکے تھے،دو بار ویٹر آکر اُن سے آرڈر کے بارے میں پوچھ چکا تھا مگر وہ اُسے یہ کہہ دیتیں کہ وہ کسی کا انتظار کر رہی ہیں،اُس کے آنے پر ہی آرڈر نوٹ کروائیں گی۔پورے ایک گھنٹے بعد بلاآخر اُن کا انتظار ختم ہوا،سامنے سے ایک آدمی چلتا ہوا آیا اور اُن کے سامنے والی کرسی کھینچ کر اُس پہ بیٹھنے لگا۔

"السلام علیکم"اُس شخص نے بیٹھتے ہوئے کہا

"وعلیکم السلام، تمہیں پتا چلا،حیات صدیقی کے بارے میں؟"فائقہ بیگم کے سوال پر اُس شخص نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ حیات صدیقی وہی ہے نہ؟"فائقہ لاشاری نے اب وہ سوال پوچھا،جس نے انہیں پچھلے تین دن اور راتیں بے چین رکھا تھا۔سامنے بیٹھے شخص نے اثبات میں سر ہلاتے اُن کی بات کی تصدیق کی۔اُس شخص کو معلوم تھا کہ وہ کیا پوچھ رہی ہیں اور کس بارے میں بات کر رہی ہیں اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اُسے یہی سوال پوچھنے

کے لیے یہاں بلایا گیا ہے۔اِس شخص کا اثبات میں ہلتا سر اُن کا ہوش اُڑا گیا، جس کا انہیں ڈر تھا وہی ہوا، اُن کا چہرہ سفید پڑنے لگا

"اوہ میرے خدایا" شدید پریشانی اور اضطراب میں اُن کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ سامنے بیٹھا شخص اُن کی کیفیت کو بخوبی سمجھتا تھا۔

"آہ شاہزین آہ" وہ شدتِ افسوس سے پھر بولیں۔ سامنے بیٹھا شخص اب بھی خاموش تھا

"ہم اب کیا کریں گے ؟" وہ اِس شخص سے پوچھنے لگیں

"ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے، کسی کو بھی اس بارے میں علم نہیں ہے"

فائقہ لاشاری جانتی تھیں کہ وہ کس " بارے "میں بات کر رہا ہے

"کسی کو بھی نہیں ؟" انہوں نے تصدیق کے لیے دوبارہ پوچھا۔ سامنے بیٹھا شخص جو اپنے ہاتھ پر موجود جلنے کے نشان پر اُنگلی پھیر رہا تھا، اس کا ہاتھ لمحے بھر کو رکا، اس

کے ذہن کے پردے پر ایک لڑکی کا چہرہ نمودار ہوا اور ساتھ ہی نظر اپنے ہاتھ کے جلے ہوئے حصے پر گئی اور پھر بولا

"کسی کو بھی نہیں" اُس کی لہجے میں اس بار سختی کا عنصر موجود تھا۔ فائقہ لاشاری کو کچھ اطمینان ہوا مگر اُن کے ذہن کے پردے پر بار بار ایک منظر لہراتا جو اُنہیں چین اور سکون نہیں لینے دے رہا تھا وہ اِس منظر اور حقیقت کو اپنی زندگی سے مٹا چکی تھیں مگر کیا حقیقتیں مٹانے سے مٹ جاتی ہیں۔

صدیقی ہاؤس میں اِس وقت ڈائننگ ٹیبل پر خوب رونق تھی کیونکہ آج حیات صدیقی کا خاندان اِدھر شفٹ ہو چکا تھا، رات کا کھانا جلال تایا نے انہیں ساتھ کھانے کی دعوت دی تھی۔ سربراہی کرسی پر اِس وقت جلال صدیقی موجود تھے جبکہ اُن کی دائیں جانب صائمہ تائی اور بائیں جانب اشعر صدیقی بیٹھا تھا۔ صالحہ بیگم کو اُن کا کھانا بھجوا دیا گیا تھا۔ اِس وقت ڈائننگ ہال میں مکمل خاموشی تھی، چمچ اور

کانٹوں کی آواز ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ حفصہ بھی اس وقت ان سب کے ساتھ موجود تھی، کل اُسے واپس گجرانوالہ روانہ ہونا تھا کیونکہ اس کی ساس کی طبیعت کافی ناساز تھی۔

اِس وسیع و عریض صدیقی ہاؤس میں ڈائننگ ایریا کو کچن سے کچھ فاصلے پر بنایا گیا تھا، ڈائننگ ایریا کی تھیم وائٹ اور گولڈن کلر کی رکھی گئی تھی، ساری دیواروں پر آف وائٹ پینٹ کیا گیا تھا جبکہ گولڈن کلر کے پردے ڈائننگ ہال کو کچن اور لاؤنج سے علیحدہ کر رہے تھے۔

"تایا جان اب سے آپ ہمارے کفیل ہیں نہ" اپنی پلیٹ کو خالی کر کے ایک جانب رکھتی آبرو نے جلال تایا کو مخاطب کیا، جلال تایا کے لیے یہ سوال انتہائی غیر متوقع تھا بلکہ باقی سب بھی حیران تھے

"میرا مطلب اب آپ ہمارے سرپرست ہیں نہ" انہیں خاموش دیکھ کر آبرو دوبارہ بولی

"ہمم" جلال تایا نے نوالہ حلق سے اُتارتے اثبات میں سر ہلایا

"تو پھر آپ کل میرے ساتھ چلیے گا" آبرو اطمینان بھرے لہجے میں بولی

"کہاں" جلال تایا نے فوراً پوچھا

"پولیس اسٹیشن" جلال تایا پانی پیتے بے اختیار کھانسنے لگے جبکہ ماحول میں کانٹے اور چمچ سے پیدا ہونے والی آواز بھی لمحے بھر کو تھم گئی

"وہ کیوں؟" اس بار سوال اشعر کی جانب سے تھا

"بابا جان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا، مجھے اُس ڈرائیور کے خلاف ایف آئی آر کٹوانی ہے جس کی گاڑی نے بابا کو ہِٹ کیا تھا اور معاملے کی تحقیقات بھی کروانی ہیں تاکہ۔۔" آبرو نے جلال تایا کی طرف دیکھتے ہوئے وضاحت دی، مگر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی تائی بولیں

"تم ان معاملات سے دور رہو آبرو، لڑکیاں ایسے معاملات میں نہیں بولتی"

"مگر تائی جان مرنے والا میرا باپ تھا اور اگر میں نہیں بول سکتی تو ٹھیک ہے تایا جان تحقیقات کروائیں گے، کیوں تایا جان ؟" آبرو نے اپنی بات مکمل کی۔

"میں اس معاملے کو پہلے ہی دیکھ چکا ہوں آبرو" جلال تایا جب بولے تو اُن کے لہجے میں سختی کا عنصر موجود تھا

"کب اور ہمیں کیوں نہیں بتایا؟" آبرو کا سوال فوری تھا

"میں نے تم سب کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا"

مگر تایا جان ہم نے اپنا باپ کھویا ہے، آخر ہمیں بھی تو معلوم ہو کہ کون تھا وہ شخص جس نے ہمارے سر سے ہمارے باپ کا سایہ چھین لیا" آبرو اُن کی بات کاٹتے ہوئے بولی

"میں نے کہا نہ آبرو، ہم اس معاملے کو دیکھ چکے ہیں" جلال تایا سختی سے بولے

"مگر۔۔" آبرو کچھ کہنے ہی والی تھی مگر جلال تایا کے الفاظ نے اسے چپ کروا دیا

"ایمبولنس تھی وہ جس نے ہِٹ کیا تھا حیات کو اور ویسے بھی عینی شاہدین کے بیانات سے پتہ چلا ہے کہ حیات کی غلطی تھی اُس نے سڑک پار کرنے میں جلدی کی تھی" انہوں نے تفصیلا بات بتاتے ہوئے اپنی پلیٹ دور کِھسکا دی جس میں ابھی کھانا موجود تھا۔ آبرو اب مکمل خاموش ہو چکی تھی جیسے بولنے کو کچھ نہ بچا ہو۔

"صائمہ بچیوں کو صحیح طرح کھانا کھلا کر بھیجنا، میں اپنے کمرے میں ہوں" جلال تایا یہ کہتے رکے نہیں اور اپنے کمرے کی جانب چل دیے۔ صائمہ تائی نے ایک بار جلال تایا کی پلیٹ کو دیکھا اور پھر آبرو کو دیکھا گویا کہنا چاہتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے وہ کھانا بھی چھوڑ کر جا چکے ہیں جبکہ آبرو کا ذہن تو کہیں اور جا اٹکا تھا۔

www.novelsclubb.com

لاشاری وِلا میں دوپہر اُتر چکی تھی چونکہ آج اتوار کا دن تھا، اس لیے فیاض لاشاری بھی گھر پر ہی موجود تھے۔ وہ اِس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے لنچ کر رہے تھے جبکہ اُن کے ساتھ اِس وقت فائقہ بیگم موجود تھیں، شہریار اپنے دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ

پر گیا تھا۔فیاض صاحب نے پلیٹ میں موجود چکن سٹیکس کے ایک ٹکڑے کو نفاست سے دو میں تقسیم کرتے،ایک ٹکڑا اپنے منہ میں ڈالا کہ نگاہ سامنے سے آتے شاہزین پر پڑی،جو سیدھا اپنے بیڈ روم سے نیچے آیا تھا،جس نے اِس وقت بلیو شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہن رکھا تھا،اُس کی آنکھوں میں ابھی نیند سے اُٹھنے کے باعث ہلکی ہلکی سُرخی نمایاں تھی اُس کے ایک ہاتھ میں سگریٹ موجود تھی، جس سے وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد گہرے کش لیتا۔

"گڈ مارننگ موم،ڈیڈ" وہ یہ کہتا فیاض صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا

"گڈ مارننگ بیٹا،کیا لوگے ناشتے میں؟" فائقہ بیگم محبت بھرے لہجے میں بولیں

"کچھ نہیں مام بس ایک گلاس فریش جوس" وہ یہ کہتا پچھلی سگریٹ کو ایش ٹرے میں پھینکتے اپنے ٹراؤزر کی پاکٹ سے دوسری سگریٹ نکالنے لگا

"گڈ مارننگ نہیں گڈ آفٹر نون شاہزین" فیاض صاحب سٹیک کا دوسرا ٹکڑا منہ میں ڈالتے بولے

"وہی ڈیڈ مگر میری مارننگ تو ابھی ہوئی ہے تو میرے لیے تو گڈ مارننگ ہو گا نا!

کیوں موم" وہ مسکراتا ہوا بولا، اس سے پہلے کے فائقہ بیگم اُس کی بات کے جواب میں کچھ کہتیں، فیاض صاحب کی آواز ان دونوں کی سماعتوں سے ٹکرائی

"کل رات کہاں تھے شاہزین؟" وہ سختی بھرے لہجے میں بولے اور ساتھ سامنے موجود پلیٹ کو دور کھسکا دیا

"کل رات ابرار کی برتھ ڈے پارٹی تھی، اسی لیے اُس نے اپنے فارم ہاؤس میں سب کو اِنوائٹ کیا تھا" وہ سامنے پڑا جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے بولا جو کچھ دیر پہلے ملازمہ رکھ کر گئی تھی

www.novelsclubb.com

"اور یہ پارٹی کتنے بجے تک تھی؟" فیاض صاحب نے دوبارہ سوال کیا

"ڈیڈ آپ کو تو پتا ہے، جب دوست اکھٹے ہوئے ہوں تو ٹائم کا کہاں پتا چلتا ہے" وہ بے نیاز لہجے میں کہتا جوس کا پہلا گھونٹ لینے لگا

"شاہزین تم سیریس ہو جاؤ، کب تک یوں چلتا رہے گا؟ تمہاری یونیورسٹی ختم ہوئے چھ ماہ ہو چکے ہیں اور تم ابھی تک ایک بار بھی آفس نہیں آئے" وہ غصے بھرے لہجے میں بولے

"آجاؤں گا ڈیڈ" وہ لاپرواہ انداز میں بولا

"آجاؤں گا نہیں، تم کل سے جوائن کرو گے تاکہ تمہیں بھی پتا چلے کہ جس پیسے کو تم پانی کی طرح بہا رہے ہو، اُسے کماتے کیسے ہیں" وہ غصے سے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے

"مگر ڈیڈ ابھی ایک ماہ تک تو۔۔۔"

"اگر، مگر کچھ نہیں، تم کل سے آفس آرہے ہو، تمہیں اندازہ بھی ہے تمہاری کی گئی غلطیوں کی بھرپائی مجھے کیسے کرنی پڑتی ہے اور کب تک میں تمھارا پھیلایا گیا کچرا سمیٹتا رہوں گا، کبھی تم کچھ کرتے تو کبھی کچھ" وہ اس کی بات کاٹتے غصے سے

www.novelsclubb.com

چلائے۔ جس کے جواب میں وہ خاموشی سے اپنا جوس پیتا رہا جیسے یہاں کوئی بات ہی نہ ہو رہی ہو۔

"تم سن رہے ہو، میں کیا کہہ رہا ہوں؟ ابھی تمہارے ہاتھوں ہوئے قتل کا نقصان کیسے پورا کیا ہے میں نے تمہیں اندازہ بھی ہے؟" وہ اُسے لا تعلق بنا بیٹھا دیکھ کر بلند آواز میں چلائے

"جی ڈیڈ سن رہا ہوں" وہ بیزاری سے بولا

اس کا یہ رویہ دیکھ کر فیاض صاحب کا دل چاہا کہ وہ اسے ایک تھپڑ لگا کر اُسے اُس کے کیے گئے کارنامے دکھائیں مگر انہیں معلوم تھا کہ وہ بہت دیر کر چکے ہیں، اب معاملات اُن کے ہاتھ سے نکل چکے تھے، اب وہ صرف غصے سے چلا سکتے تھے، کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے، قدم اٹھانے کا صحیح وقت وہ گزار چکے تھے، سامنے بیٹھے شاہزین کو جوس کا گلاس خالی کر کے سائیڈ پر رکھتے اور دوبارہ سگریٹ جلاتے دیکھ کر اُن کا دماغ گزرے ہوئے وقت پر ماتم کر رہا تھا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا آبرو" صالحہ بیگم نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ کھانا کھا کر اوپر آتے ہی حفصہ نے ڈائننگ ٹیبل پر ہونے والی تمام باتیں صالحہ بیگم کے گوش گزار کی تھیں، جو حیران وپریشان ہوتے تمام باتیں سنتے آبرو کی عقل پر افسوس کر رہی تھیں۔اُن کی بات کے جواب میں آبرو خاموش رہی۔

"میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا مگر تم کہاں باز آنے والی ہو" وہ خفگی سے کہنے لگیں

"امی تایا جان جھوٹ بول رہے ہیں" آبرو کے اِس جملے پر سب نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا

www.novelsclubb.com

"کیا بکواس کر رہی ہو آبرو؟" اِس بار صالحہ بیگم کی آواز بلند تھی

"یہی کہ تایا جان جھوٹ بول رہے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ اِس حادثے کے پیچھے کون ہے مگر وہ چھپا رہے ہیں" وہ اطمینان بھرے لہجے میں بولی

"خدارا رحم کرو ہم پر آبرو، تمہارے یہ سب کرنے سے تمہارے ابو واپس تو نہیں آجائیں گے نہ، بلکہ یہ جو ہمیں رہنے کو چھت میسر آئی ہے، یہ بھی چھن جائے گی"

"مگر امی۔۔"

"بس آبرو ایک اور لفظ نہیں، ایک تو انہوں نے ہم پر احسان کرتے، ہمیں اپنے گھر میں جگہ دی ہے اور تم اُن پر الزام لگا رہی ہو بس کردو آبرو بس" صالحہ بیگم اُس کی بات کاٹتی سختی سے بولیں

"اِصباح اِسے کمرے میں لے جاؤ فوراً" اُنہوں نے پاس کھڑی اِصباح مخاطب کرتے ہوئے کہا

"جی امی" اِصباح فوراً آبرو کو ساتھ کھینچی دوسرے کمرے میں لے گئی

www.novelsclubb.com

"اِصباح تمہیں تو میری بات پر یقین ہے نا" کمرے میں آتے ہی آبرو نے اِصباح سے پوچھا، اِصباح کچھ پل تو خاموش کھڑی رہی مگر پھر محض آبرو کا دل رکھنے کو اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"مگر پتا نہیں کیوں امی میری بات نہیں مان رہیں" وہ افسوس بھرے انداز میں کہتی پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئی

"مان جائیں گی، تم پریشان مت ہو" اِصباح اُس کو تسلی دینے لگی۔ باہر سے آتی حفصہ کی آواز پر اصباح باہر چلی گئی جبکہ پیچھے آبرو کرسی پر بیٹھی پُر سوچ نگاہوں سے سامنے لگی پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

دل میں فیضی کا مقام تبدیل ہوتے ہی چند منٹوں کی ملاقاتیں گھنٹوں میں تبدیل ہونے لگیں، ہفتے میں ایک بار ملنے والے اب روز ملنے لگے، نظریں ہر وقت کسی کی متلاشی رہنے لگیں اور تلاش ختم ہوتے ہی دھڑکنیں بے ربط ہونے لگیں،

ملاقاتوں کے بہانے ڈھونڈے جانے لگے، ہر وقت سوچوں کا محور ایک وجود رہنے لگا، بے وقت مسکرانے کی عادت پڑنے لگی کیونکہ محبت کے سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ ہر بار دل پر دستک دینے والی محبت کب خاموشی سے دل میں داخل ہو گئی سبرینہ کو معلوم نہ ہو سکا۔ وہ اس وقت ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش پھیرتے، مسکراتے ہوئے پچھلے چار ماہ کے بارے میں سوچ رہی تھی، کیسے وہ شخص اِس کے لیے اہم ہوتا جا رہا تھا، اِس کا دن اُسے دیکھے بغیر نامکمل لگتا تھا۔

آج اسے یونیورسٹی کے ایک ایونٹ پہ جانا تھا، کچھ دیر بعد مکمل تیار ہوتے اس نے اپنے سراپے پر ایک نگاہ ڈالی، وہ سیاہ رنگ کی لانگ میکسی جس پر گولڈن کلر کا کام تھا اُسے پہنے آج بہت حسین لگ رہی تھی، جیولری میں گولڈن کلر کا نفیس سیٹ پہنے، آنکھوں میں کاجل لگائے، ہونٹوں کو سرخ رنگ کی لپسٹک سے مزید پر کشش بنائے، پاؤں کو ہائی ہیلز میں قید کیے، بالوں کو ہمیشہ کی طرح کھلا چھوڑے آج وہ معمول سے بہت زیادہ تیار ہوئی تھی اور وہ بہت خوبصورت نظر آ رہی تھی۔

یونیورسٹی پہنچتے ہوئے وہ کافی لیٹ ہوگئی تھی، ہال میں داخل ہوتے ہی اُس کی نظر سامنے کھڑے سٹوڈنٹس پر پڑی، وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اُن کی جانب چل پڑی، اِس گروپ میں "وہ" موجود نہ تھا، پاس جاکر سب سے مختصر اسلام دعا کرتی وہ کچھ دور پڑے ٹیبل کی جانب چلی گئی جہاں وہ اکیلی کھڑی تھی کہ اچانک اُسے اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا، اِس سے پہلے کہ وہ پلٹتی، اُس کی سماعتوں سے ایک آواز ٹکرائی

"مجھے ڈھونڈ رہی تھیں؟" وہ پلٹی تو وہ سامنے کھڑا مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔ وہ بلیک کلر کے پینٹ کوٹ میں بہت ہینڈسم دکھائی دے رہا تھا، معمول سے ہٹ کر آج اُس نے اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کر رکھا تھا، اوپر سے اُس کی یہ مسکراہٹ، سبرینہ نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اپنی اِس مسکراہٹ سے کسی کو بھی زیر کر سکتا ہے۔

"ہیلو میڈم" وہ اُس کو ساکت کھڑا دیکھ کر اُس کے چہرے کے سامنے اپنا ہلاتا بولا

"زیادہ ہینڈسم لگ رہا ہوں کیا؟" اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی وہ شرارت سے گویا ہوا

"ہاں وہ تمہیں صارم بلا رہا تھا" سبرینہ نے نظروں کا زاویہ دوسری جانب کرتے ہوئے کہا

"مگر صارم تو میرے ساتھ آیا ہے" اِس بار سبرینہ واقعی کنفیوز ہو گئی تھی کہ اب وہ کیا بولے، پہلے ہی وہ اپنی کنفیوژن پر قابو پاتی نجانے کیا بول گئی تھی۔ اِس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی صارم اِن کے قریب آیا

"ہائے گائز، واؤ، ٹوینگ کی گئی ہے یہاں" وہ ستائش بھرے انداز میں اِن دونوں کو دیکھتے بولا

"ارے نہیں وہ تو بس اتفاق سے ہم دونوں نے آج کے ایونٹ کے لیے بلیک کلر سلیکٹ کر لیا" فیضی نے نفی میں سر ہلاتے وضاحت دی

"اتفاق سے، آئی سی" صارم مسکراتا ہوا بولا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا، فیضی سبرینہ سے ایکسکیوز کرتا ہوا اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ دیر بعد پر فارمنسز شروع ہو گئیں، سبرینہ نے آج کے ایونٹ میں پارٹیسپیٹ نہیں کیا تھا۔ اِس وقت

سٹیج پر ایک لڑکی گانا گا رہی تھی، گانے کے چند بولوں پر سبرینہ کی نظر بے ساختہ اُس جانب اُٹھی جہاں فیضی بیٹھا تھا، وہ بھی اِسی جانب دیکھ رہا تھا، کتھئی آنکھیں ایک بار پھر بھُوری آنکھوں سے ٹکرائیں مگر اِس بار آنکھوں میں موجود رنگ مختلف تھے، آنکھوں میں موجود پیغامات مختلف تھے جو آنکھوں نے روح سے چُرائے تھے۔ سبرینہ نے لمحے بھر کے ٹکراؤ کے بعد فوراً نگاہیں چراتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدل لیا جبکہ فیضی ابھی تک سیاہ رنگ کے لباس میں موجود اِس اَپسرا کو دیکھ رہا تھا، جو اچھی تو روز لگتی تھی مگر آج سیدھا دل میں اُتر رہی تھی، بھُوری آنکھوں نے ایک فیصلہ لیا۔ ایونٹ کے اختتام پر جب سبرینہ کرسی سے اُٹھ کر جانے لگی تو ایک دم اُسے کھچاؤ محسوس ہوا، اُس نے مڑ کر دیکھا تو اُس کی میکسی کا ایک حصہ کرسی میں اٹک چکا تھا، اُس نے جھکتے ہوئے بہت کوشش کی مگر ناکام رہی، آس پاس کے سب لوگ بھی تقریباً جا چکے تھے، اِس سے پہلے کہ وہ کسی کو آواز دیتی، نجانے کہاں سے فیضی نمودار ہوا، اُسے دیکھتے ہی سبرینہ کی نگاہ بے اختیار اُس جگہ پر گئی جہاں اس کی

www.novelsclubb.com

میکسی اٹک چکی تھی، فیضی نے سبرینہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھااور فوراً جھکتے ہوئے کچھ لمحے بعد اس کی میکسی کو اُس کرسی سے آزاد کروادیا۔

"شکریہ" سبرینہ اپنی میکسی کو صحیح کرتے ہوئے بولی

"سبرینہ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں" فیضی کے لہجے میں چھپے پیغامات سبرینہ جان چکی تھی مگر اپنے لبوں پر کچھ بھی لانے کی بجائے اس نے محض اثبات میں سر ہلایا، گویا فیضی کو بولنے کی اجازت دی ہو

"اُس دن میں نے آپ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا" وہ دھیمے لہجے میں بات کر رہا تھا، سبرینہ کو معلوم تھا کہ وہ کس دن کا ذکر کر رہا ہے، سبرینہ اپنے ہاتھ میں موجود بریسلیٹ کو چھیڑتے ہوئے مسلسل خاموش رہی

"کیا اب بھی آپ کا جواب انکار ہی ہے" اِس بار سبرینہ کا بریسلیٹ کو چھیڑتا ہاتھ تھم گیا اور اُس نے نگاہیں اٹھا کر فیضی کی جانب دیکھا، اُس کی بھُوری آنکھوں میں دیکھتے سبرینہ نے دل سے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ آج فیضی سے ہار گئی ہے، وہ

اُس کے دل میں بہت اعلیٰ مقام رکھنے لگا ہے، اُس کی ذات کا حصہ بن رہا ہے اور اس بات کا اقرار بھی کیا کہ سبرینہ احمد فیضی کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہے

"کیا آپ کے دل میں تھوڑی سی بھی جگہ نہیں مل سکتی؟" وہ اُسے مسلسل خاموش دیکھ کر بولا۔ سبرینہ کے دل نے اُسے پکار کر کہا کہ اب اِس شخص کے بغیر گزارہ ممکن نہیں، یہ شخص تمہارے دل پہ قابض ہو چکا ہے۔ وہ مسلسل خاموش رہی، اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا سبرینہ نے اپنا ہاتھ اُس کے آگے کر دیا۔ فیضی نے ناسمجھی کے عالم میں اُس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور پھر آئبرو اچکا کر اُس سے ہاتھ بڑھانے کی وجہ پوچھی

www.novelsclubb.com

"انگوٹھی، انگوٹھی پہناؤ" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ سبرینہ کی بات کو سمجھتے فیضی کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی، اُس کے دائیں گال میں ننھا سا گھڑا نمایاں ہوا

"ابھی، ابھی تو میرے پاس نہیں ہے" وہ بے ربط لہجے میں بولا، اس سے پہلے کہ سبرینہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتی وہ دوبارہ بولا

"لیکن، ایک منٹ" اُس نے اپنے ہاتھ میں پہلی ایک مردانہ انگوٹھی اُتارتے ہوئے، سبرینہ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما اور اُس کے نازک انگلی میں اپنی وہ انگوٹھی پہنادی اور پھر نظریں اُٹھا کر سبرینہ کی جانب دیکھا

"آج سے آپ میری امانت ہیں" وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولا

"تھینکس" سبرینہ نے انگوٹھی کے جانب دیکھتے بولا، جبکہ فیضی نے سر کو خم دیتے اُس کا شکریہ قبول کیا، اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا، صارم بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا

"فیضی تم یہاں ہو، میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں، پروفیسر ذاکر تمہیں بُلا رہے ہیں" وہ جلدی جلدی میں بولتا فیضی کو ساتھ لے جانے لگا

"تم چلو میں آتا ہوں" فیضی اسے کہتے ہوئے سبرینہ کی جانب پلٹا

"اچھا سبرینہ کل ہو گی ملاقات، اپنا خیال رکھیے گا، خدا حافظ" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا ہوا اُس جانب چل پڑا جہاں صارم کھڑا اُس کا انتظار کر رہا تھا

"اللہ حافظ" سبرینہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔ آج مسکراہٹ اُس کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی، اپنے مستقبل سے مکمل انجان وہ اِس وقت اپنی انگلی میں موجود فیضی کی پہنائی گئی انگوٹھی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

سکونِ قلب تم سے ہے، سکونِ جان بھی تم ہو

تعجب ہے کہ سینے میں جہاں دل ہے وہاں تم ہو

سمائی ہے تیری ہستی میری ہستی میں کچھ ایسے

کہ لگتا ہے کچھ ایسے، جہاں میں ہوں وہاں تم ہو

www.novelsclubb.com

دروازہ کھلا اور صائمہ تائی اندر داخل ہوئیں جبکہ جلال تایا جو کہ سامنے جہازی سائز بیڈ پر بیٹھے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے نظر اٹھا کر اِن کی جانب دیکھا اور دوبارہ مطالعے میں مصروف ہو گئے۔ کمرے میں بیڈ کی ایک جانب ڈریسنگ ٹیبل اور الماری رکھی گئی تھی جبکہ دوسری جانب ایک بڑا صوفہ رکھا گیا تھا، کمرے کی دیواروں پر ہلکے آسمانی رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا جبکہ بیڈ کے کراؤن سے اوپر دیوار پر جلال تایا کی بڑی سی تصویر کو فریم کروا کر لگایا گیا تھا۔ صائمہ تائی ڈریسنگ کے سامنے جا کر اپنی جیولری اتارنے لگیں

"دیکھا میں نے آپ سے کہا تھا، یہ غلطی مت کریں" وہ دائیں کان میں موجود چھوٹا سا جھمکا اتارتے ہوئے بولیں، جلال تایا کتاب کے مطالعے میں اتنے مصروف تھے کہ اُن کی بات نہ سن پائے

"میں آپ سے مخاطب ہوں جلال صاحب" جلال تایا کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر وہ بلند آواز میں بولیں

www.novelsclubb.com

"ہاں، ہاں دوبارہ بولو" وہ کتاب کا اگلا صفحہ پلٹتے ہوئے بولے، صائمہ تائی نے اپنی بات پھر دہرائی جس کو سن کر جلال تایا مصروف انداز میں بولے

"کون سی غلطی"

"یہی حیات کے خاندان کو سر پر مسلط کرنے کی غلطی" تائی نخوت سے بولتیں دوسرے کان کا جھمکا بھی اتارنے لگیں۔اُن کی بات سن کر جلال تایا کا اگلا صفحہ پلٹتا ہاتھ وہیں تھم گیا اور انہوں نے نظر اٹھا کر صائمہ تائی کی جانب دیکھا

"آج پہلا دن تھا اور دیکھیں کیسے ہمارے سر پر ناچ رہی تھی آبرو" تائی کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے آپ کو کہا بھی تھا کہ وہیں اُس گھر میں پڑے رہنے دیں اُنہیں مگر آپ کو تو اُس مکان کی لالچ تھی" تائی خفگی سے کہتیں دائیں ہاتھ کی انگلی میں موجود انگوٹھی اتارنے لگیں جبکہ جلال تایا اُن کی باتوں کے جواب میں بالکل خاموش تھے

"ارے آپ سن رہے ہیں نا میں کیا کہہ رہی ہوں ؟" انہیں مسلسل خاموش دیکھ کر صائمہ تائی بولیں

"ہاں سن رہا ہوں" جلال تایا گہری سوچ میں گم تھے، صائمہ تائی اب اپنے ہاتھوں میں موجود سونے کی کنگن اتار رہی تھیں

"اگر معاملہ صرف ایک مکان کا ہوتا تو میں یہ قدم کبھی نہ اٹھاتا" کچھ دیر بعد جلال تایا کی آواز کمرے میں گونجی، جس سے صائمہ تائی کا کنگن اتارتا ہاتھ لمحے بھر کو تھم گیا

"کیا مطلب ہے آپکی اِس بات کا؟" وہ فوراً جلال تایا کے پاس بیٹھتی پوچھنے لگیں

"حیات کو اُس کی کمپنی کے اونر کے بیٹے کی گاڑی نے ہِٹ کیا تھا اور قصور سراسر اُس لڑکے کا تھا"

"مگر آپ نے تو کہا تھا ایمبولنس۔۔۔" تائی حق دق اُن کی بات سن رہی تھیں

"جھوٹ بولا تھا میں نے، اگر سچ بتا دیتا تو کیا وہ لوگ چپ بیٹھتے" جلال تایا نے کتاب کو بند کر کے ایک جانب رکھتے کہا

"اور ویسے بھی ہمیں اس سب کا فائدہ ہی فائدہ ہوا ہے" اُن کے لہجے میں خوشی کی جھلک واضح موجود تھی

"کیا مطلب میں کچھ سمجھی نہیں" صائمہ تائی نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا

"اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات کی کمپنی کے اونر فیاض لاشاری کو پہلے ہی اس بات کا علم ہو چکا تھا اور ہمیں پتا لگنے سے پہلے ہی مجھے اُس کی کال موصول ہوئی تھی اور جب میں اُس کے افس گیا تو اُس نے یہ سارا معاملہ مجھے بتایا اور ساتھ ہی مجھے منہ بند رکھنے کے لیے 50 لاکھ روپے دیے ہیں" وہ مکمل وضاحت دیتے بولے

"50 لاکھ۔۔۔" صائمہ تائی کا منہ کھلا رہ گیا

"صرف یہی نہیں بلکہ حیات کے گھر والوں کی امداد کے طور پر ایک بہت بڑی جگہ بھی اُن کے نام کی ہے، چونکہ میں نے اپنے آپ کو اُن کا سرپرست بتایا تھا تو اب وہ جگہ بھی ہمارے پاس ہی ہے مگر۔۔" وہ جملے کے آخر میں کچھ کہتے کہتے رک گئے

"مگر کیا؟" صائمہ تائی جو پُرجوش انداز میں اُن کی ساری بات سن رہی تھیں، اُن کی خاموش ہو جانے پر جلدی سے بول پڑیں

"مگر یہ کہ وہ جگہ حیات کی بیوی اور بچیوں کی رضامندی کے بغیر کوئی استعمال نہیں کر سکتا، اسی لیے میں انہیں یہاں لے کر آیا ہوں" وہ کچھ لمحے کے لیے خاموش ہوئے پھر بولے

"تاکہ ہمارے احسانات تلے دب کر ایک دن خود وہ جگہ ہمیں دے دیں، مگر اس کے لیے تمہیں کچھ عرصہ اُن کے ساتھ اپنا ذریعہ مثبت رکھنا ہوگا، بس ایک بار وہ جگہ ہمارے نام ہو جائے اُس کے بعد جو تمہارا دل چاہے وہ کرنا" وہ آخری بات پاس بیٹھیں صائمہ تائی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

www.novelsclubb.com

"آپ فکر مت کریں، وہ جگہ تو میں ہمارے نام کروا کر ہی رہوں گی" اپنا دوسرا ہاتھ جلال تایا کے ہاتھ پر رکھتے، اُنہیں اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلاتیں وہ بہت خوش نظر آ رہی تھیں، کچھ دیر پہلے کا غصہ اور افسوس جیسے ہوا ہو گیا تھا۔

خدا کی عطا کر تابیش بہا نعمتوں کے بعد بھی اِن دونوں کی نظر صرف یتیموں کے مال پر تھی جسے ناحق طریقے سے کھانے کے منصوبے بناتے ہوئے وہ یہ بھول گئے تھے کہ ایک ذات اوپر بھی موجود ہے جو یتیموں اور اُن کے مال کی حفاظت کرنا جانتی ہے۔ دولت کی ہوس انسان میں سے کبھی ختم نہیں ہو سکتی، پھر چاہے اُسے قارون کے خزانے ہی کیوں نہ میسر آ جائیں، اِس بات پر آج جلال تایا اور صائمہ تائی بھرپور انداز میں اُتر رہے تھے۔

لائبریری میں اِس وقت مکمل خاموشی تھی، سبرینہ ایک جانب بیٹھی اپنے نوٹس بنا رہی تھی کہ اچانک اس کے موبائل پر میسج کی ٹیون بجی، اُس نے مصروف انداز میں

میسج اِن باکس کھولا مگر سامنے جگمگاتا نام اور پیغام دیکھ کر اُس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ آگئی۔ میسج فیضی کا تھا اور وہ اسے اِس وقت کیفیٹیریا بلا رہا تھا وہ اپنا سامان سمیٹتی، کیفیٹیریا کی جانب چل پڑی۔ یہ اب روز کا معمول تھا، کبھی وہ اُسے بلاتی تو کبھی وہ اِسے بلاتا، ملاقاتیں طویل سے طویل تر ہوتی جا رہی تھیں، اِن ملاقاتوں کے علاوہ میسجز اور فون کالز پر بھی اب وہ رابطے میں تھے، وہ دونوں محبت کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ سبرینہ کو اب دنیا مزید خوبصورت لگنے لگی تھی صرف تب جب اِس دنیا میں "وہ" موجود ہو، جب وہ اِس کے سامنے نہ ہوتا تو ہر شے ویران لگنے لگتی مگر اُس کے آتے ہی جیسے ہر جانب بہار کا سماں ہوتا۔ دونوں کا آخری سمیسٹر چل رہا تھا، دونوں کا یونیورسٹی کے اختتام پر ہی اپنے رشتے کو ایک نام دینے کا فیصلہ تھا، سبرینہ نے اپنے گھر میں بھی ابھی تک فیضی کے بارے میں بات نہیں کی تھی، وہ ایک بار یونیورسٹی ختم ہونے پر ہی بات کرنا چاہتی تھی۔ مگر قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔

www.novelsclubb.com

ایگزامز سے دو ہفتے پہلے جب وہ یونیورسٹی آف ہونے کے بعد واپسی کے وقت فیضی کے ہمراہ چلتی ہوئی گیٹ کی جانب آرہی تھی تو نجانے فیضی کی کسی بات پر اُس نے بے اختیار قہقہہ لگایا مگر سامنے نظر پڑتے ہی قہقہہ تو دور مسکراہٹ بھی کہیں گم ہو گئی۔ سامنے احمد صاحب کھڑے اِسی جانب دیکھ رہے تھے۔ سبرینہ کو چلتے چلتے یکدم رکتے دیکھ کر ساتھ چلتا فیضی بھی رکا اور اُس نے سبرینہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں ایک شخص ساکت نظروں سے انہی دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"ابو جان" سبرینہ کے لبوں سے دیھمے لہجے میں یہ الفاظ ادا ہوئے اور فیضی کو معلوم ہوا کہ سامنے کھڑا شخص سبرینہ کے والد ہیں۔ سبرینہ اپنے حواس بحال کرتی آگے قدم بڑھانے لگی جبکہ فیضی بھی اُس کے ساتھ چلنے لگا، احمد صاحب کے قریب پہنچتے ہی اُس نے فوراً سلام کیا

"السلام و علیکم" فیضی کے سلام کرنے پر احمد صاحب نے نظریں سبرینہ سے ہٹا کر اُس کے ساتھ کھڑے لڑکے کی جانب دیکھا

"وعلیکم السلام"اُن کے لہجے میں سرد پن واضح تھا

"ابو یہ فیضی ہے"سبرینہ نے ہچکچاتے ہوئے اُس کا تعارف کروایا،اس کا تعارف محض اتنا ہی تھا،نہ وہ اس کا کلاس فیلو تھا نہ سینیر اور جو وہ تھا وہ اِس وقت سبرینہ احمد صاحب کو بتانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"ہمم"انہوں نے سبرینہ کی بات کے جواب میں محض ہنکارہ بھرا

"چلیں؟"اس بار وہ سبرینہ سے مخاطب تھے،سبرینہ نے فوراً اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر اُن کے ساتھ قدم ملانے لگی جبکہ پیچھے کھڑا فیضی اس وقت شدید الجھن کا شکار تھا۔سارے راستے سبرینہ اور احمد صاحب میں کوئی بات نہیں ہوئی۔

گاڑی میں مکمل خاموشی کا راج تھا اور سبرینہ اِس کو کچھ دیر پہلے ہوئی ملاقات کا وقتی ری ایکشن سمجھ رہی تھی جبکہ اُسے اِس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ خاموشی کس طوفان کی آمد کا پتا دے رہی ہے۔

جاری ہے۔۔۔۔

"حاصلِ زیست"

از قلم (وجیہہ محمود)

دوسری قسط

حقیقت کے آئینے میں ہر شخص کو مجبور دیکھا ہے

بے گناہوں کو اکثر غم میں چور دیکھا ہے

وہی لوگ تھے کہ دنیا جن کے قدموں میں ملی

دنیا میں جن کو دنیا سے دور دیکھا ہے

جس دور میں مل جائے بادشاہت درویش کو

www.novelsclubb.com

اس وقت میں نے وقت کا غرور دیکھا ہے

ہر روز دیتا ہے سبق موت کا سب کو

سورج نے قیامت کا منظر ضرور دیکھا ہے

حسرت جب جاگتی ہے دل میں دیدار کی

خود میں تڑپتا ہوا طور دیکھا ہے

دل بیٹھ سا جاتا ہے زوال کے ڈر سے

جس گھڑی میں نے اپنا عبور دیکھا ہے

www.novelsclubb.com

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا، سردیوں کی راتیں تھیں تمام لوگ اپنے گھروں میں موجود تھے کہ اچانک بادل آپس میں ملنا شروع ہوئے اور پھر زمین پر بارش کی پہلی بوند گری اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بوند سے شروع ہونے والی بارش، طوفانی بارش کا روپ اختیار کر گئی۔ زمین پر موجود مٹی کیچڑ کا روپ دھارنے لگی، تیز بارش

کے ساتھ گرج چمک کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔اِس پہر قبرستان میں مکمل تاریکی کا راج تھا بارش کی بوندیں قبروں کی مٹی پر گرتی جذب ہونے لگیں کہ اچانک ایک بار پھر بادل گرجے، آسمان لمحے بھر کو روشن ہوا اور ایک درخت کے نیچے دو قبروں کے قریب کسی وجود کا گمان ہوا، آسمان پھر تاریک ہو گیا، دوبارہ بجلی چمکی، بادل گرجے اور آسمان دوبارہ روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ وجود گمان نہیں حقیقت ہے۔

دو قبروں کے درمیان موجود وہ وجود سیاہ رنگ کے کپڑوں میں ملبوس اس سیاہ رات کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔وہ وجود اِس وقت بِلک بِلک کر رو رہا تھا، بارش کی بوندیں اُس کے چہرے سمیت پورے وجود کو بھگو چکی تھیں،اُس کے آنسو بارش کے قطروں کا حصہ بن رہے تھے،وہ کبھی ایک قبر پر ہاتھ پھیرتا تو کبھی دوسری قبر پر۔وہ اِن دونوں قبروں کی مٹی کو اپنے سینے سے لگاتا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔اُس پر برستی بارش، سرد رات، چمکتی بجلی کوئی اثر مرتب نہ کر رہے تھے،وہ ہر چیز سے بے نیاز با آواز رو رہا تھا،اُس کے ہر آنسو میں "تکلیف تھی،افسوس تھا، ملال تھا،درد تھا

www.novelsclubb.com

اور پچھتاوا تھا"۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی سوجھی ہوئی آنکھوں کو مَسلتا دونوں قبروں کے کَتبوں کی جانب بڑھ گیا اور باری باری روتے ہوئے اُن کَتبوں پر لکھے ناموں کو چومنے لگا۔ روتے روتے اُس کی ہچکی بندھ گئی تھی، وہ کَتبوں کو چومتا دوبارہ قبروں کی جانب آیا اور دائیں جانب موجود قبر کے ساتھ لپٹ گیا۔ وہ مسلسل زاروقطار رو رہا تھا اگر کوئی اُسے آج اِس حال میں دیکھ لیتا تو وہ کبھی اپنی آنکھوں پر یقین نہ کر پاتا، زندگی نے اِس وجود کو آسمان سے زمین پر بڑی شدت سے لا پٹخا تھا۔

اک دم وہ کھانسنے لگا، کھانستے ہوئے اُس کے منہ سے مائعہ بہنے لگا، اُس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنی کُرتے کی جیب سے رومال نکال کر وہ مائعہ صاف کیا، اُسے معلوم تھا کہ وہ مائعہ کچھ اور نہیں بلکہ خون ہے، رومال سے اپنا منہ صاف کرتے اُس نے رومال کو دوبارہ اپنے کُرتے کی جیب میں ڈال لیا، اُس کے ہاتھ کی اوپری جِلد بری طرح جُھلسی ہوئی تھی۔ یہ اُس کے معمول میں شامل تھا، پچھلے دو ماہ سے ہر رات وہ یہیں اِس قبرستان میں گزارتا تھا اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہی

www.novelsclubb.com

واپس چلا جاتا۔ یہاں آکر اُس کے لب مکمل طور پر سل جاتے، صرف آنکھوں کو اجازت ہوتی کہ وہ آنسو بہا کر گزرے ہوئے وقت پر ماتم کر سکیں مگر آج کی رات میں کچھ مختلف تھا، آج کی رات پچھلی تمام راتوں سے زیادہ تاریک اور طویل تھی اور تاریک راتوں کے بعد شروع ہونے والے دن بھی اکثر اُن راتوں کے زیرِ اثر تاریک ہی ہوا کرتے ہیں اور بلاشبہ یہ رات بہت تاریک تھی، بہت تاریک!

خاموشی کا دورا ابھی تک قائم تھا، یونیورسٹی سے آکر احمد صاحب بالکل خاموش ہو چکے تھے، انہوں نے نہ صرف سبرینہ بلکہ سکینہ بیگم کو بھی مخاطب نہ کیا تھا، اسی اثنا میں شام ہو گئی اور رات کے کھانے کا وقت آن پہنچا۔ کھانے کے ٹیبل پر احمد صاحب کا انتظار تھا جبکہ سبرینہ اور سکینہ بیگم اپنی جگہ سنبھال چکی تھیں، چند لمحے بعد احمد صاحب بھی آگئے اور کھانے کا آغاز کیا گیا۔ سکینہ بیگم کو احمد صاحب کی خاموشی پریشان کر رہی تھی، انہوں نے سبرینہ سے بھی پوچھا تھا مگر اُس نے لاعلمی

کا اظہار کیا تھا، اسی لیے ابھی کھانے کے ٹیبل پر انہوں نے احمد صاحب کو مخاطب کیا، "احمد صاحب کیا ہوا ہے آپ کو؟ میں دوپہر سے دیکھ رہی ہوں آپ بہت خاموش نظر آرہے ہیں سب خیریت تو ہے؟" وہ پریشان لہجے میں گویا ہوئیں

"کچھ خاص نہیں، بس حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے" اپنے سامنے پڑے گلاس میں پانی ڈالتے، انہوں نے اطمینان بھرے انداز میں کہا، مگر سبرینہ اُن کے کہے گئے الفاظ میں موجود سرد پن کو محسوس کر سکتی تھی۔

"کیسی حقیقت" سکینہ بیگم نے دوبارہ پوچھا

"اپنی بیٹی سے پوچھو کہ کون ہے وہ فیضی؟" وہ بات کو اِدھر اُدھر گھمائے بغیر سیدھا مدعے پر آئے، سبرینہ کو بے اختیار کھانسی آئی، اُس نے پاس بڑے گلاس کو منہ سے لگایا

"کون فیضی" سکینہ بیگم شدید الجھن کا شکار تھیں

"یہ تو ہمیں سبرینہ بتائے گی"اِس بار احمد صاحب سیدھا سبرینہ کی جانب دیکھتے بولے جو اپنے حواس بحال کرنے میں مصروف تھی

"میری۔۔۔میری یونیورسٹی میں پڑھتا ہے"وہ بمشکل الفاظ ادا کر پائی

"وہ تو ہم بھی جانتے ہیں، ہمیں وہ بتاؤ جو ہم نہیں جانتے"احمد صاحب سخت لہجے میں بولے، وہ باپ تھے، سبرینہ کا انداز، فیضی کی نظر، وہ ہر شے بھانپ چکے تھے

"وہ۔۔۔وہ۔۔"سبرینہ کے پاس الفاظ ختم ہو چکے تھے

"وہ، وہ کیا سبرینہ جو بات ہے مجھے سچ سچ بتاؤ"اس بار اُن کی آواز قدرِ بلند تھی۔ سکینہ بیگم تو حق دق دونوں باپ بیٹی کی باتیں سن رہی تھیں

"وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے"سبرینہ نے ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کر دی اور فوراً اپنی نظریں جھکا کر سامنے پڑی پلیٹ کو دیکھنے لگی۔چند لمحے خاموشی کی نظر ہوئے جب کوئی بھی آواز نہ آئی تو سبرینہ نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں

دونوں آنکھوں میں حیرانی اور افسوس کے ملے جلے تاثرات لیے دونوں اسی جانب دیکھ رہے تھے

"اور تم کیا چاہتی ہو؟" احمد صاحب کی آواز میں کوئی تاثر نہ تھا، سبرینہ خاموش رہی۔

"سبرینہ میں نے کچھ پوچھا ہے" وہ دوبارہ بلند آواز میں بولے

"میں بھی یہی چاہتی ہوں" سبرینہ کے اِس اقرار سے احمد صاحب کے دل میں موجود ایک آخری اُمید بھی دم توڑ گئی، اپنی اولاد پر کیا گیا بھروسہ، مان، اعتماد کرچی کرچی ہو گیا وہ فوراً اپنی جگہ چھوڑتے، اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ سبرینہ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ انہیں آواز دے کر روک سکتی جبکہ سکینہ بیگم تو حیرت کی تصویر بنی بیٹھی تھیں۔

"امی" سبرینہ نے انہیں مخاطب کیا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کرتے اُسے خاموش رہنے کا کہا، افسوس اور دکھ بھری نگاہوں سے اُسے دیکھتیں وہ بھی ٹیبل

چھوڑ کر اُس جانب چلی گئیں جہاں کچھ دیر پہلے احمد صاحب گئے تھے جبکہ ٹیبل پر بیٹھی سبرینہ نے ٹیبل پر پڑے کھانے کی جانب دیکھا جس کا ایک لقمہ بھی نہیں لیا گیا تھا۔وہ اتنے شدید ردعمل کی توقع نہیں رکھتی تھی مگر اُسے ابھی یہ معلوم نہ تھا کہ یہ محض آغاز ہے۔

دوپہر دو بجے کا وقت تھا، سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا، درختوں کے پتے بالکل ساکت تھے، صدیقی ہاؤس کی بالائی منزل کا ایک کمرہ اِس وقت مکمل روشن تھا، کھڑکی سے چھن کر آتی سورج کی روشنی نے پورے کمرے کو مکمل روشن کرر کھا تھا۔اِس کمرے میں دو بستر موجود تھے، ایک بستر کی دائیں جانب ایک الماری رکھی گئی تھی اُس بستر پر اِس وقت آبرو موجود تھی۔کمرے کی دیواروں پر ہلکے آسمانی رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا جبکہ دوسرے بستر کی ایک جانب ایک بڑا سا ٹیبل رکھا گیا تھا جس پر خوبصورتی سے پینٹنگ کا سامان سجایا گیا تھا اور ٹیبل کے

عین اوپر ایک تصویر لگائی گئی تھی، جس میں ساحلِ سمندر پر ڈوبتے سورج کے منظر کو بہت خوبصورتی اور نفاست سے پینٹ کیا گیا تھا۔ آبرو اِس وقت اپنے بستر پر بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھی۔ آج اُس نے صالحہ بیگم کو ہسپتال لے کر جانا تھا جس کی وجہ سے اُس نے آج یونیورسٹی سے آف لیا تھا۔ ہسپتال سے آ کر صالحہ بیگم کو دوائی دے کر سُلا دیا تھا۔ حرم اور رُتبہ کی اسکول سے واپسی کا وقت ہونے والا تھا، اسی لیے اِصباح اس وقت کچن میں موجود اُن کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔ آبرو نے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اُسے ایک سبز رنگ کے خوبصورت غلاف میں رکھ دیا اور قرآن مجید کو بوسہ دیتے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ قرآن مجید آبرو کے لیے بہت خاص تھا، اُس کی اٹھارویں سالگرہ پر حیات صاحب نے اُسے تحفے میں دیا تھا۔ اب جب بھی وہ اِس قرآن پاک کو دیکھتی بیتے لمحے پھر سے تازہ ہونے لگتے۔ انسان اِس دنیا سے چلا جاتا ہے مگر اُس سے وابستہ چیزیں ہمیشہ ہمارے پاس رہتی ہیں جو ہمیں ہر لمحہ، ہر پل اُس انسان کی یاد دلاتی ہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قرآن مجید کو الماری میں رکھتے وہ سامنے پڑے ٹیبل کی جانب آگئی اور وہاں پڑا اپنا سرمئی رنگ کا بیگ اٹھا کر اُسے اپنے بستر پر رکھا۔ اپنے چہرے کے گرد لپٹا دوپٹہ کھول کر گردن کے گرد ڈالتے وہ خود بھی بستر پر بیٹھ گئی۔ اُس کے کندھوں سے ایک بالشت نیچے آتے اُس کے بال ابھی گیلے تھے وہ کچھ دیر پہلے ہی نہائی تھی۔ اُس کے بال چھوٹے ضرور تھے مگر بہت گھنے تھے۔ اُس کے بال بالکل اُس کی آنکھوں جیسے تھے، سیاہ، پرکشش اور چمکدار۔ وہ اِس وقت سیاہ رنگ کے کُرتا شلوار میں موجود تھی، اُس نے کانوں میں سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن رکھے تھے۔ آبرو کے سامنے پڑے بیگ کی زپ کو کھولتے ایک گہری سانس لی، جیسے اپنے آپ کو کسی چیز کے لیے تیار کر رہی ہو۔ بیگ کھولتے ہی سب سے اوپر ایک ہرے رنگ کی تھیلی موجود تھی، آبرو نے وہ تھیلی باہر نکال کر اُسے کھولا، اُس میں صالحہ بیگم کی دوائیاں موجود تھیں، اُس نے ایک نظر تمام دوائیوں پر ڈالی اور پھر تھیلی کو گرہ لگا کر ایک سائیڈ پر رکھ دیا، وہ بیگ کو کھولے اس میں سے کوئی چیز مسلسل ڈھونڈ

رہی تھی کچھ دیر بعد اُس کی تلاش ختم ہوئی اور اُس نے ایک درمیانی سائز کا لیڈیز والٹ نکالا، اُس کی زپ کھول کر اُس نے اس میں موجود سارے پیسے نکالے اور اُنہیں گننے لگی وہ کل 30 ہزار تھے اور آج مہینے کی پہلی تاریخ تھی، یہ 30 ہزار اُن سب کا پورے مہینے کا خرچہ تھا، اُس کے چہرے پر مایوسی چھانے لگی تھی۔ پچھلے سات ماہ سے یہی چلتا آرہا تھا، ایک ایک روپیہ خرچ کرتے وقت انہیں بہت بار سوچنا پڑتا۔ ہر ماہ پیسوں کے لیے صائمہ تائی کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑتے، جس پر پہلے وہ حقارت سے بھرے ہتک آمیز جملے کہہ کر اُن کی عزتِ نفس کو کچل دیتیں اور پھر بھیک کی طرح اُن کے ہاتھ میں چند پیسے رکھ دیے جاتے۔

www.novelsclubb.com

باپ کا سایہ سر پر موجود ہونے سے کوئی آپ کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہوئے بھی سو بار سوچتا ہے اور جب انسان اِس سائے سے محروم ہو کر زمانے کی تپتی دھوپ کے نیچے آ کھڑا ہوتا ہے تو وہی لوگ آپ کو چیل کووں کی مانند کھانے کو جھپٹتے ہیں۔ اُس نے پیسے دوبارہ والٹ میں ڈال دیے اور اُسے واپس اپنے بیگ میں رکھ کر اُس کی

زپ بند کرتے اٹھ کھڑی ہوئی، بیگ کو واپس اُس کی جگہ پر رکھتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آگئی جہاں اُسے حرم چارپائی پہ بیٹھی دکھائی دی، وہ سر جھکائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔ آبرو اُس سے چند قدم فاصلے پر کھڑی تھی کہ اچانک حرم نے اپنا چہرہ اٹھا کر اُس کی جانب دیکھا، وہ رو رہی تھی، اس کی سوجی ہوئی آنکھیں بہت دیر سے رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

وہ رات کو صرف دو گھنٹے سو پائی تھی، روز کی طرح یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر وہ لاؤنج میں آئی۔ وہ کل کے واقعے کے بعد آج چھٹی کر لیتی اگر (اینول اگیزامز) قریب نہ ہوتے، وہ اس وقت ہلکے سبز رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھی، بالوں کا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا جبکہ نیند پوری نہ ہونے کے باعث اُس کی آنکھوں میں سرخی نمایاں تھی۔ لاؤنج میں اس کا استقبال خاموشی نے کیا، اُس نے چاروں اطراف نگاہ دوڑائی سب بالکل رات جیسا تھا، ایک چیز بھی اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر

نہ ہوئی تھی،اُس نے ٹیبل کی جانب قدم بڑھائے تو اُسے آج کا اخبار پڑا نظر آیا۔روزانہ اُس کے یونیورسٹی جاتے وقت احمد صاحب یہیں ٹیبل پر موجود روز کا اخبار پڑھتے، خبروں پر تبصرہ کرتے تھے اور آج وہ اخبار سامنے پڑا تھا، یقیناً احمد صاحب اپنے کمرے میں ہی موجود تھے۔وہ اخبار پر آخری نگاہ ڈالتے باہر کی جانب بڑھ گئی جہاں سکینہ بیگم پودوں کو پانی دے رہی تھیں۔اپنے قریب آہٹ کو محسوس کرتے انہوں نے نظر اٹھا کر اُس کی جانب دیکھا، سبرینہ اُن نظروں کا تاثر سمجھنے میں ناکام رہی،اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی سکینہ بیگم آخری پودے کو پانی دے کر اُس کے پاس سے گزرتی اندر کی جانب چلی گئیں۔سبرینہ کے لیے یہ سب انتہائی غیر متوقع تھا وہ شدید پریشانی کی عالم میں وہاں اکیلی کھڑی تھی، آج تک ایسا نہ ہوا تھا کہ سکینہ بیگم اُسے ناشتے کے بغیر یونیورسٹی جانے دیں مگر آج تو وہ اُسے مخاطب بھی نہیں کر رہی تھیں۔سبرینہ نے اپنی کلائی پر پہنی گھڑی کو دیکھا،اُسے کافی دیر ہو چکی تھی۔آج پروفیسر ناصر کو اسائنمنٹ جمع کروانا تھا،اس نے ایک

www.novelsclubb.com

نظر پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں سکینہ بیگم گلدان پر پڑی دھول صاف کر رہی تھیں، اُس نے واپسی پر ان دنوں سے بات کرنے کا ارادہ کیا اور قدم اٹھاتی گیٹ عبور کر گئی۔ پیچھے سکینہ بیگم مسلسل اُسے ہی نوٹ کر رہی تھیں، گیٹ بند ہونے کی آواز پر انہوں نے نظریں اٹھا کر ایک ملامتی نگاہ گیٹ پر ڈالی۔

"حرم، حرم کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟" اُسے روتا دیکھ کر آبرو بھاگ کر اُس کے قریب آئی اور اس کو اپنے ساتھ لگاتے پوچھنے لگی۔ جس کے جواب میں حرم بس آنسو بہاتی رہی

"حرم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" آبرو نے اپنا سوال دہرایا

"میں۔۔میں۔۔اب سکول نہیں جاؤں گی" جس کے جواب میں حرم کی رندھی ہوئی آواز اُسے سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟" اب وہ حرم کا رخ اپنی جانب موڑے اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے اُس سے پوچھ رہی تھی

"وشمہ۔۔" وہ وشمہ کا نام لیتی پھر سے رونے لگی

"کچھ کہا ہے وشمہ نے؟ بتاؤ مجھے" آبرو اُس کے کندھوں سے بیگ اتارتی ہوئی بولی، جس پر حرم نے کوئی جواب نہ دیا، آبرو اُس کا بیگ اتار کر سائیڈ پر رکھتی سامنے ٹیبل پر بڑے جگ سے گلاس میں پانی ڈالنے لگی، پانی کا گلاس بھر کر اُس نے حرم کے منہ کو لگایا

"یہ لو پانی پیو، شاباش رونا بند کرو" وہ اُس کو پانی پلاتے ہوئے بولی

"اب مجھے بتاؤ کیا کہا ہے وشمہ نے؟" پانی کا گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے آبرو پوچھنے لگی

"وہ۔۔۔وہ کہتی ہے کہ ہم لوگ ہر چیز اُن سے مانگتے ہیں، اُن کے گھر میں رہتے ہیں" وہ لمحے بھر کو رکی

"اس نے میری سب دوستوں کو بتایا کہ میں اُس کے کپڑے پہنتی ہوں، اس کی استعمال کی ہوئی چیزیں بعد میں وہ مجھے دے دیتی ہے اور۔۔۔" حرم کے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے، جبکہ آبرو اب خاموش و ساکت نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی

"اور ہم ہر وقت ان سے پیسے مانگتے رہتے ہیں، آپی میری ساری دوستیں میرا مذاق اُڑاتی ہیں" آبرو اس کو چپ کروانے کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔

"یہ بیگ بھی وشمہ کا ہے، مجھے نہیں پہننا یہ" اس نے روتے ہوئے پیچھے پڑا بیگ اٹھا کر زمین پر پھینکا، جس کی آواز پر کچن میں موجود اِصباح بھاگتی ہوئی باہر آئی

"کیا ہوا آبرو؟" اُس نے زمین پر پڑا بیگ اٹھا کر اُن دونوں کی جانب آتے پوچھا، حرم کا چہرہ آبرو کی طرف جبکہ پشت اِصباح کی جانب تھی اِس لیے وہ حرم کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔

"کچھ نہیں اِصباح، تم امی کا خیال رکھنا میں ابھی آتی ہوں، آؤ حرم" وہ حرم کا ہاتھ تھامے دروازہ عبور کرتی سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی جہاں اُسے سامنے سے آتی رُتبہ دکھائی دی، وہ رُتبہ کو ایک نظر دیکھتے حرم کو ساتھ لیے سیڑھیاں اُترتی نیچے چلی گئی، رُتبہ نے دروازے میں کھڑی اِصباح سے اپنے آئیبرو اُچکاتے پوچھا کہ (کیا ہوا ہے) جس پر اِصباح نے کندھے اُچکاتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا۔ آبرو جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی تو اُسے سامنے صوفے پر اسکول یونیفارم میں موجود وشمہ اور پاس کھڑی صائمہ تائی نظر آئیں

"تم، اس وقت یہاں، خیر تو ہے" صائمہ تائی جو وشمہ کا سکول بیگ پکڑے کھڑی تھیں، اُس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگیں جبکہ صوفے پر پُر سکون انداز میں بیٹھی وشمہ جوس کا گھونٹ گھونٹ حلق میں اتار رہی تھی

"تائی جان مجھے وشمہ سے بات کرنی ہے" آبرو نے وشمہ پر ایک غصیلی نگاہ ڈالتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"ابھی وہ تھکی ہوئی آئی ہے سکول سے، شام کو آنا ابھی جاؤ" صائمہ تائی نے بیزاری سے کہا

"تائی جان آپ وشمہ سے پوچھیں، یہ اسکول میں حرم کی دوستوں سے کیا بات کرتی ہے، انہیں حرم کے بارے میں کیا کیا بولتی رہتی ہے" آبرو صائمہ تائی کا رویہ نظر انداز کرتی ہوئی بولی

"ایسا کیا کہہ دیا ہے وشمہ نے، جو تم یوں لڑنے پہنچ گئی ہو" وہ نخوت سے بولتیں بیگ کو واپس صوفے پر رکھ چکی تھیں۔ اُن کی اِس بات پر آبرو نے حرم کی بتائی ہوئی تمام باتیں انہیں بتائیں۔

"تو اِس میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات ہے، جھوٹ تھوڑی نہ کہا ہے وشمہ نے، جو کہا ہے سچ کہا ہے" یہ بات کہہ کر صائمہ تائی نے وشمہ کی ماں ہونے کا ثبوت دیا تھا

"تو تائی جان ہمیں یہاں لانے والے آپ ہی لوگ ہیں، ہمارا گھر آپ لوگوں نے ہی بکوایا تھا اور اب ہمیں تھوڑے سے پیسے دے کر آپ ہم پر احسان نہیں کر رہے،

ہمارے گھر کو بیچنے کے بعد اُس کی ساری رقم آپ ہی لوگوں کے پاس آئی ہے"آبرو تمام لحاظ بالائے تاک رکھتی ہوئی بولی

"وہ تمہارا جھونپڑی نما گھر، قیمت ہی کیا تھی اُس کی اور تم لوگوں کو یہاں آئے اتنے مہینے ہو چکے ہیں، کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی ہم نے تمہیں اور تم لوگ ہمارے ٹکڑوں پر پل کر ہمیں ہی آنکھیں دکھا رہے ہو" صائمہ تائی کے لہجے میں حقارت ہی حقارت تھی

"اور اگر تمہیں اتنی ہی تکلیف ہے بی بی، تو جاؤ کماؤ خود اور جان چھوڑو ہماری"وہ ہتک آمیز لہجے میں بولیں

"فکر مت کریں تائی جان، ایک دن آپ کی ایک ایک پائی آپ کو واپس نہ لوٹائی تو میرا نام آبرو نہیں"وہ مزید ایک لمحہ وہاں نہیں رکی کیونکہ باتوں سے آج تک نہ کوئی کچھ کر سکا ہے نہ وہ کر سکتی تھی، اُسے ان باتوں کا جواب اپنے عمل سے دینا تھا اور عمل کے صحیح وقت کے لیے اسے ابھی انتظار کرنا تھا (ایک طویل انتظار)

www.novelsclubb.com

"اب کیا ہو گا فیضی" وہ مسلسل آنسو بہاتے ہوئے بول رہی تھی،اُس کے آنسو اُس کے رخسار کو مکمل طور پر بھگو چکے تھے۔یونیورسٹی پہنچتے ہی وہ سیدھا فیضی کے پاس آئی تھی اور سارا معاملہ اُس کے گوش گزار کیا تھا جس پر فیضی مسلسل خاموش بیٹھا اُس کی بات سن رہا تھا۔

"تم پہلے رونا بند کرو سبرینہ،رونے سے یہ معاملہ حل تو نہیں ہو جائے گا" اُسے مسلسل روتا دیکھ کر وہ بولا

"مگر فیضی۔۔" وہ ایک بار پھر رونے لگی

"سبرینہ میری بات سنو،پہلے رونا بند کرو،پھر ہم مل کر اِس معاملے کا حل ڈھونڈتے ہیں" وہ کافی پریشان دکھائی دے رہا تھا مگر اِس وقت سبرینہ کو چپ کروانا ضروری تھا۔

www.novelsclubb.com

"فیضی۔۔۔ فیضی تم اپنے گھر والوں سے بات کرو" سبرینہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"کون سی بات" فیضی نے چونک کر کہا

"یہی ہماری شادی کی بات" سبرینہ نے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"سبرینہ کیا ہو گیا ہے، کیسی باتیں کر رہی ہو؟" فیضی لہجے میں حیرانی لیے بولا

"فیضی میری بات مان لو اِس مسئلے کا حل یہی ہے کہ تم اپنے گھر والوں سے بات کرو" سبرینہ کے لہجے میں پریشانی ہی پریشانی تھی، رو رو کر اسکی ناک سرخ پڑ چکی تھی۔

"سبرینہ یہ ابھی ناممکن ہے" اُس کے لہجے میں اس بار کوئی تاثر تھا جو سبرینہ سمجھنے سے قاصر تھی

"کیوں ناممکن ہے؟" سبرینہ نے سوال کیا

www.novelsclubb.com

"سبرینہ دیکھو، میں کیسے ایک دم جا کر اُنہیں یہ سب بتا سکتا ہوں" وہ متفکر انداز میں بولا

"کیوں نہیں بتا سکتے ؟" سبرینہ نے دوبارہ سوال کیا

"سبرینہ میری ابھی ڈگری مکمل نہیں ہوئی، میرے پاس کوئی نوکری نہیں ہے، میں خود اپنی ضروریات کے لیے اپنے گھر والوں کا محتاج ہوں، میں کیسے۔۔"

"کیا مطلب ہے اس بات کا فیضی ؟ یعنی تم اپنے گھر والوں کو ہمارے متعلق ہر معاملے سے لاعلم رکھنا چاہتے ہو" سبرینہ اُس کی بات سختی سے کاٹتی ہوئی بولی

"میں نے ایسا کب کہا ہے سبرینہ، میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ابھی مناسب وقت نہیں ہے، ایک بار میری ڈگری مکمل ہو جائے، میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاؤں، پھر میں خود اُن سے بات کروں گا"

"مگر فیضی۔۔۔" اُس کی آنکھیں ایک بار پھر آنسوؤں سے بھرنے لگیں

"تم فکر مت کرو سبرینہ، میں ہوں نہ، میں کچھ کرتا ہوں، تم پریشان مت ہو" وہ اس کو دوبارہ رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر بولا

"مگر فیضی ابو مجھ سے بات نہیں کر رہے، امی میری طرف دیکھ بھی نہیں رہیں" وہ دوبارہ رونے لگی

"تم فکر مت کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا، وقتی غصہ ہے، آخر تم اُن کی اکلوتی اولاد ہو، کب تک تم سے ناراض رہ سکتے ہیں وہ" وہ اس کو تسلی دیتا ہوا بولا

"آج تم گھر جا کر اُن سے پھر بات کرو، میں بھی کوشش کرتا ہوں کوئی حل ڈھونڈنے کی" وہ دوبارہ بولا۔ جس کے جواب میں سبرینہ نے محض اثبات میں سر ہلایا۔ فیضی نے پاس پڑی بوتل سے گلاس میں پانی ڈال کر گلاس سبرینہ کی جانب بڑھایا، جسے دیکھتے سبرینہ نے نظر اٹھا کر فیضی کی جانب دیکھا جس کی بھُوری آنکھیں اِس وقت اُسے تسلی اور دلاسہ دے رہی تھیں، سبرینہ نے ہاتھ بڑھا کر

گلاس پکڑا اور اپنے لبوں سے لگایا، سبرینہ کی پریشانی کچھ حد تک کم ہوئی تھی مگر وہ اس بات سے لاعلم تھی کہ اصل امتحان تو ابھی شروع ہونے والا تھا۔

صائمہ تائی اور اُس کے درمیان آج ہونے والی ساری تلخ کلامی صرف وہ اور حرم جانتے تھے۔ وہ اِس وقت حرم کے ساتھ موجود تھی جو اُس کے سامنے لیٹی سو رہی تھی، سب کے پوچھنے پر اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ حرم اور وشمہ کے اسکول کا کوئی معاملہ تھا اور وہ اس سارے معاملے کو دیکھ چکی ہے۔ اُس نے حرم کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھا، اُس کا دل ایک بار پھر دُکھا تھا۔ وہ اپنی بہن کے لیے کچھ نہ کر سکی تھی۔ حرم کو دیکھ کر اُسے بے شمار سوچوں نے آگھیرا تھا۔ حرم کا ابھی بچپن تھا اور وہ باپ کی شفقت سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ ہمیشہ سوچتی تھی کہ بچپن کی یہ محرومیاں کہیں اُس کی شخصیت کو متاثر نہ کر دیں مگر آج یہ احساس پختہ ہو گیا تھا کہ یہ محرومیاں اُس کی شخصیت کو کھوکھلا کر دیں گی۔ وہ بے بس تھی، وہ لاکھ چاہنے

کے باوجود بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اُس کے ہاتھ مجبوریوں کی ان دیکھی رسیوں سے بندھے تھے۔صائمہ تائی سے اُسے کسی قسم کی کوئی امید بھی نہ تھی مگر وہ کچھ حد تک تایا جان کی لاپرواہی پر حیران ہوئی تھی مگر اب آہستہ آہستہ اُس کو اِن سب چیزوں کی عادت ہونے لگی تھی۔ہر بار گھر پر کسی مہمان کے آنے پر ان بہنوں میں سے کسی کو بلایا جاتا تاکہ دوسروں کو بتایا جا سکے کہ "وہ یتیموں کی کفالت کر رہے ہیں"،ان کے وجود کا استعمال اپنی بڑائی بیان کرنے کے لیے کیا جاتا۔صالحہ بیگم اُسے اکثر یہ کہتی تھیں کہ اُن کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے،وہ ہمیشہ انکار کرتی تھی مگر آج اُس کے دل کے کسی کونے میں یہ احساس جاگا تھا کہ اُن کے پاس حقیقتاً اِس کے علاوہ اور کوئی حل نہ تھا۔

اُسے واپسی پر کافی دیر ہو گئی تھی،گھر میں داخل ہوتے ہی اُس کی سماعتوں سے کچھ آوازیں ٹکرائیں اور کچھ قدم آگے بڑھی تو معلوم ہوا کہ یہ آواز احمد صاحب کے

www.novelsclubb.com

بہت قریبی دوست فرقان صاحب کی ہے۔دل میں شکر ادا کیا کہ اب احمد صاحب کا موڈ کچھ بہتر ہو جائے گا،وہ خوشگوار انداز میں گھر میں داخل ہوئی۔لاؤنج میں داخل ہوتے ہی وہ اپنا بیگ رکھتے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ سکینہ بیگم اُس کے پاس آئیں۔

"سبرینہ "وہ اُن کی آواز پر پلٹی جو اُس کے پیچھے کھڑی تھیں

"جی امی"وہ خوش تھی کہ بلاآخر سکینہ بیگم نے اپنی چپ توڑی

"تمہارے کمرے میں تمہارا ایک جوڑا رکھ کر آئی ہوں،جا کر فریش ہو کر آؤ"وہ اُسے کہتے لمحے بھر کو بھی نہ رکیں کہ وہ جواب میں کچھ کہہ پاتی۔سبرینہ اُن کی بات پر عمل کرتی کمرے میں چلی گئی اور تقریباً20 منٹ بعد وہ گلابی رنگ کی فراک کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے،سیاہ دوپٹہ گلے میں ڈالے لاؤنج میں آئی،اس نے بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔اُس کو آتا دیکھ کر سکینہ بیگم جو چائے کے ساتھ لوازمات تیار کر رہی تھیں،اُس کی جانب آئیں۔

"میں چائے تیار کر رہی ہوں، تم لے کر جانا" وہ اُسے کہتی واپس کچن میں چلی گئیں۔ سبرینہ کو کچھ عجیب محسوس ہوا، دماغ نے خطرے کی گھنٹی بجائی مگر وہ سب نظرانداز کرتی کچن کی جانب چل پڑی۔ کچھ دیر بعد وہ چائے کی ٹرے لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور سب کو سلام کرتے، سکینہ بیگم کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے لگی تھی کہ رقیہ بیگم (فرقان صاحب کی اہلیہ) بول پڑیں

"ارے سبرینہ بیٹا، یہاں میرے پاس آکر بیٹھو" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُن کے پاس جاکر بیٹھ گئی

"بھائی صاحب میں آپ کو بتا نہیں سکتی، میں کتنی خوش ہوں آپ کے اِس فیصلے سے" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھیں، "کیسا فیصلہ" سبرینہ کے دل میں سوال پیدا ہوا

"ہماری تو شروع سے ہی خواہش تھی کہ سبرینہ ہمارے حذیفہ کی دلہن بنے" وہ خوشی سے سرشار لہجے میں کہتیں سبرینہ کے سر پر بم پھوڑ گئیں۔ سبرینہ نے

چونک کر پہلے احمد صاحب کی جانب دیکھا جو سبرینہ کی طرف متوجہ نہ تھے، پھر دور بیٹھی سکینہ بیگم کی جانب دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہی تھیں اور نظروں ہی نظروں میں خاموش رہنے کی تنبیہ کر رہی تھی۔

"آج آپ کی بات سن کر میرے تو دل کا ارمان پورا ہو گیا" وہ سبرینہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لیتی ہوئی بولیں۔ سبرینہ تو بس حق دق اُن سب کی باتیں سن رہی تھی، اُس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ صبح کی خاموشی اِس طوفان کی آمد کی خبر دے رہی تھی۔

"ہم سبرینہ کو اپنی بہو نہیں بلکہ اپنی بیٹی بنا کر لے جائیں گے" اِس بار فرقان صاحب بولے، سبرینہ کا ضبط جواب دے گیا، وہ نرمی سے اپنا ہاتھ رقیہ بیگم سے چھڑاتی، معذرت کرتی ڈرائنگ روم سے باہر کی جانب چلی گئی

"لگتا ہے شرما گئی ہے" رقیہ بیگم نے سامنے پڑی پلیٹ میں سے ایک سموسہ اپنی پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔ جس کے جواب میں سکینہ بیگم بمشکل مسکرائیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بھائی صاحب آپ بھی لیں نہ" سکینہ بیگم نے سبرینہ کی حرکت کی جانب سے اُن کا دھیان ہٹانے کو کہا

"جی بھابھی" وہ مسکراتے ہوئے سامنے پڑی پلیٹ میں سے ایک بسکٹ اٹھانے لگے

"میرا خیال ہے فرقان ہمیں منگنی کی بجائے شادی کی ہی تاریخ طے کرنی چاہیے کیونکہ بچے تو دیکھے بھالے ہیں پھر دیر کیوں کی جائے" احمد صاحب فرقان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے بولے

"بالکل" وہ لمحے بھر کو رکے "کیوں نہ ہم اس مہینے کی آخری تاریخیں رکھ لیں کیونکہ حذیفہ اگلے ماہ دبئی واپس چلا جائے گا اگر شادی ہو جائے گی تو وہ سبرینہ کے کاغذات بھی باآسانی بنوا لے گا" وہ احمد صاحب سے پوچھنے لگے

"مجھے کوئی اعتراض نہیں" احمد صاحب جواباً مدھم سا مسکراتے ہوئے بولے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بہت، بہت مبارک ہو بھابھی" رقیہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھتی سکینہ بیگم کے پاس جا کر انہیں گلے لگاتی ہوئی بولیں

"میں مٹھائی لے کر آتی ہوں" سکینہ بیگم اُن سے الگ ہوتیں کچن کی جانب چلی گئیں، جہاں لاؤنج سے گزرتے اُن کی نگاہ سبرینہ کے کمرے کے بند دروازے پر پڑی، وہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتی کچن کی جانب چلی گئیں۔

لاشاری وِلا اس وقت سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا، سفید پتھر پر پڑتی سورج کی کرنیں اِسے مزید پرکشش بنا رہی تھیں۔ گیٹ کے سامنے رکھی کرسی پر اِس وقت گل خان بیٹھا اونگ رہا تھا، کب اُس کی آنکھ لگی اُسے معلوم نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد ایک سفید چمچماتی گاڑی بالکل اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی، اُس کی نیند اتنی گہری ہو گئی تھی کہ وہ اس گاڑی کی آواز پر بھی نہیں جاگا۔ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود ڈرائیور گاڑی سے اُترا اور جلدی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا، دروازہ کھلتے ہی

گاڑی میں موجود فائقہ لاشاری باہر آئیں، وہ اس وقت ہلکے اور گہرے نیلے رنگ کے امتزاج کی ساڑھی میں موجود تھیں، بالوں کو جوڑے میں قید کر رکھا تھا جبکہ کانوں میں سونے کے خوبصورت اور قیمتی آویزے پہن رکھے تھے۔ایک ہاتھ میں سفید رنگ کا خوبصورت اور نفیس کلچ تھام رکھا تھا۔چہرے کو میک اپ سے سجا رکھا تھا۔وہ اس وقت اپنی دوست کے گھر سے آرہی تھیں۔دوپہر کا ایک بجنے کو تھا۔سامنے سوئے ہوئے گل خان پر نظر پڑتے ہی انہوں نے ڈرائیور سے اُسے جگانے کو کہا، ڈرائیور حکم ملتے ہی جا کر گل خان کو جگانے لگا جو نجانے اس تپتی دھوپ میں کیسے اتنی گہری نیند سو رہا تھا کہ اچانک ڈرائیور کے زور سے ہلانے پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور ڈرائیور پر نظر پڑنے سے پہلے اُس کی نظر سامنے کھڑی فائقہ لاشاری پر پڑی اور انہیں دیکھتے ہی اُس کی نیند کوسوں میل دور بھاگ گئی، وہ جلدی جلدی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ ڈرائیور اُسے جاگتا دیکھ کر خود گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"سلام بی بی جی" وہ مودبانہ انداز میں آنکھیں مسلتا ہوا بولا

"وعلیکم السلام گل خان، مجھے بتادیا ہوتا میں تمہارے لیے یہاں بستر لگوا دیتی، یوں کرسی پر سونا بہت مشکل ہوتا ہوگا" فائقہ بیگم طنزیہ انداز میں بولیں

"نہیں بی بی جی وہ۔۔۔وہ۔۔بس پتہ ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی" گل خان رنگے ہاتھوں پکڑا گیا تھا اس لیے اب جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہ تھا سو سر جھکائے سچ بولنے لگا

"کوئی بات نہیں آنکھ لگانے کی ہی تو تنخواہ ملتی ہے تمہیں" فائقہ بیگم یہ بولتیں ایک قدم آگے آئیں

"نہیں بی بی جی، معاف کردیں غلطی ہوگئی، آئندہ نہیں ہوگا" گل خان کا سر مزید جھک گیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"فکر مت کرو، جب اِس بار تمہیں تمہاری تنخواہ نہیں ملے گی نہ، تو دوبارہ تم سے یہ غلطی ہو گئی بھی نہیں" فائقہ بیگم سخت لہجے میں کہتیں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔اُن کی بات پر گل خان کا جھکا سر ایک دم اٹھا اور وہ تیزی سے فائقہ بیگم کے پیچھے بھاگا،

"بی بی جی معاف کر دیں، بی بی جی آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں ہو گی" گل خان اب ہاتھ جوڑے اُن کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا

"اگر تم نے ایک قدم بھی اور بڑھایا گل خان تو سزا کم نہیں ہو گی، بلکہ مزید اضافہ ہو جائے گا" وہ غصے سے چلائیں۔اُن کی آواز لاؤنج میں موجود صابرہ اور قدسیہ تک بھی پہنچ گئی تھی، جو مزے سے باتوں میں مصروف تھیں، فائقہ بیگم کی آواز سنتے ہی فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔فائقہ لاشاری تیز تیز قدم بڑھاتیں لاؤنج میں داخل ہوئیں۔سامنے صابرہ اور قدسیہ ہاتھ باندھے کھڑی نظر آئیں۔

"سلام بی بی جی" دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا

"وعلیکم السلام، صابرہ میرے لیے فورا فریش جوس لے کر آؤ" وہ سلام کا جواب دیتے ساتھ، صابرہ کو جوس کا کہتیں لاؤنج میں پڑے صوفے کی طرف بڑھنے لگیں

"قدسیہ تم میرے پاس آؤ" قدسیہ جو صابرہ کے ساتھ کچن میں جانے لگی تھی فائقہ بیگم کی آواز سنتے ہی ان کی جانب آگئی

"جی، بی بی جی" وہ صوفے پر بیٹھی فائقہ بیگم کے پاس ہاتھ باندھے کھڑی تھی

"کھانا تیار ہو گیا؟" انہوں نے اپنا کلچ کھولتے مصروف انداز میں سوال پوچھا

"جی، بی بی جی، کھانا تیار ہے"

"اور کمروں کی صفائی؟" دوبارہ سوال پوچھا

"جی۔۔وہ۔۔جی۔۔" اس بار قدسیہ کی آواز سنتے ہی انہوں نے اُس کی جانب دیکھا

"کیا جی وہ، جی وہ، لگا رکھی ہے، کمروں کی صفائی ہوئی یا نہیں؟" وہ غصے سے بول رہی تھیں

"بی بی جی۔۔ صرف شہریار صاحب کا کمرہ رہ گیا ہے، باقی سب کی صفائی ہو گئی ہے" قدسیہ دھیمی آواز میں بولی

"کیا مطلب؟آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے شہری کے آنے میں اور اُس کا کمرہ ابھی تک صاف نہیں کیا، صبح آٹھ بجے سے کیا کر رہے ہو تم لوگ؟ ہاں، فوراً دفع ہو جاؤ یہاں سے اور 10 منٹ میں کمرہ صاف کر کے واپس پہنچو" فائقہ بیگم غصے سے چلا رہی تھیں،ان کی آواز اس قدر بلند تھی کہ قدسیہ کانپ کر رہ گئی اور فوراً وہاں سے چلی گئی

"آنے دو آج فیاض کو، دیکھنا تم سب کا کیا حشر کرواتی ہوں، اوقات بھول گئے ہو سب اپنی" فائقہ لاشاری ہتک امیز لہجے میں بولیں۔قدسیہ کے جاتے ہی انہوں نے کلچ سے اپنا موبائل فون نکالا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگیں، دوسری جانب سے کال مسلسل مصروف آرہی تھی، پانچ منٹ تک بار بار کال ملا کر وہ جھنجھلا گئیں اور میسج ٹائپ کرنے لگیں، اتنی دیر میں صابرہ جوس لے کر آگئی۔

"بی بی جی، جوس "اُس کے ہاتھ سے جوس کا گلاس لیتے فائقہ بیگم نے اپنا موبائل ایک جانب رکھ دیا کہ اچانک اُن کی نظر سائیڈ سے گزرتی قدسیہ پر پڑی جو ہاتھ میں سگریٹ کی خالی ڈبیاں اور ایش ٹرے لے جا رہی تھی۔

"ادھر آؤ قدسیہ "انہوں نے جوس کا گلاس منہ کو لگاتے اُسے بلایا، فائقہ بیگم کی آواز سنتے ہی وہ اُن کے پاس آ گئی

"تم نے شاہزین کا کمرہ بھی صاف نہیں کیا تھا؟"اس کے قریب آتے ہی وہ پوچھنے لگیں

"نہیں بی بی جی، وہ تو میں نے سب سے پہلے صاف کر دیا تھا"قدسیہ وضاحت دیتی ہوئی بولی

"تو پھر یہ سب کہاں سے لا رہی ہو؟"وہ اس کے ہاتھ میں موجود سگریٹ کی خالی ڈبیوں اور ایش ٹرے کی جانب اشارہ کرتی ہوئیں بولیں

"جی یہ تو شہر یار صاحب کے کمرے سے لائی ہوں" قدسیہ کی بات سنتے فائقہ لاشاری نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا

"کیا کہا تم نے؟" وہ دوبارہ پوچھنے لگیں گویا انہیں سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو

"جی بی بی جی، یہ شہر یار صاحب کے کمرے سے لائی ہوں" قدسیہ نے اپنی بات دہرائی اور اپنی آواز ذرا اونچی رکھی تا کہ اس بار فائقہ لاشاری کو سننے میں دشواری نہ ہو

"یہ سب تم شہری کے کمرے سے لا رہی ہو؟" انہیں ابھی تک یقین نہیں آیا تھا، قدسیہ نے بولنے کی بجائے اثبات میں سر ہلا کر اُن کی بات کی تصدیق کی۔ فائقہ لاشاری شدید شاک میں تھیں۔ اُن کا چھوٹا بیٹا جو ابھی صرف (نائن کلاس) میں تھا، سگریٹ نوشی کرنے لگا تھا۔ اُن کے ذہن میں مختلف سوال اُبھرنے لگے، آخر شہری کب سے سگریٹ پی رہا تھا؟ اور انہیں معلوم کیوں نہ ہو سکا؟ وہ کیسے اتنی بے خبر تھیں؟ اُن کا دماغ شدید اُلجھن کا شکار ہونے لگا تھا۔ اُن کی سماعتوں سے گاڑی

کے ہارن کی آواز ٹکرائی جسے سنتے وہ ہوش میں آئیں، سر کے اشارے سے پاس کھڑی قدسیہ کو جانے کا کہا اور ہاتھ میں پکڑا گلاس، جس میں ابھی جوس موجود تھا، ٹیبل پہ رکھتی باہر کی جانب چل پڑیں کیونکہ وہ گاڑی کے ہارن سے پہچان چکی تھیں کہ آنے والا کوئی اور نہیں بلکہ "شاہزین لاشاری" ہے

اُس نے کمرے میں پہنچتے ہی کمرے کا دروازہ بند کیا اور اپنا دوپٹہ کھینچنے کے انداز میں گردن سے علیحدہ کرتے بیڈ پر پٹخ دیا، اُسے یہ امید ہرگز نہ تھی۔

"نہیں۔۔ میں یہ نہیں ہونے دوں گی" وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے بیڈ پر بیٹھی اپنا سر نفی میں ہلا رہی تھی

"ابو میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں" وہ خود سے سوال کرتی بولی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ میری زندگی ہے، مجھے پورا حق ہے اِسے اپنی مرضی سے گزارنے کا" اس کے اندر کی ضدی اور سرپھری لڑکی بیدار ہوئی

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گی، ہرگز نہیں" وہ نفی میں سر ہلاتی اٹھی اور اِدھر اُدھر نگاہ دوڑاتی اپنا موبائل تلاش کرنے لگی، وہ مسلسل فیضی کو فون ملا رہی تھی مگر اُس کا فون مسلسل بند آرہا تھا۔ اُس نے غصے سے موبائل بیڈ پر پھینکا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جاتے اپنا آپ آئینے میں دیکھنے لگی، "کیا وہ اِس قابل تھی کہ اُس کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے، اُس نے ایسا کیا کیا تھا جو اُسکو یوں سزا دی جا رہی تھی۔ وہ اپنی زندگی جینے کا پورا حق رکھتی تھی، اپنی پسند ناپسند بتانے کا اُسے پورا حق تھا، اُس نے کوئی غلط قدم تو نہیں اٹھایا تھا جو یوں اُس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ بغیر اُس کی مرضی جانے کر دیا گیا تھا۔ ایسا نہ تھا کہ وہ حذیفہ کو نہیں جانتی تھی یا اُسے اس رشتے پر کوئی اعتراض تھا، وہ حذیفہ کو بچپن سے جانتی تھی وہ اُس کا اچھا دوست تھا اگر فیضی اُس کی زندگی میں نہ آتا تو وہ کبھی حذیفہ سے شادی سے انکار نہ کرتی مگر اب معاملہ محبت

www.novelsclubb.com

کا تھا، حذیفہ اُس کا دوست تھا، محبت نہیں اور سبرینہ کبھی اپنی محبت کا ایسا انجام نہیں چاہتی تھی۔ سبرینہ نے اپنے آنسو صاف کیے جو اُس کی پلکوں کی باڑ توڑتے اُس کے رخسار بھگو رہے تھے۔ اپنا سر اُٹھا کر اپنے بال جوڑے میں قید کرتے اُس نے مہمانوں کے جاتے ہی احمد صاحب اور سکینہ بیگم سے دو ٹوک بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

سامنے کا منظر بہت خوبصورت تھا، شاہزین لاشاری بہت محبت سے شہر یار لاشاری کے بگڑے بال سنوار کر اُس کی گال تھپتھپا رہا تھا مگر یہ منظر فائقہ لاشاری کو خوبصورت نہیں بدصورت لگ رہا تھا کیونکہ اُن کے دل و دماغ پر اس وقت صرف کچھ دیر پہلے دیکھے گئے سگریٹ کے ڈبے سوار تھے۔ وہ سرد نگاہوں سے سامنے سے آتے ہوئے اپنے دونوں جگر گوشوں کو دیکھ رہی تھیں، سفید رنگ کی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے، بالوں کو پونی میں باندھے شاہزین لاشاری، یونیفارم میں موجود

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شہریار لاشاری کے ساتھ اُن کی جانب چلتا آرہا تھا،اُس نے ہاتھوں میں ہمیشہ کی طرح بینڈز پہن رکھے تھے، گریبان ہمیشہ کی طرح کھلا،اُس نے گردن میں مردانہ چین پہن رکھی تھی جو شاید نئی تھی یا فائقہ لاشاری کو نئی معلوم ہو رہی تھی کیونکہ انہوں نے یہ چین پہلی بار شاہزین لاشاری کو پہنے دیکھا تھا۔وہ انہیں سوچوں میں گم تھیں کہ وہ دونوں اُن کے قریب آگئے اور شاہزین نے ان کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"ہیلو،مام ہیلو، کہاں دیکھ رہی ہیں" وہ اُن کو مسلسل سامنے دیکھتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔اُس کی آواز پہ فائقہ بیگم ہوش میں آئیں مگر اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہیں جبکہ دونوں بھائی جاکر صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"مام آجائیں،ڈیڈ نہیں آئے ابھی" شاہزین انہیں مسلسل وہیں کھڑا دیکھ کر شرارت سے بولا،اس کے بات پر فائقہ بیگم کے غصے کو مزید ہوا مل گئی اور وہ تیز تیز

قدم اٹھاتیں اُن دونوں کے قریب آئیں، جہاں وہ دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔انہوں نے قدسیہ کی جانب دیکھا جو کچن کے دروازے پر کھڑی اُنہیں ہی دیکھ رہی تھی، فائقہ بیگم نے اُسے آنکھوں سے ہی اشارہ کیا جس پر وہ فوراً سر ہلاتی کچن میں چلی گئی اور کچھ دیر بعد واپس آئی تو اُس کے ہاتھ میں وہیں سگریٹ کے ڈبے موجود تھے۔وہ چلتی ہوئی فائقہ بیگم کے قریب آئی۔

"شہری مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے"اس کو قریب آتا دیکھ کر وہ شہریار کو مخاطب کرتی بولیں

"جی مام"شہریار جو شاہزین سے باتیں کرنے میں مصروف تھا، فائقہ لاشاری کی آواز پر ان کی جانب دیکھتا بولا،

"یہ کیا ہے ؟"انہوں نے قدسیہ کے ہاتھ میں موجود سگریٹ کے ڈبوں کی جانب اشارہ کیا،ان کی آواز میں سختی تھی، جسے پاس کھڑے ملازمین باآسانی محسوس کر چکے تھے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ سگریٹ ہے مام" وہ ہنستے ہوئے شاہزین کی جانب دیکھتا ہوا بولا جو اُس کی بات پر مسکرایا تھا

"شہری میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں، مجھے یہ تمہارے کمرے سے ملی ہیں، کوئی جواب ہے تمہارے پاس اِس بات کا؟" اِس بار اُن کی آواز بلند تھی۔

"جی مام یہ میری ہی ہیں" اُن کے سوال پر وہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا، اُن کو لاجواب کر گیا۔ وہ جو اُسے اس کی غلطی کا احساس دلا کر شرمندہ کرنا چاہ رہی تھیں، اس کی ڈھٹائی پر حیران رہ گئی تھیں۔

"کب سے چل رہا ہے یہ سب؟" وہ دوبارہ اس کو مخاطب کرتی بولیں جس کے چہرے پر شرمندگی تو دور کسی قسم کی پریشانی کا بھی کوئی عنصر موجود نہ تھا۔

"مام کیا ہو گیا ہے آپکو، چھوڑیں اِس بات کو، یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہائپر مت ہوا کریں" اِس بار شہریار کی بجائے شاہزین بولا

"چھوٹی بات، !شاہزین تمہیں یہ چھوٹی بات لگ رہی ہے، عمر کیا ہے ابھی اس کی جو یہ اِس طرح۔۔"

"مام میں اب چھوٹا نہیں ہوں، بڑا ہو گیا ہوں، کیوں برو"ان کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ شہریار ان کی بات کاٹتا ہوا بولا

"یس مام، ہی اِز گرون اَپ ناؤ"شاہزین اُس کی بات پر مسکراتا ہوا بولا

"مگر شہری۔۔"

"مام، ڈونٹ وری، کچھ نہیں ہوتا"شہریار اپنی جگہ سے اُٹھ کر فائقہ بیگم کے قریب آیا

"بہت بھوک لگی ہے، آپ پلیز کھانا لگوا دیں، میں ذرا فریش ہو لوں"وہ اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا

"اوکے برو، سی یو" وہ شاہزین کی جانب مڑ کر ہاتھ ہلاتا اپنے کمرے کی جانب بھاگ گیا، اُس کے جاتے ہی شاہزین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، اپنا موبائل نکالتے اُس نے کسی کو کال ملائی، کال دوسری جانب سے بھی اٹھالی گئی، اب وہ فون پر کسی سے بات کرتا اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ پیچھے کھڑی فائقہ لاشاری بس اُن دونوں کو دیکھتی ہی رہ گئیں۔

مہمانوں کو رخصت کرتے ہی احمد صاحب اور سکینہ بیگم واپس اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے، اُن کے چہرے بالکل سرد تھے، اُن کے چہروں پر کسی قسم کا کوئی تاثر تلاش کرنے پر بھی نہ ملتا تھا۔ سکینہ بیگم برتن سمیٹنے لگیں جبکہ احمد صاحب اپنی عینک اٹھاتے پاس پڑی کتاب کا مطالعہ کرنے لگے۔ ابھی پہلا صفحہ ہی مکمل ہوا تھا کہ اُن کی نظر سامنے سے آتی سبرینہ پر پڑی، جس کی آنکھیں واضح طور پر رونے کی چغلی کھا رہی تھیں، اُن کا دل کسی نے زور سے مٹھی میں دبایا۔ وہ اُن کی اکلوتی اور

لاڈلی اولاد تھی،اُس کی آنکھ میں آنسو وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے مگر اِس بار اُنہیں اپنے آپ کو مضبوط بنانا تھا،اپنی اولاد کو بھٹکنے سے بچانا تھا۔ سبرینہ اُن سے چند قدم فاصلے پر آکر رک گئی مگر خاموش رہی شاید وہ اُن کے متوجہ ہونے کی منتظر تھی۔اُسے اس جانب آتا دیکھ کر سکینہ بیگم بھی اُس کے پیچھے آئی تھیں۔

"ابو مجھے آپ سے بات کرنی ہے"کافی دیر انتظار کرنے پر بھی جب وہ اُس کی جانب متوجہ نہ ہوئے تو وہ ضبط کھوتی بولی،اُس کی آواز پر احمد صاحب نے نگاہ اٹھا کر اُس کی جانب دیکھا،یہ نگاہیں اُن کی بیٹی کی نگاہیں تو نہ تھیں، جن میں وہ ہمیشہ اپنے لیے محبت،مان،عزت واحترام دیکھتے آئے تھے،بلکہ آج اِن آنکھوں میں بغاوت جھلک رہی تھی۔

"یہ آپ نے کیا کیا ہے ابو؟ وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی

"کیا کیا ہے میں نے؟"وہ اِس کی بات پر کتاب بند کرتے بولے

"یہ۔۔یہ۔۔رشتہ۔۔"وہ بے ربط لہجے میں بولی

"ہماری بیٹی کی اب شادی کی عمر ہو گئی ہے، وہ خود شادی کرنا چاہتی ہے اس لیے ہم نے اُس کی یہ خواہش پوری کی ہے بس اور تو کچھ نہیں کیا" وہ کتاب ایک جانب رکھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔اب وہ سبرینہ کے بالکل سامنے کھڑے تھے

"ابو آپ سب جانتے ہوئے ایسا کیسے کر سکتے ہیں"اِس بار اُس کی آواز میں ناراضگی تھی جیسے کوئی بچہ اپنی ضد پوری نہ ہونے پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔اُس کی آنکھوں سے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے۔

"جس طرح تم ہماری آنکھوں میں دھول جھونک سکتی ہو بالکل اُسی طرح"احمد صاحب اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے،ایک ایک لفظ چبا کر بولے

"مگر ابو، آپ ایک بار۔۔۔"

"ہم نے تم سے تمہاری مرضی نہیں پوچھی، فیصلہ کیا ہے اور اِس فیصلے سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں"وہ سخت لہجے میں اُس کی بات کاٹتے ہوئے بولے سبرینہ کی آنکھوں سے بہتے آنسو ایک دم تھم گئے،اُس کے چہرے پر شاک تھا، حیرانی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی،اُس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اور انکار کی کوئی گنجائش نہیں! اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی،اُس کی سماعتوں سے احمد صاحب کی آواز ٹکرائی،

"سکینہ اِسے سمجھا دینا کہ اگر یہ لاسٹ سمیسٹر کے پیپر دینا چاہتی ہے تو ہمارے فیصلے پر رضامند ہو جائے ورنہ کل سے اِس کا گھر سے نکلنا مکمل طور پر بند" وہ یہ کہتے ہوئے سبرینہ کے پاس سے گزرے، ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ اُن کے کانوں میں سبرینہ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ ٹکرائے،جو الفاظ کم کوڑے زیادہ محسوس ہو رہے تھے

"میں ہرگز یہ شادی نہیں کروں گی"اُس کی آواز میں بغاوت تھی، ضد تھی،خود سری تھی!

"سکینہ اِسے کہو خاموش ہو جائے، کہیں یہ نہ ہو کہ ایک ماہ بعد ہونے والا نکاح،اِس ہفتے ہی طے پا جائے"اُس کی بات کے جواب میں احمد صاحب بلند آواز میں بولے۔ سکینہ بیگم خاموش تماشائی بنی اُن دونوں کی باتیں سن رہی تھیں،وہ اکثر اُن

www.novelsclubb.com

دونوں کی گفتگو کے درمیان خاموش تماشائی ہی ہوا کرتی تھیں۔ وہ احمد صاحب کے اس فیصلے سے کچھ حد تک اختلاف رکھتی تھیں، وہ اپنے شوہر اور بیٹی دونوں کو ہی جانتی تھیں وہ یہ جانتی تھیں کہ سبرینہ کو یہ ضد اور انا وراثت میں اپنے باپ سے ہی ملی ہے اور نہ احمد صاحب خود جھکنا جانتے تھے، نہ سبرینہ کو جھکنا سکھایا تھا، اُس کے ہر ضد پوری کرتے، آج وہ اُس پر اپنا کوئی فیصلہ کیسے صادر کر سکتے تھے۔ وہ چاہتی تھیں کہ جلدی میں کوئی غلط قدم اٹھانے کی بجائے وہ صبر و تحمل سے اِس معاملے کو دیکھیں، سبرینہ کو اعتماد میں لیں، اُسے سمجھائیں مگر احمد صاحب کو یہ بات گوارا نہ تھی۔ دوسری جانب سبرینہ بچپن سے اپنی ہر بات منواتی آئی تھی، جس کی ہر خواہش پوری کی جاتی تھی، چاہے وہ صحیح ہو یا غلط اسے پورا کیا جاتا، ہر شے جو اُسے پسند آجائے وہ اُسے آسانی سے حاصل ہو جاتی تھی۔ آج اپنی اِس ضد کے پورے نہ ہونے پر حیران و پریشان تھی کیونکہ ہر بار جو ضد پوری کرتا تھا، آج وہی اُس کے

www.novelsclubb.com

خلاف تھا۔ ضد اور انا کی ایک جنگ تھی، نہ باپ جھکنا چاہتا تھا نہ بیٹی پیچھے ہٹنا چاہتی تھی۔

احمد صاحب کی بات سنتے ہی سکینہ بیگم سبرینہ کے قریب آئیں اور اُس کے سامنے آ کر اُسے خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا جبکہ احمد صاحب اپنی بات کہہ کر رکے نہیں تھے۔ سبرینہ نے نظریں اُٹھا کر سکینہ بیگم کو دیکھا اور نفی میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی۔ سکینہ بیگم کے پاس الفاظ نہ تھے، وہ سمجھاتیں تو کسے سمجھاتیں اور کیسے سمجھاتیں۔ ایک غلطی سبرینہ نے کی تھی اور ایک غلطی احمد صاحب کرنے جا رہے تھے اور دونوں کسی کی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ وہ تھکے ہوئے انداز میں پیچھے پڑے صوفے پر بیٹھ گئیں اور کھڑکی سے نظر آنے والے سورج کو دیکھنے لگیں جو کچھ ہی دیر میں غروب ہونے والا تھا۔

دن ڈھلنے والا تھا، آسمان پر ہلکی ہلکی سرخی چھا رہی تھی، سردیوں کی آمد تھی، دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہو چکی تھیں۔ وہ اِس وقت ایک رکشے میں سوار تھی، کچھ دیر بعد وہ رکشہ اُس کی مطلوبہ منزل کے سامنے جا رکا۔ رکشے کے رکتے ہی وہ نیچے اُتری، اپنا سرمئی بیگ کھولتے اُس میں سے پیسے نکالنے لگی، اُس کے پاس صرف واپسی کا کرایہ تھا۔ اُس نے رکشے والے کو کرایہ ادا کیا اور پھر دوسری جانب مڑتے ہوئے اپنی مطلوبہ منزل کو دیکھا، اُس کی نگاہ سامنے لگے تختے پر پڑی جس پر جَلی حروف میں "قبرستان" لکھا تھا۔ اُس کا دل ایک بار پھر زور زور سے دھڑکنے لگا، دل کا درد پھر سے جاگنے لگا مگر اپنے آپ پر قابو پاتے وہ قدم اٹھاتی قبرستان میں داخل ہوئی۔ ہر جانب قبریں ہی قبریں تھیں اور سب ایک ہی جیسی تھیں، کسی کو دیکھ کر یہ علم نہ ہوتا تھا کہ کس قبر میں کوئی رئیس دفن ہے اور کس قبر میں کوئی غریب! انسان ساری عمر دنیاوی آسائشوں اور دنیاوی معیاروں کے پیچھے بھاگتا ہوا یہ بھول جاتا ہے کہ وہ خاک ہے اور اُسے خاک میں ہی مل جانا ہے۔ اِن قبروں کو

www.novelsclubb.com

دیکھ کر کوئی بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ کس کا گھر کتنے رقبے پر تھا، کون لاہور کے کس علاقے سے تعلق رکھتا تھا، کس کی کتنی زمینیں اور کتنی جائیدادیں تھیں مگر حقیقت تو یہ ہے کہ اپنا انجام اور اصل معلوم ہونے کے باوجود بھی ہم دنیا کی رنگینیوں میں مکمل طور پر گم ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ہماری دولت، ہمارے عہدے، ہماری جائیدادیں ہمارے کسی کام نہ آئیں گی، ہم اسی دنیا کی دولت اور عہدوں کے حصول کے لیے جائز ناجائز میں تفریق کرنا بھول جاتے ہیں اور ہر کام کر گزرتے ہیں۔

ایک قبر کے قریب پہنچ کر اُس کے قدم رک گئے، اس قبر پر ایک چھوٹا سا کتبہ لگا تھا جس پر صرف ایک نام تحریر تھا "حیات صدیقی"۔ اُس کی آنکھیں بھرنے لگیں، وہ لاکھ ضبط کے باوجود بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور بے آواز رونے لگی، آنسو اب اُس کے رخسار بھگو رہے تھے۔ وہ ہر کسی کے سامنے نہیں روتی تھی، وہ مضبوط تھی، بہت مضبوط، مگر حیات صاحب کے سامنے ہمیشہ وہ اپنا ضبط کھو بیٹھتی

تھی، وہ حیات صاحب کی لاڈلی بیٹی تھی، حیات صاحب اُسے اپنا بیٹا کہتے تھے اور اُسے اب اُن کا بیٹا بن کر دکھانا تھا۔ وہ اپنا بیگ اُتار کر ایک جانب رکھتے، نیچے بیٹھ گئی اور اپنا کانپتا ہوا ہاتھ قبر کی مٹی پر پھیرنے لگی، اُس کی آنکھوں سے مسلسل گرم سیال بہہ رہا تھا۔ زندگی کتنی عجیب شے ہے، جو آپ نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو وہ آپ کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے، اپنے عزیز ترین رشتوں کو یوں منوں مٹی تلے دفن دیکھنا، کتنا تکلیف دہ ہے، یہ صرف وہی جانتے ہیں، جن پر یہ گزری ہو۔ اُس نے اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالی اور قبر کی مٹی کو گیلا کرنے لگی، پانی کی بوتل کو واپس بیگ میں ڈالتے، اُس نے بیگ میں موجود ہرے رنگ کی تھیلی اُٹھائی جس میں گلاب کی تازہ پتیاں موجود تھیں، اُس نے آج یونیورسٹی کے لیے دیے گئے لنچ کے پیسوں سے یہ پتیاں خریدی تھیں۔ تھیلی کھولتے اُس نے آہستہ آہستہ وہ پتیاں پوری قبر پر ڈال دیں اور پھر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ کچھ دیر دعا مانگنے کے بعد وہ اُمین

کہتے، چہرے پر ہاتھ پھیرتی، اپنا بیگ اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک آخری نظر (الوداعیہ نظر) قبر پر ڈالتی واپسی کے لیے چل پڑی۔

وہ ہر ہفتے، جمعے کے دن یہاں آتی تھی اور پورا ہفتہ شدت سے اِس وقت کی منتظر رہتی۔ اب اُسے واپسی کا سفر پیدل طے کرنا تھا کیونکہ کرائے کے پیسے تو وہ یہاں آنے پر خرچ کر چکی تھی۔ وہ ایک ایک قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی، اُس کی آنسو بھی آہستہ آہستہ تھمنے لگے تھے، اُس کے چہرے پر اب سختی چھانے لگی تھی، زمانے کی ٹھوکروں کی سختی!

قبرستان سے نکلتے وہ ایک جانب فٹ پاتھ پر چلنے لگی، وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ کسی کی نظروں کی تپش اپنے آپ پر محسوس کرتے اُس نے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں ایک نشئی کھڑا اِسی جانب دیکھ رہا تھا، اُس کی جانب سے فوراً منہ پھیرتے وہ تیز تیز قدم بڑھانے لگی۔ اسی جلدی میں وہ اُس نشئی کے قریب کھڑی بائیک پر موجود اُس شخص کو نہ دیکھ پائی، جس کی نظروں کی تپش نے اِسے اُس

جانب دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔اُس شخص کی آنکھوں میں چمک تھی، "شیطانی چمک"۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو سبرینہ ؟" فیضی ایک دم چونک کر اپنی کرسی چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا،اُس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آس پاس بیٹھے سٹوڈنٹس نے مڑ کر اُن دونوں کی جانب دیکھا

"فیضی آہستہ بولو اور بیٹھو، میری بات سنو" سبرینہ نے اُسے واپس بیٹھنے کا کہا، وہ اُس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی

"مگر سبرینہ۔۔"

"فیضی" سبرینہ نے فیضی کی بات کاٹتے دوبارہ اُسے پکارا جس پر فیضی کو نہ چاہتے ہوئے بھی واپس بیٹھنا پڑا

www.novelsclubb.com

"مگر سبرینہ، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تمہاری مرضی کے بغیر تمہاری شادی کیسے کر سکتے ہیں؟" اس کے لہجے سے اضطراب اور بے چینی جھلک رہی تھی۔

"اسی وجہ سے میں نے تمہیں کہا تھا کہ اپنے گھر والوں سے بات کرو۔" سبرینہ بہت پریشان تھی

"سبرینہ میرے حالات تمہارے سامنے ہیں، میں کیسے۔۔" وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا

"تو پھر ٹھیک ہے فیضی، تم یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہو اور وہاں میری شادی۔۔۔"

"میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا" فیضی اُس کی بات کاٹتا ہوا بولا

www.novelsclubb.com

"اپنے گھر والوں سے تم بات کر نہیں سکتے، امی ابو میری ایک بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔۔۔ہمارے پاس اِس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے"اُس کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"ایک حل ہے سبرینہ، مگر اُس میں تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا" فیضی سبرینہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا

"کیسا حل؟" فیضی کی بات پر وہ بے ساختہ بولی

"ہمیں کورٹ میرج کرنی ہو گی" فیضی کی بات نے سبرینہ کو چونکا دیا

"واٹ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو فیضی، میں ایسا ہر گز نہیں کر سکتی، یہ بہت بڑا فیصلہ ہے" وہ نفی میں سر ہلاتی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی

"سبرینہ ہمارے پاس اِس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے" فیضی بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

"مگر فیضی یہ۔۔ یہ سراسر غلط ہے،اس سے معاملات مزید خراب ہو جائیں گے" وہ ابھی تک فیضی کی بات سے متفق نہ تھی

"اِس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے، کیا تمہارے لیے اتنا آسان ہو گا، ہماری محبت کو بھُلا کر نئی زندگی کا آغاز کرنا" وہ سبرینہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا تھا۔ سبرینہ خاموش رہی۔

"اور اِس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ میں اپنے گھر والوں کو تمہارے گھر بھیجوں اور تمہارے ابو انھیں انکار نہیں کریں گے" وہ ایک پل کو رکا

"سبرینہ کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ وہ سبرینہ سے پوچھنے لگا

"نہیں۔۔ فیضی۔۔ ایسی بات نہیں ہے" سبرینہ بے ربط لہجے میں بولی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو پھر مجھ پر بھروسہ رکھو، میں کبھی ایسا موقع نہیں دوں گا کہ تمہیں اپنے فیصلے پر پچھتانا پڑے" وہ اپنے الفاظ سے سبرینہ پر جادو کر رہا تھا، سبرینہ کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفلوج ہو رہی تھیں۔

"تم آج شام تک کا وقت لے لو، اِس بارے میں سوچو، میں تمہارے جواب کا منتظر رہوں گا" وہ دھیمے لہجے میں کہتا، ٹیبل پر پڑی اپنی بائیک کی چابی اٹھانے لگا

"خدا حافظ" وہ یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے کھڑی سبرینہ کے دماغ میں اُس کی کہی گئی تمام باتیں گونج رہی تھیں، اُسے فیصلہ کرنا تھا، کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا۔

"امی، امی کیا ہوا آپکو؟" اُس کے پاس لیٹے، اُس کے بیٹے نے اُسے ماضی کے شکنجوں سے آزاد کروایا۔ اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اُس کی سماعت سے موذن کی آواز ٹکرائی، اُس نے بے ساختہ سامنے لگی گھڑی کو دیکھا، جو صبح کے چھ بجا رہی تھی، آج پھر ایک رات ماضی کی تلخ یادوں کی نظر ہو گئی تھی۔

"امی۔۔آپ کیوں رو رہی ہیں؟اُس کا بیٹا اُس کے چہرے پر اپنے ننھے ہاتھ پھیرتا، بول رہا تھا

"نہیں میرا بچہ۔۔میں رو نہیں رہی" وہ اپنے آنسو صاف کرتی اُٹھ بیٹھی

"آپ کو کہیں پین ہو رہا ہے کیا؟" وہ متفکر لہجے میں دوبارہ بولا۔اُس کی اتنی فکر پر سبرینہ کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگیں،اُس نے اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لگایا۔

"نہیں میرا بچہ،میں بالکل ٹھیک ہوں،مجھے کچھ نہیں ہوا" وہ اُسکو اپنے ساتھ لگائے،اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی

"ویٹ،میں آپ کے لیے پانی لاتا ہوں" وہ فوراً سبرینہ سے الگ ہوتا،بیڈ سے نیچے اترا اور بِنا جوتا پہنے،کچن کی جانب بھاگا۔

سبرینہ اُسے دیکھتی رہ گئی،وہ اُس کی کل کائنات تھا،اُس کا دنیا میں موجود واحد رشتہ اور وہی اُس کے جینے کی وجہ تھا،وہ آج زندہ تھی تو صرف اپنی بیٹے کے لیے۔

آبرو کو گھر پہنچنے میں کافی دیر ہو گئی تھی،اُس کے دائیں پاؤں کا جوتا بیچ رستے میں ٹوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے 30 منٹ کا راستہ ایک گھنٹے میں طے ہوا تھا۔گھر کے سامنے پہنچتے ہی اُس نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا،کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور اُسے سامنے عماد کھڑا دکھائی دیا،یقیناً دروازہ کھولنے والا وہی تھا،وہ ایک سرسری نگاہ اُس پر ڈالتی،دائیں جانب موجود سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی۔ابھی اُس نے دوسری سیڑھی پر قدم ہی رکھا تھا کہ وہ ایک دم لڑکھڑائی،اُس کے پاؤں میں موجود ٹوٹے ہوئے جوتے کے دو حصے ہو چکے تھے،وہ بہت مشکل سے پورا راستہ اپنے جوتے کو گھسیٹتے ہوئے آئی تھی۔

"ارے سنبھل کر" کچھ دور کھڑا عماد چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے بولا۔آبرو نے ایک غصے بھری نگاہ پہلے ٹوٹے ہوئے جوتے پر ڈالی اور وہی نگاہ اٹھا کر عماد کی جانب دیکھا جو اِس وقت سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ میں موجود،دونوں ہاتھ

www.novelsclubb.com

پینٹ کی جیبوں میں گھسائے اُس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ آبرو نے اپنا ٹوٹا ہوا جوتا اپنے ہاتھ میں اٹھایا اور تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے لگی جبکہ پیچھے کھڑا اعماد اُسے تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اُس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی، اُس کی نظروں میں چمک تھی "شیطانی چمک"۔

آبرو پہلے ہی بہت تھک چکی تھی اوپر سے اُس کی ٹوٹی ہوئی چپل نے اُسے اور تھکا دیا تھا وہ کس طرح اِس جوتے کو گھسیٹ کر گھر پہنچی تھی صرف وہی جانتی تھی۔ اُس کے چہرے سے تھکان واضح تھی، اُس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا، اوپر سے بھوک سے اُس کا برا حال تھا، اس نے صبح کے ناشتے کے بعد ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ وہ ایک ہاتھ میں ٹوٹا ہوا جوتا لیے آخری سیڑھی عبور کرتی، آگے بڑھنے لگی۔ اُسے سامنے سے آتا دیکھ کر لاؤنج میں بیٹھی اِصباح اُس کی جانب آئی، آبرو نے اُسے اپنی جانب آتا دیکھ کر کندھے پہ لٹکا اپنا سرمئی بیگ اتار کر اُسے پکڑایا اور پاس

www.novelsclubb.com

پڑے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی، اپنے ہاتھ میں پکڑا جوتا اُس نے صوفے کی ایک جانب رکھ دیا،

"اسلام وعلیکم "وہ مدھم آواز میں بولی

"وعلیکم السلام، جوتے کو کیا ہوا؟ سامنے چارپائی پر بیٹھی رُتبہ نے مٹر کے دانے نکال کر پلیٹ میں ڈالتے ہوئے پوچھا

"کیا مطلب کیا ہوا ہے؟ نظر نہیں آرہا ٹوٹ گیا ہے۔" آبرو غصے سے بولی

"اچھا، اچھا، اب اِس کا غصہ مجھ پر تو مت نکالو" رُتبہ پلیٹ سے مٹر کا ایک دانہ اُٹھا کر اپنے منہ میں ڈالتی ہوئی بولی۔ اِس سے پہلے کہ آبرو اُس کی بات کا جواب دیتی اِصباح نے آبرو کو مخاطب کیا

"اِسے چھوڑو آبرو یہ بتاؤ آج اتنی دیر کیوں ہو گئی آنے میں؟"

"اِسی کی وجہ سے ہوئی ہے دیر" آبرو نے ٹوٹے ہوئے جوتے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"مگر تمہیں کون سا پیدل آنا تھا جو جوتے کے ٹوٹ جانے سے کوئی مسئلہ ہوتا" رُتبہ کی زبان پر پھر کھجلی ہوئی، رُتبہ کی اِس بات پر اِصباح نے سوالیہ نظروں سے آبرو کی جانب دیکھا جیسے اُس سے رُتبہ کے سوال کا جواب مانگ رہی ہو

"وہ۔۔وہ۔۔کرائے کے پیسے گم ہو گئے تھے" آبرو نے فوراً بہانہ بنایا

"گم ہو گئے تھے یا خرچ کر دیے" رُتبہ نے مٹر کے دانوں سے بھری پلیٹ کو ایک جانب کرتے تفتیشی انداز میں پوچھا، اب اِصباح اور رُتبہ دونوں کی نظریں آبرو پر جمی تھیں، جو بولنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی

"میں بتا تو رہی ہوں، گم ہو گئے تھے" آبرو صفائی دینے والے انداز میں بولی اور ساتھ رُتبہ کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"تم اتنی دور سے پیدل آئی ہو؟"اِصباح نے ایک احمقانہ سوال داغا

"نہیں ہوائی جہاز پر آئی ہوں، سوال جواب ہی کرتی رہو گی یا کھانے کا بھی پوچھو گی، قسم سے اتنی بھوک لگی ہے"آبرو نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دُہائی دی، وہ اس وقت موضوع تبدیل کرنا چاہتی تھی

"میں پانی لے کر آئی"آبرو کی بات سنتے ہی اِصباح فوراً کچن کی طرف بھاگی

"تم نہ اپنے دماغ کو تھوڑا کم استعمال کیا کرو، آئی سمجھ"اِصباح کے جاتے ہی آبرو رُتبہ کو مخاطب کرتی بولی، اِس سے پہلے کہ رُتبہ اُس کی بات کا جواب دیتی، رُتبہ کی نظر آبرو کے پاؤں کی جانب گئی۔

"آبرو تمہارے پاؤں سے تو خون نکل رہا ہے"وہ فوراً چارپائی سے اُترتی اُس کی جانب لپکی، آبرو نے اُس کی بات سنتے ہی فوراً اپنی گردن جھکا کر اپنا دایاں پاؤں دیکھا جس کی ایڑی کے قریب سے خون نکل رہا تھا، ایڑی کے نیچے کی جلد ایک طرف سے پھٹ چکی تھی اور اب اُس میں سے خون رس رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا، چھوٹا سا زخم ہے ٹھیک ہو جائے گا" رُتبہ کو اپنا پاؤں پکڑے دیکھ کر وہ فوراً بولی۔ یہ زخم مسلسل ٹوٹا جوتا گھسیٹنے کی وجہ سے آیا تھا، بیچ رستے میں بھی زخم سے خون بہہ رہا تھا مگر پھر جلدی ہی بند ہو گیا تھا، مگر اب شاید وہ زخم دوبارہ کھل گیا تھا۔

"چھوٹا سا زخم، دیکھو تو صحیح کتنا خون بہہ رہا ہے اور تم چھوٹا سا زخم کہہ رہی ہو" رُتبہ کے چہرے پر فکر ہی فکر تھی۔ اتنے میں اِصباح کچن سے پانی لے کر اُن کے پاس آئی۔

"آبرو یہ کیا ہوا ہے؟" وہ گلاس ایک طرف رکھتی آبرو کی جانب آئی

"ارے میری بات سنو تم دونوں، کچھ نہیں ہوا، چھوٹا سا زخم ہے ٹھیک ہو جائے گا، پریشان مت ہو" وہ رُتبہ کے ہاتھ سے اپنا پاؤں چھڑاتی ہوئی بولی جو ٹِشو کی مدد سے خون روکنے میں مصروف تھی

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمہیں تکلیف ہو رہی ہو گی نہ آبرو" اِصباح کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے، وہ ایسی ہی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر فوراً رو دینے والی۔

"نہیں ہو رہی تکلیف، اب تم رونا مت پلیز، ورنہ امی بھی پریشان ہو جائیں گی" وہ اِصباح کو رونے سے باز رکھنے کے لیے بولی ورنہ زخم والی جگہ پہ اب اُسے شدید تکلیف ہو رہی تھی

"مگر آبرو۔۔" رُتبہ اُس کی لاپرواہی کو دیکھتے کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ آبرو نے اُس کی بات کاٹ دی

"اگر، مگر کچھ نہیں، میں کہہ رہی ہوں نہ کہ یہ معمولی زخم ہے، میں دیکھ لوں گی، مجھے یہ بتاؤ کہ امی اور حرم کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہیں" وہ اب ٹشو کی مدد سے زخم صاف کر رہی تھی کیونکہ خون اب نکلنا بند ہو چکا تھا۔

"حرم کمرے میں اپنا ہوم ورک کر رہی ہے" رُتبہ نے آبرو کے سوال کا جواب دیا

www.novelsclubb.com

"اور امی؟" آبرو نے خون آلود ٹشو کو زمین پر ایک جانب رکھتے، اُس سے دوبارہ پوچھا

"اُن کی طبیعت خراب ہے" اِس بار اِصباح دھیمی آواز میں بولی۔ اِصباح کی بات سُن کر آبرو کا گلاس کی طرف بڑھتا ہاتھ ایک لمحے کو تھم گیا، اُس نے سوالیہ نظر اُٹھا کر اِصباح کی جانب دیکھا،

"کیا ہوا ہے امی کو؟" وہ متفکر لہجے میں بولی

"بی پی بہت بڑھ گیا تھا اُن کا دوپہر میں" رُتبہ خون آلود ٹشو اِکٹھے کرتے ہوئے بولی

"اور تم لوگوں نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا" آبرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"آبرو تم بیٹھو، اب امی ٹھیک ہیں، میں نے اُنہیں کھانا کھلا کر سلا دیا ہے" اِصباح نے آبرو کو کندھوں سے تھامتے دوبارہ بٹھا دیا

"اماں نے دوائی لی تھی؟" آبرو نے ایک اور سوال پوچھا

"وہ۔۔۔وہ۔۔امی کی دوائی تو ختم ہو گئی تھی"

"کب؟"

"ایک ہفتہ پہلے" اِصباح دھیمی آواز میں ہچکچاتے ہوئے بولی

"میرے اللہ! ایک ہفتہ ہو گیا دوائی ختم ہوئے اور تم مجھے اب بتا رہی ہو" آبرو اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر اُس کی لاپرواہی پر افسوس کرتے بولی

"تمہیں بتا بھی دیتے تو تم کیا کر سکتی تھی؟ پتہ تو ہے کہ وہ دوائی کتنی مہنگی ہے اور ہمارے حالات سے تو تم باخوبی واقف ہو" آبرو کی بات کا جواب صالحہ بیگم نے دیا، جواِن تینوں کی آوازیں سُن کر جاگ گئی تھیں اور اب آبرو کے سامنے رکھی چارپائی پر بیٹھ رہی تھیں، جس پر ایک طرف مٹر سے بھری پلیٹ رکھی تھی

"مگر امی آپ کی صحت ہمارے لیے سب سے زیادہ ہیں اور رہی بات ہمارے حالات کی تو میں آج ہی تایا جان سے بات کروں گی"

"کیا بات کرو گی تم اُن سے؟ صالحہ بیگم کا سوال فوری تھا

"یہ کہ ہمارے گھر کو تو انہوں نے بیچ دیا، اب اُس کی رقم تو کم از کم ہمیں دے دیں یوں روز روز ہمیں اپنی چھوٹی چھوٹی ضروریات کے لیے اُن کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑتے ہیں" آبرو کے لہجے میں کرب تھا، اُس کی اِس بات پر صالحہ بیگم خاموش رہیں کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ایک ایک پائی کے لیے اُنہیں کس طرح ترسایا جاتا ہے، انہیں کے پیسے اُنہیں بھیک میں دیے جاتے ہیں مگر وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ اِس کے علاوہ اور کوئی حل موجود نہ تھا۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے، اِس خاموشی کو اِصباح کی آواز نے توڑا

"آبرو تم ہاتھ منہ دھو لو میں تمہارے لیے کھانا لگاتی ہوں، رُتبہ تم میرے ساتھ آؤ" وہ آبرو کو فریش ہونے کا کہتے، رُتبہ کو لیے کچن میں چلی گئی۔ جبکہ پیچھے بیٹھی

آبرو نے تو جیسے اُس کی بات سنی ہی نہ تھی۔اُس کا ذہن مسلسل سوچوں کے شکنجے میں قید تھا۔اُسے یاد تھا پچھلی بار تائی نے اُسے پیسے دینے کے بعد کیا کہا تھا۔

"بھکاری بھی اتنی بار ہاتھ پھیلائے تو اُسے شرم آجائے"

وہ الفاظ اُس کے کانوں میں آج بھی گونج رہے تھے،اب اُسے کچھ کرنا ہوگا،یوں روز روز کی ذلت اور بھیک سے رہائی حاصل کرنی ہوگی۔اُس نے سوچ لیا تھا کہ اِس بار وہ سیدھا تایا جان سے بات کرے گی۔

سبرینہ اِس وقت کچن میں کھڑی تھی،اُس کے بیٹے کو تین دن سے تیز بخار تھا،اُس کے پاس اسے ڈاکٹر کو دکھانے کے پیسے بھی نہ تھے۔وہ بے بسی کی انتہا پہ تھی،وہ کچن میں اُس کے لیے کچھ کھانے کو لینے آئی تھی۔خالی کچن دیکھ کر اُس کا دل پھٹ جانے کو تھا۔وہ ہمت کرتی آگے بڑھی،سامنے لگا کیبنٹ کھولنے لگی،کیبنٹ کھلتے ہی اُسے سامنے ایک بسکٹ کا پیکٹ نظر آیا۔اُس نے فوراً بسکٹ نکال کر شیلف پر رکھ

دیا،اور پاس پڑی پتیلی کا ڈھکن اٹھایا جس میں بمشکل آدھا کپ دودھ موجود تھا۔اُس نے آگے بڑھ کر جلدی سے چولہا جلایا اور پتیلی کو چولہے پر رکھ دیا۔

"امی" اسے اچانک اپنے بیٹے کی نقاہت بھری آواز آئی،وہ بھاگتے ہوئے اُس کے پاس گئی،اُس کا بخار مزید شدت اختیار کر چکا تھا۔اب سبرینہ رونے لگی تھی۔

"امی،امی آپ روئیں مت،میں بالکل ٹھیک ہوں،آپ پریشان مت ہوں" اپنی ماں کو روتا دیکھ کر وہ معصوم جان اُسے دلاسہ دے رہی تھی جبکہ اُس کی آواز اتنی مدھم تھی کہ بامشکل ہی سبرینہ سُن پا رہی تھی۔سبرینہ اُسے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے لگی اچانک اُسے چولہے پر چڑھایا ہوا دودھ یاد آیا،وہ بھاگتے ہوئے کچن میں گئی جہاں اب آدھا کپ دودھ بھی آدھا ہو چکا تھا۔اُس کے پاس پیسے نہ ہونے کے برابر تھے۔اُس کی زندگی اُس کے ایک غلط فیصلے نے برباد کر ڈالی تھی،کاش وہ اُس وقت جذبات میں آ کر وہ فیصلہ نہ کرتی۔وہ اپنی بربادی کی ذمہ دار کبھی اپنی قسمت کو نہیں ٹھہراتی تھی بلکہ اُس کا کہنا تھا کہ اُس کی بربادی کی ذمہ دار صرف وہ خود

ہے، ہم زندگی میں اکثر معاملات کے بُرے انجام پہ اُس کا قصوروار اپنی قسمت کو ٹھہراتے ہیں جبکہ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ فیصلوں کا اختیار تو ہمارے پاس ہی ہوتا ہے۔ وہ دودھ کو کپ میں اُنڈیلتی بسکٹ کا پیکٹ اٹھائے باہر آئی، اُس نے دونوں چیزوں کو ایک طرف رکھتے اپنے بیٹے کو اٹھایا مگر بار بار ہلانے پر بھی جب وہ ہوش میں نہ آیا تو سبرینہ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے وہ آنسوؤں کے ساتھ با آواز روتی اُسے اٹھانے لگی۔ غلط فیصلہ تو سبرینہ نے کیا تھا سزا کی حقدار بھی وہی تھی، یہ معصوم جان تو بے قصور تھی تو پھر وہ کیوں اِس کی سزا میں شراکت دار ٹھہرائی جارہی تھی۔ اپنے بچے کو اپنے سینے سے لگائے روتے ہوئے وہ اپنے کیے گئے غلط فیصلے پر پچھتا رہی تھی جس نے اسے دربدر کا کر دیا تھا۔ کاش اُس کے بس میں ہوتا تو وہ ماضی میں جا کر اپنا وہ فیصلہ بدل دیتی مگر گزرا وقت کیا کبھی لوٹ کر آیا ہے!

کھانا کھا کر آبرو نے اپنے پاؤں کے زخم پر پٹی باندھ لی تھی بلکہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ اِصباح اور رُتبہ نے زبردستی پٹی کروائی تھی، وہ اس وقت کمرے میں بیٹھی اپنا اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب اُسے پیغام ملا کہ جلال تایا نے اُسے نیچے بلایا ہے، اُسے حیرانگی ہوئی تھی اور اِس حیرت میں اضافہ تو اُس وقت ہوا جب اُسے معلوم ہوا کہ صرف اُسے ہی نہیں صالحہ بیگم کو بھی بلایا گیا ہے۔ اب اُس کی حیرت میں آہستہ آہستہ پریشانی شامل ہونے لگی تھی۔ اُس نے صالحہ بیگم سے کہا تھا کہ وہ رہنے دیں وہ خود ہی جا کر پوچھ آتی ہے کہ کیا بات ہے مگر صالحہ بیگم کے اصرار پر وہ اُنہیں ساتھ لیے سیڑھیاں اُترتی نیچے آ گئی۔

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اُسے سامنے بڑے صوفے پر جلال تایا اور صائمہ تائی بیٹھے ہوئے نظر آئے جبکہ سائیڈ پر رکھے گئے صوفے پر اشعر موجود تھا۔ جلال تایا کے چہرے پر اِس وقت سخت تاثرات تھے، وہ برہم نظر آ رہے تھے جبکہ صائمہ تائی کی آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح اُنہیں دیکھتے، حقارت در آئی تھی جبکہ اشعر کے تاثرات

بالکل نارمل تھے اُس نے صالحہ بیگم کے قریب آنے پر اُن کو سلام کیا۔اِس سارے منظر میں آبرو کی نظریں جلال تایا کے چہرے پر تھیں،اُنکے چہرے کے تاثرات اُسے کچھ غلط ہونے کا اِندیہ دے رہے تھے۔سب کو سلام کرتے وہ اور صالحہ بیگم جلال تایا کے سامنے رکھے ہوئے بڑے صوفے پر بیٹھ گئیں۔اِس سے پہلے کہ جلال تایا کچھ بولتے اُن کے کُرتے کی جیب میں موجود موبائل بجنے لگا۔اُنہوں نے موبائل جیب سے نکال کر کال اٹھائی اور فون کان سے لگایا۔آبرو نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی،لاؤنج کی تھیم گولڈن رکھی گئی تھی۔صوفے،پردے،لاؤنج میں رکھا گیا باقی فرنیچر بھی اِسی تھیم کے مطابق منتخب کیا گیا تھا۔اُس کی نظر ایک دم صائمہ تائی کی نگاہوں سے ملی،اُن کی آنکھوں میں موجود حقارت، نفرت وہ ہمیشہ سے دیکھتی آئی تھی مگر پچھلے کچھ دنوں سے اُس نے اِن جذبوں میں اضافہ محسوس کیا تھا جس کی وجہ سے وہ انجان تھی مگر وقت انسان کو انجان کہاں رہنے دیتا ہے،سب تلخیاں سامنے لا کھڑی کرتا ہے۔

www.novelsclubb.com

جلال تایا نے کچھ دیر بعد فون پر اپنی بات مکمل کر کے فون واپس اپنی جیب میں ڈال دیا اور اب اُن کی نظروں کا زاویہ سیدھا آبرو کی جانب تھا۔

"آج کہاں گئی تھی آبرو؟"اُن کے لہجے میں سرد پن تھا

"میں یونیورسٹی گئی تھی"آبرو نے بے خوف انداز میں جواب دیا۔اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اُن کا اگلا سوال کیا ہو گا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اُنہیں کس مقصد کے تحت بلایا گیا ہے۔

"یونیورسٹی کے بعد کہاں گئی تھی؟"اِس بار جلال تایا کی آواز پچھلی بار سے بلند تھی،آبرو خاموش رہی۔

"بھائی صاحب یونیورسٹی کے علاوہ اور کہاں جائے گی آبرو؟"اِس بار صالحہ بیگم نے جواب دیا

"آبرو میں نے کچھ پوچھا ہے؟ وہ صالحہ بیگم کی بات کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے بلند آواز میں بولے

"قبرستان۔۔قبرستان گئی تھی" آبرو بھی سخت لہجے میں جلال تایا سے نظریں ملاتی بولی، جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

"کیوں گئی تھی قبرستان؟" جلال تایا کا چہرہ اُس کی بے خوفی دیکھ کر غصے کے مارے سرخ پڑنے لگا تھا۔

"باباجان سے ملنے" آبرو نے اُسی لہجے میں پھر جواب دیا

"دیکھ رہی ہوں صالحہ، کس طرح بے خوفی سے جواب دے رہی ہے، بجائے اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کے اپنے تایا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بدتمیزی کر رہی ہے" اِس بار صائمہ تائی نے صالحہ بیگم کو مخاطب کیا جو خاموش بیٹھی تھیں، اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتیں، آبرو نے صائمہ تائی کو مخاطب کیا

www.novelsclubb.com

"میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی تائی جان جس پر مجھے شرمندہ ہونا پڑے"

"تمہیں یہ بات معلوم ہے آبرو کہ وہ قبرستان کس سنسان علاقے میں ہے، تمہیں وہاں ہرگز نہیں جانا چاہیے تھا" جلال تایا بلند آواز میں غرائے

"اور دوسری بات یہ کہ ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی تمہیں قبرستان جانے کی؟ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عورتیں قبرستان نہیں جاتیں" آبرو نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ جلال تایا بلند آواز میں چلائے

"اگر کوئی تمہیں اُٹھالیتا یا کچھ اور ہو جاتا تو مصیبت تو ہمارے گلے پڑتی نہ، تمہیں ضرورت کیا تھی وہاں جانے کی؟" جلال تایا مسلسل چلا رہے تھے

"ویسے بھی تمہارا باپ مر چکا ہے، اِس بات کو جتنی جلدی تسلیم کر لو، بہتر ہے" صائمہ تائی نے اپنی زہریلی زبان کا استعمال بڑی خوبصورتی سے کیا تھا

"اور صالحہ تم اِسے سمجھا نہیں سکتی، اگر ہم نے اِسے یونیورسٹی جانے سے منع نہیں کیا تو اِس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ جہاں مرضی جاتی پھرے، آج قبرستان گئی ہے کل کو کہیں اور۔۔"

"بس تائی جان" تب سے مسلسل خاموش بیٹھی آبرو اب اُٹھ کھڑی ہوئی

"اگر میں خاموش ہوں تو اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپکا جو جی چاہے، بولتیں جائیں" آبرو سخت لہجے میں بولی

"توبہ۔۔توبہ۔۔ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری، دیکھو تو صحیح کیسے بدتمیزی کر رہی ہے" صائمہ تائی منہ پر ہاتھ رکھے افسوس کرتی کہنے لگیں

"تائی جان میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں اور دوبارہ کہہ رہی ہوں، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس پر مجھے شرمندہ ہونا پڑے" آبرو کا ضبط اب جواب دینے لگا تھا

"یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں، تم پھر بھی وہاں گئی اور پھر کہہ رہی ہو کہ تم نے کچھ غلط نہیں کیا" جالال تایا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

"جن کی قبروں پر جانے کے لیے کوئی مرد موجود نہ ہو، اُن کی عورتوں کا قبرستان جانا بالکل جائز ہے" آبرو کی آواز بہت بلند ہوگئی تھی، وہ اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی۔

"جب مرنے والے کے پیچھے اُس کی قبر پر فاتحہ پڑنے والا کوئی مرد نہ ہو، تو اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے عورتوں کو ہی جانا پڑتا ہے" وہ جلال تایا کو مخاطب کرتی بلند آواز میں بول رہی تھی

"اور مر جانے والے کو بھول نہیں جانا چاہیے، جب مرنے والے نے اپنی پوری زندگی آپ کی آسائشات، خواہشات، ضروریات کا خیال رکھا ہو تو مرنے کے بعد ہمیں بھی اُس کا خیال رکھنا چاہیے، اپنی مصروف زندگیوں میں سے کچھ پل نکال لینے چاہیے، دو گھڑی اُن کی قبر پر فاتحہ پڑھ لینی چاہیے، اُن کی بخشش، مغفرت کے

لیے دعا مانگ لینی چاہیے "یہ بات اُس نے صائمہ تائی کی جانب دیکھتے ہوئے کہی تھی

"اور اگر یہ سب کرنا گناہ ہے تو ہاں میں ہوں گنہگار دے دیجیے مجھے سزا" وہ یہ کہتی صالحہ بیگم کی طرف بڑھ گئی جو مسلسل بے آواز رو رہی تھیں۔

"اور ہاں! مجھے قبرستان جانے سے روکنے کی کوشش مت کیجیۓ گا" وہ صالحہ بیگم کو سہارا دے کر کھڑا کرتی ایک نظر تائی اور جلال تایا کی جانب ڈالتی دو ٹوک لہجے میں بولی۔اِس وقت لاؤنج میں مکمل خاموشی تھی، جوتوں کے زمین سے ٹکرانے کی مدھم آواز باآسانی سنی جاسکتی تھی۔سیڑھیوں پر اُسے رُتبہ اور اِصباح کھڑی نظر آئیں جن کی آنکھوں میں آنسو، اس بات کے گواہ تھے کہ وہ لاؤنج میں ہونے والی تمام گفتگو سن چکی ہیں

"امی کو اوپر لے کر چلو، میں آرہی ہوں "اُن دونوں کو مخاطب کرتے اُس نے صالحہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر اُن کو پہلی سیڑھی پر قدم رکھنے میں مدد دی۔وہ دونوں صالحہ بیگم

کو احتیاط سے سیڑھیاں چڑھا رہی تھیں۔ آخری سیڑھی عبور کرتے رُتبہ نے ایک نظر دوسری سیڑھی پر کھڑی آبرو کو دیکھا جو خلا میں ایک جانب ایک غیر مرعی نقطے کو دیکھ رہی تھی، رُتبہ کو اکثر اُس پر ایک پتھر کا گمان ہوتا، اُسے لگتا کہ شاید آبرو کو کسی قسم کی کوئی تکلیف یا درد محسوس ہی نہیں ہوتا، چاہے پھر وہ تکلیف جسمانی ہو یا روحانی، کیونکہ انسان کے اندر اتنا ضبط ناممکن سی بات تھی۔ جبکہ پیچھے کھڑی آبرو کا چیخ چیخ کر رونے کو دل چاہ رہا تھا مگر، اگر وہ خود رو پڑتی تو باقیوں کے آنسو کون صاف کرتا، اُسے اپنے بابا کا بیٹا بن کر دکھانا تھا، اُسے مضبوط بننا تھا، بہت مضبوط۔ اُس نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو اُسے اپنے دائیں پاؤں کی ایڑی میں نمی کا احساس ہوا اُس نے گردن جھکا کر نیچے دیکھا، سفید پٹی مکمل سرخ ہو چکی تھی، خون اب پھر سے بہنے لگا تھا، زخم ایک بار پھر تازہ ہو گیا تھا، مرہم رکھنے کے باوجود بھی زخم سے خون رسنے لگا تھا کیونکہ زخم کو ایک بار پھر کُریدا گیا تھا، بہت سختی سے، سفاکی سے۔ وہ

www.novelsclubb.com

واپس گردن اوپر اُٹھاتی سیڑھیاں چڑھنے لگی، ہر سیڑھی پر خون کے دھبے نمودار ہونے لگے، سرخ دھبے!

وہ اس وقت ہسپتال کے کاریڈور میں موجود تھی، اُسے یہاں آئے دو گھنٹے بیت چکے تھے، کچھ دیر پہلے ڈاکٹرز اُس کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اُسے یہاں انتظار کرنے کو کہا تھا۔ انتظار بذات خود ایک امتحان ہے اور ہسپتال کی راہداری میں کیا جانے والا انتظار اِس امتحان کو مزید جان لیوا بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے سامنے موجود بند دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے کچھ دیر پہلے اُس کے بیٹے کو لے جایا گیا تھا، رو رو کر اب اُس کے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔ وہ اُس دروازے کو دیکھتے ایک بار پھر ماضی کی تاریکیوں میں گم ہونے لگی تھی۔ اسے یاد تھا، اُس دن فیضی سے ملاقات کے بعد جب وہ یونیورسٹی سے گھر آئی تھی تو شام کے چھ بج چکے تھے۔ سبرینہ یونیورسٹی سے آکر سیدھا اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی، اُس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا، وہ شدید کشمکش کا شکار تھی، اُسے انتخاب کرنا تھا کسی ایک کا، اُسے فیصلہ کرنا تھا

www.novelsclubb.com

اپنی زندگی کا۔ مگر وہ یہ بھول رہی تھی کہ بعض فیصلے صرف آپ کی زندگی سے منسلک نہیں ہوتے، اُن فیصلوں سے اور بہت سی زندگیاں جڑی ہوتی ہیں، بس فیصلے کا اختیار کسی ایک کو دے دیا جاتا ہے۔ وہ دو گھنٹے سے مسلسل ایک ہی بات سوچ رہی تھی مگر دو گھنٹے بعد بھی جب وہ کسی فیصلے پر نہ پہنچ پائی، تو شکستہ قدموں سے چلتی دروازہ کھول کر باہر لاؤنج میں آگئی جہاں سکینہ بیگم فون پر کسی سے بات میں مصروف تھیں۔ اُسے اپنی جانب آتا دیکھ کر انہوں نے الوداعی کلمات ادا کرتے فون بند کر کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

"اِدھر آؤ، میرے پاس" اُسے اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھتا دیکھ کر وہ بولیں، سکینہ بیگم کی آواز پر اُس نے اُن کی جانب دیکھا، نجانے کیوں اُس کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں، وہ صوفے پر اُن کے قریب آکر بیٹھ گئی۔ سکینہ بیگم نے اُس کے چہرے کا جائزہ لیا، صرف تین دنوں میں اُس کا کیا حال ہو گیا تھا، آنکھوں کے گرد ہلکے، نیند پوری نہ ہونے کے باعث سُرخ پڑتی آنکھیں، پیلا پڑتا رنگ، وہ

www.novelsclubb.com

انہیں پچھلے دنوں سے بہت زیادہ کمزور لگی تھی۔ وہ ماں تھیں، اُسے اپنے ساتھ لگا تیں اُس کے بال سہلانے لگیں۔

"کھانا کھاؤ گی؟ لگاؤں؟" وہ محبت بھرے لہجے میں بولیں

"بھوک نہیں ہے" سبرینہ مدہم لہجے میں بولی

"آج لیٹ ہو گئی یونیورسٹی سے، خیریت؟" اُس کا جواب سن کر وہ موضوع بدلتی بولیں

"جی وہ آج ایکسٹرا اکلاس تھی، اِس لیے" سبرینہ نے اپنی قمیض کے دامن پر بنے ڈیزائن میں موجود پھول پر انگلی پھیرتے ہوئے جواب دیا

"ہمم، صحیح۔۔ آج رقیہ بھابی آئی تھیں" سکینہ بیگم کی بات پر سبرینہ کا ہاتھ تھم گیا

"تمہیں شاپنگ کے لیے ساتھ لے جانا چاہ رہی تھیں، کافی انتظار کیا انہوں نے، میں نے تمہیں کال بھی کی تھی مگر تمہارا موبائل بند آرہا تھا، اِس لیے میں نے

www.novelsclubb.com

انہیں کل کا کہا ہے، تم کل یونیورسٹی سے چھٹی کرلو" اُسے مسلسل خاموش دیکھ کر وہ بولنے لگیں

"میں نہیں جاؤں گی اُن کے ساتھ" سبرینہ اُن سے الگ ہوتی ہوئی بولی

"مگر بیٹا کیوں؟" سکینہ بیگم نے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"آپ اچھی طرح جانتی ہیں امی کہ کیوں" سبرینہ بھی جواباً اُن کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

"سبرینہ ضد مت کرو" سکینہ بیگم اُسے سمجھانے لگیں

"ضد میں نہیں، آپ لوگ کر رہے ہیں" سبرینہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"کیا برائی ہے حذیفہ میں جو تم یوں انکار کر رہی ہو" اِس بار سکینہ بیگم بھی سختی سے بولیں

"یہی تو میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں امی کہ فیضی میں کیا برائی ہے، جو آپ لوگ ایک بار اُس سے ملنا بھی نہیں چاہتے" سبرینہ دوبدو جواب دے رہی تھی۔ سکینہ بیگم خاموش ہو گئی تھیں، اُن کے پاس حقیقتاً اُس کی بات کا کوئی جواب نہ تھا۔

"میں آپ کو بتاؤں اصل مسئلہ کیا ہے" انہیں خاموش دیکھ کر سبرینہ کھوکھلی ہنسی ہستی ہوئی بولی، جس پر سکینہ بیگم نے اُس کی جانب دیکھا

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ابو کی اَنا کو یہ بات گوارا نہیں ہے کہ میں، اُن کی بیٹی، اپنی زندگی کا کوئی فیصلہ اپنی مرضی سے کروں" وہ سانس لینے کو رُکی

"سبرینہ" سکینہ بیگم اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی بولیں

"نہیں امی، مجھے بولنے دیں" وہ اُن کو ہاتھ کے اشارے سے روکتی پھر سے بولنے لگی

"اِس لیے اپنی اَنا کو تسکین پہنچانے کے لیے وہ۔۔"

"سبرینہ" اِس سے پہلے کہ وہ مزید بولتی احمد صاحب کی گرجدار آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی، احمد صاحب سبرینہ کے پیچھے کھڑے تھے اِس لیے وہ کب سے یہاں موجود تھے اُسے معلوم نہ ہو سکا۔ اُن کی آواز پر وہ پلٹی نہیں، احمد صاحب چلتے ہوئے اُس کے سامنے آئے، سبرینہ نے اُن کے چہرے کو دیکھا جو غصے کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"اِس سے پہلے کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے، میری نظروں کے سامنے سے چلی جاؤ" وہ غصے سے چلائے

"مگر ابو۔۔" وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ احمد صاحب دوبارہ بولے

"ایک لفظ اور نہیں" اُن کی آواز بلند اور لہجے میں سختی تھی، اس سے پہلے کہ سبرینہ کچھ بولتی سکینہ بیگم اس کے پاس آئیں اور اُسے اپنے ساتھ لیے کمرے میں لے جانے لگیں۔ ابھی وہ دونوں کمرے کے دروازے پر ہی پہنچے تھے کہ اُن کی سماعتوں سے احمد صاحب کی آواز دوبارہ ٹکرائی

"اور کل سے اگر تم نے اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" احمد صاحب کی آواز پر سبرینہ نے تیزی سے دروازے کا لاک کھولا اور جلدی سے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر دیا جبکہ دروازے کے باہر کھڑی سکینہ بیگم کی پریشانی میں اب مزید اضافہ ہونے لگا تھا کیونکہ آج سبرینہ کے کہے گئے الفاظ انہیں کچھ بہت غلط ہونے کا اِندیہ دے رہے تھے۔

رات کے دو بج چکے تھے، ہر سو تاریکی ہی تاریکی تھی، صدیقی ہاؤس پر بھی اس وقت طویل رات کا پہرہ تھا، بالائی منزل کے ایک کمرے میں مکمل اندھیرا تھا، کمرے میں دو بستر موجود تھے ایک پر اِصباح اپنے لحاف میں دبکی سو رہی تھی، اُس کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان موجود تھے، یقیناوہ چند گھنٹے پہلے پیش آنے والے واقعے کا نتیجہ تھے جبکہ دوسرا بستر خالی تھا لحاف بھی ایک جانب رکھا تھا۔ وہ آبرو کا بستر تھا، آبرو اِس وقت زمین پر اپنے بستر سے ٹیک لگائے، اپنی ٹانگوں کو

سمیٹے، گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔اِصباح کے کروٹ بدلنے پر کمرے کی خاموشی میں ارتعاش پیدا ہوا۔ ہلکی سی آہٹ پر آبرو نے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا، کمرے کی کھڑکی سے چھن کر آتی چاند کی روشنی میں آبرو کا چہرہ واضح نظر آرہا تھا،اُس کا چہرہ مکمل طور پر آنسوؤں سے تر تھا،وہ نجانے کتنی دیر سے آنسو بہا رہی تھی۔اُس کی پر کشش سیاہ آنکھیں مسلسل آنسو بہا کر اب تھک چکی تھیں مگر دل کا درد تھا کہ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھتا جا رہا تھا۔حیات صاحب کی وفات کے بعد اُسے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ اب زندگی بہت کٹھن ہونے والی ہے مگر اُس کے وہم و گمان میں یہ بات دور دور تک نہ تھی کہ اُسے اپنے ہی باپ کی قبر پر جانے کی وضاحتیں دینی ہوں گی۔

"بابا میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ مجھے یوں آپ سے محض ایک ملاقات کرنے کے لیے دوسروں سے اجازت مانگنی پڑے گی" وہ مسلسل روتے ہوئے دل میں حیات صاحب سے مخاطب تھی،اس نے اپنا سر دوبارہ اپنے گھٹنوں میں دے

www.novelsclubb.com

دیا، ایک بار پھر اُس کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔اُسے حیات صاحب کے انتقال کے بعد اکیلے میں رونے کی عادت ہو گئی تھی، وہ پورا دن سب کے سامنے خود پر خول چڑھائے رکھتی تھی، سب کو سمیٹتے سمیٹتے وہ خود رات کو بکھر جاتی تھی اور اُسے سمیٹنے والا اب کوئی نہ تھا، جو اُسے ہمیشہ سے سمیٹتا آیا تھا اب وہ منوں مٹی تلے دفن تھا۔اب اُسے خود کو سمیٹنا تھا، اپنے گھر والوں کے لیے، ان کا مضبوط سہارا بننے کے لیے۔اُس کے پاؤں کے زخم پر اب پٹی کا کوئی وجود نہ تھا، شاید زخم آہستہ آہستہ بھرنے لگا تھا۔ہر زخم وقت کے ساتھ ساتھ بھر جاتا ہے، وقت کا مرہم بڑا پُر اثر ہے، بڑے سے بڑے زخم کو بھر دیتا ہے مگر ہر زخم بھرنے کے باوجود بھی ایک نشان چھوڑ جاتا ہے جو ہمیں کبھی اُس زخم کو بھولنے نہیں دیتا۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی وہ کافی دیر دروازے کے ساتھ لگی اپنے غصے کو قابو کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر جب غصہ کسی صورت کم نہ ہوا تو اوندھے منہ بیڈ پر

جا گری۔ اُسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے، وقت اُس کے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل رہا تھا اور وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ بیڈ سے اُٹھتی واش روم گئی، اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتے وہ مسلسل سوچ بچار میں مصروف تھی، اُسے فیصلہ کرنا تھا، انتخاب کرنا تھا۔ وہ واش روم سے باہر آکر سیدھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آگئی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتے ہی اُس کی نظروں کا مرکز سامنے پڑی دو چیزیں تھیں جن میں سے ایک کا انتخاب اُسے آج کرنا تھا، سامنے پڑی دو چیزوں میں سے ایک فیضی کی اُس رات دی گئی انگوٹھی تھی جو سبرینہ کو دل و جان سے عزیز تھی اور اِس اہمیت کی وجہ بھی اُس انگوٹھی کی اُس شخص سے وابستگی تھی جس کے بغیر اب سبرینہ کو زندگی نامکمل محسوس ہوتی تھی جبکہ دوسری چیز ایک فوٹو فریم تھا، جس میں چار سالہ سبرینہ احمد صاحب کی گود میں بیٹھی مسکرا رہی تھی، یہ تصویر اس نے میٹرک کے بعد فریم کروا کر اپنے کمرے میں رکھوائی تھی، اِس تصویر کو دیکھے بغیر اُس کے دن کا آغاز نہیں ہوتا تھا۔ سامنے

www.novelsclubb.com

پڑی دونوں چیزیں سبرینہ کی زندگی کے دو اہم حصے تھے اور آج وہ اِس مقام پر کھڑی تھی کہ اُسے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ وہ دونوں چیزوں کو دیکھتی اب بے بس ہونے لگی تھی، وہ انتخاب نہیں کر پا رہی تھی مگر اُسے کرنا تھا۔ وہ تھکے ہوئے انداز میں واپس بیڈ پر بیٹھ گئی اور اپنی آنکھیں بند کر لیں، اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو چکے تھے۔ کچھ دیر بعد اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سامنے پڑی دونوں چیزوں کو فیصلہ کن نظروں سے دیکھا۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آگے بڑھتے اُس نے فیضی کی انگوٹھی کو اٹھایا اور ایک نظر اُس پر ڈالتے، اپنے جیولری باکس کو کھولا اور انگوٹھی کو اس میں ڈال کر واپس فریم کی جانب پلٹی اور اُسے اپنے ہاتھوں میں اُٹھاتے اپنے ہونٹوں سے لگایا، آنکھیں پھر سے بھرنے لگیں، فریم کو سلیقے سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے وہ واپس بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی اپنی زندگی کا! انتخاب کر چکی تھی کسی ایک کا!

---

www.novelsclubb.com

صبح کے 10:30 کا وقت تھا۔ مطلع ابر آلود تھا۔ بادلوں نے آسمان پر بسیرا کر رکھا تھا، صدیقی ہاؤس کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں اس وقت جائے نماز بچھائے کوئی بہت شدت سے دعائیں مانگ رہا تھا۔ چہرے کے گرد نفاست سے دوپٹہ لپیٹے، دونوں آنکھوں کو میچے، اُس کے لب مسلسل ہل رہے تھے۔ دونوں ہاتھوں کو دعا کے لیے اُٹھائے وہ بہت شدت سے دعا مانگ رہی تھی۔ وہ اِس وقت ہلکے گلابی رنگ کی فراک میں موجود تھی اسی اثنا میں کمرے میں اِصباح داخل ہوئی اور سامنے نظر پڑتے اُس نے بے اختیار گھڑی کی جانب دیکھا

"رُتبہ یہ کون سی نماز پڑھ رہی ہو؟" وہ حیرانی سے استفسار کرنے لگی۔ جائے نماز پر بیٹھی رُتبہ نے آنکھیں کھولیں، اُس کی بھوری آنکھوں نے اِصباح کو دیکھتے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ دیا، اُس کے نقوش آبرو سے بہت مماثلت رکھتے تھے بس دونوں کی آنکھوں کے رنگ مختلف تھے۔ اِصباح اُس کے اشارے کو سمجھتی، پاس پڑی کرسی کو کھینچتے اُس پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر مزید دعا مانگنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ

چہرے پر پھیرتی اُٹھ کھڑی ہوئی، جائے نماز سمیٹ کر ایک جانب رکھ دیا اور پھر کرسی پر بیٹھی اِصباح کی طرف دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جی" اُس نے آئبرو اچکاتے ایک نظر جائے نماز پہ ڈالی اور پھر بولی

"میں نوافل ادا کر رہی تھی" رُتبہ دھیمے لہجے میں بولی

"کیا" اِصباح کا منہ حیرت کے مارے کھلا رہ گیا

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے؟" رُتبہ اپنے چہرے کے گرد لپٹا دوپٹہ کھولتے ہوئے بولی

"حیرانی تو ہو گی، جب پانچ وقت کی نماز پوری نہ پڑھنے والے نوافل پڑھنے لگیں" اِصباح کرسی سے اٹھتی اس کے پاس آئی

"تم مجھ پر طنز کر رہی ہو" رُتبہ نے ناراضگی سے پوچھا

"ہاں بالکل" اِصباح بھی ڈٹی رہی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا چھوڑو اس بات کو، یہ بتاؤ آبرو اور حرم آگئیں؟"رُتبہ نے دوپٹہ کھول کر ایک طرف رکھا اور اپنے بالوں میں لگا کلپ کھول کر بالوں میں برش پھیرنے لگی

"کیوں چھوڑ دوں، بتاؤ تو صحیح کیا معاملہ ہے؟اِصباح تفتیشی انداز میں پوچھتے اُس کے سامنے آگئی۔رُتبہ خاموشی سے اپنے بال سنوارتی رہی،اِصباح اُس کے پاس کھڑی اپنے دوپٹے پر لگے موتیوں کو چھیڑنے لگی

"کہیں تمہارا رزلٹ تو نہیں آرہا آج؟"موتیوں کو چھیڑتے اِصباح کے دماغ میں ایک دم خیال آیا جس پر رُتبہ نے پہلے مڑ کر اُس کو دیکھا، پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں سمجھی"اِصباح طمانیت بھرے انداز میں کہتی دوبارہ کرسی پر جا بیٹھی

"تم نے جواب نہیں دیا حرم اور آبرو آگئے واپس؟"رُتبہ نے بات کا موضوع بدلنے کی کوشش کی

"نہیں ابھی نہیں آئے"اِصباح اُس کو جواب دیتے ہوئے کسی سوچ میں گم تھی

"کیا سوچ رہی ہو؟رُتبہ نے اپنے بالوں کی پونی بناتے اُس سے پوچھا

"یہی کہ اگر تم فیل ہو گئی تو" اِصباح چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے بولی،اُس کی بات پر رُتبہ جھٹکا کھاتی اس کی جانب مڑی

"توبہ،استغفار، تمہیں شرم نہیں آئی یہ بات کہتے ہوئے" وہ خفگی سے اُسے دیکھتے کہنے لگی

"سچ بولنے میں کیسی شرم" اِصباح دانتوں کی نمائش کرتی ہوئی بولی

"اگر انسان کا منہ اچھا نہ ہو تو کم از کم وہ بات ہی اچھی کر لے" رُتبہ نے بھی اپنی زبان کے جوہر دکھائے

"آپی،اِصباح آپی" اِس سے پہلے کہ وہ رُتبہ کو اس کی بات کا جواب دیتی حرم بھاگتی ہوئی اُس سے لپٹ گئی

"ارے، ارے کیا ہوا؟" وہ اُس کے ایک دم گلے لگ جانے پر حیران و پریشان ہوتی بولی

"میں فرسٹ آئی ہوں آپی" حرم نے اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی، اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

"ارے واہ! شاباش میری گُڈی" وہ اُسے دوبارہ اپنے گلے لگاتے بولی

"تم بھی دیکھو اور کچھ سیکھو" اِصباح رُتبہ کو مخاطب کرتی بولی جس پر رُتبہ نے اُس کو دیکھتے آنکھیں گھمائیں کہ اُس کی نظر گھڑی پر پڑی جس پر 11 بج چکے تھے، وہ ایک دم بھاگتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

"اِسے کیا ہوا؟" اُسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر کمرے میں داخل ہوتی آبرو نے اِصباح سے پوچھا

"لگتا ہے رزلٹ آگیا ہے اس کا" اِصباح حرم کے بال سنوارتی بولی

www.novelsclubb.com

"اووا چھا، امی کہاں ہے؟" آبرو نے اُن کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

"سامنے والی خالدہ آنٹی کے گھر گئی ہیں"

"صحیح۔۔" آبرو نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"آپی آپ کو پتہ ہے میری مس کہہ رہی تھیں کہ میں اُن کی فیورٹ سٹوڈنٹ ہوں" حرم مسکراتے ہوئے اِصباح کو اپنے ٹیچر کی کہی ہوئی باتیں بتانے لگی

"میری گُڑی ہے ہی اتنی اچھی اور پیاری" اِصباح نے اُس کے پھولے ہوئے گال کھینچتے ہوئے کہا جبکہ پاس بیٹھی آبرو انہیں دیکھ کر مسکرا رہی تھی کہ اُس کی نظر کمرے میں داخل ہوتی رُتبہ کی جانب گئی جس کا بجھا ہوا چہرہ کچھ غلط ہونے کا عندیہ دے رہا تھا۔

"کیا ہوا رُتبہ؟" آبرو اٹھتے ہوئے اُس کے پاس جانے لگی، آبرو کی آواز پر اِصباح نے بھی رُتبہ کی جانب دیکھا

"آگیا رزلٹ ؟" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر آبرو دوبارہ بولی

"ہاں آگیا" رُتبہ سپاٹ لہجے میں بولی، اُس کا انداز دیکھ کر کسی نے مزید کوئی سوال نہ کیا

"پوچھو گے نہیں کیسا آیا" انہیں خاموش دیکھ کر رُتبہ بولی

"بتانا چاہتی ہو تو بتادو باقی تمہاری مرضی" آبرو سمجھ چکی تھی اس لیے واپس بیڈ پر آکر بیٹھ گئی

"بتاؤ نہ رُتبہ کیسا رہا؟" اِصباح چہرے پر فکر سموئے اُس کے قریب آئی

"تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوئیں" وہ اِصباح کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی

"کیا مطلب ؟" اِصباح نے اُس کی بات پر نا سمجھی سے پوچھا

"مطلب یہ کہ میں پاس ہو گئی ہوں، میرے سارے سبجیکٹس میں اے پلس گریڈ آیا ہے" وہ خوشی کے مارے چلائی، اُس کی بات سنتے اِصباح نے ٹیبل پہ پڑی کاپی اٹھا کر اس کی کمر میں دے ماری

"ہائے اللہ، ظالم عورت" رُتبہ نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر دہائی دی

"یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ہاں! منہ پر 12 بجا کر ایسے آئی تھی جیسے فیل ہو گئی ہو" اِصباح خفگی سے کہنے لگی

"ہاں، ہاں پتہ ہے مجھے تمہیں اپنی دعائیں قبول نہ ہونے کا کتنا افسوس ہے" رُتبہ اُسے چڑاتی حرم کے قریب آئی اور زور سے اُس کے گال کھینچے

"آپی۔۔۔" جس پر وہ چلا اٹھی

"رُتبہ آرام سے" آبرو حرم کے چلانے پر رُتبہ کو مخاطب کرتی بولی

"زور سے نہیں کھینچا میں نے، یہ ہی بہت نازک ہے" وہ حرم کو گھورتی ہوئی بولی

"یاد آیا، تمہارے ساتھ وشمہ کا بھی تو رزلٹ تھا نہ" رتبہ ُکو ایک دم یاد آیا

"جی،اُس کا بھی رزلٹ تھا" حرم اپنا گال سہلاتے ہوئے بولی

"ٹاپ کیا ہو گا اُس نے تو" رُتبہ دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گئی

"وشمہ فیل ہو گئی ہے" جواب آبرو کی طرف سے آیا

"اُوئے! نہ کرو، سچی؟" رُتبہ ایک دم حرم کی جانب دیکھتی ہوئی بولی جس پر حرم نے اثبات میں سر ہلایا

"پھر تو تائی کے پاس ڈبل مٹھائی لے کر جانا بنتی ہے" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی

"رُتبہ" اِصباح نے رُتبہ کے پاس آتے اُس کو آنکھیں دیکھائیں

"ایک حرم کے فرسٹ آنے کی اور ایک۔۔۔" اُس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی

"رُتبہ باز آجاؤ" آبرو نے اُس کے سر پر ایک چپت رسید کی

www.novelsclubb.com

"اچھا، اچھا، اب میرا موڈ خراب مت کرنا، بہت خوش ہوں میں آج" وہ اپنے ناخنوں کو دیکھتی ہوئی بولی

"چلو میرے ساتھ کچن میں" اِصباح رُتبہ کو دیکھتی ہوئی بولی

"نہیں، آج نہیں، آج مجھے آرام کرنے دو" رُتبہ تکیے پر سر رکھتی لیٹ گئی

"کیوں بھئی، کس خوشی۔۔"

"اِصباح تم کچن میں چلو، میں آتی ہوں تمہارے ساتھ" اِصباح کی بات مکمل ہونے سے پہلے آبرو بولی، اُس کی بات پر اِصباح نے رُتبہ کو گھورا گویا کہنا چاہتی ہو تمہیں بعد میں دیکھ لوں گی

"اور تم آج جتنا آرام کرنا ہے کر لو، کل سے دوپہر کا کھانا تم بناؤ گی" آبرو رُتبہ کو مخاطب کرتی بولی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آبرو۔۔"رُتبہ نے آبرو کی بات پر منہ بنایا، جس کے جواب میں آبرو خاموشی سے اِصباح کے پیچھے کچن کی طرف چل پڑی

"اب آئے گا مزہ" حرم کی آواز پر رُتبہ نے اُس کی جانب دیکھا جو ہنستے ہوئے اُس کا مذاق اُڑا رہی تھی

"تمہیں تو میں۔۔۔" وہ بیڈ سے اٹھتی اُس کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی کہ حرم اُسے زبان چڑھاتے کمرے سے بھاگ گئی

"ظالم سماج، میری خوشی کسی کو برداشت ہی نہیں" وہ ڈرامائی انداز میں کہتی دوبارہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔

صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا، ایک نئے دن کا آغاز ہوا، وہ اپنے بیگ میں ایک آخری چیز ڈالتے اُسے بند کرتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور اپنے آپ پر ایک آخری

نگاہ ڈالتی پلٹی۔ پاؤں کو سینڈلز میں قید کرتے، بیگ اٹھا کر وہ دروازے کی طرف چل پڑی اور ایک گہری سانس لیتے اُس نے دروازہ کھولا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی لاؤنج میں آئی جہاں اِس وقت احمد صاحب فون کال پہ مصروف تھے۔ سبرینہ پر نظر پڑتے ہی اُن کے چہرے پر سرخی چھانے لگی اتنے میں کچن سے نکلتی سکینہ بیگم کی نظر بھی سبرینہ پر پڑی، وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ ٹیبل پر رکھتی سبرینہ کی جانب آئیں۔

"سبرینہ یہ سب کیا ہے؟" وہ اُسے یونیورسٹی کے لیے تیار ہوا دیکھ کر پوچھنے لگی، اِس سے پہلے کہ سبرینہ کوئی جواب دیتی، احمد صاحب جو فون بند کر چکے تھے اُس کے قریب آئے

"تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی سبرینہ؟" اُن کے لہجے میں سختی تھی، سبرینہ جواباً خاموش رہی، وہ اپنے منہ سے الفاظ ادا کرنے کی ہمت جمع کر رہی تھی

www.novelsclubb.com

"جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم۔۔۔"

"میں راضی ہوں ابو" وہ تمام تر ہمت جمع کرتی احمد صاحب کی بات کاٹتے ہوئے بولی

"میں حذیفہ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں" وہ اِس وقت کتنی تکلیف میں تھی یہ صرف وہی جانتی تھی جبکہ احمد صاحب اور سکینہ بیگم دونوں حیرانی سے اُسے دیکھ رہے تھے

"مگر میری ایک شرط ہے" اُن دونوں کو مسلسل خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولی

"کیسی شرط؟" سکینہ بیگم نے بے ساختہ پوچھا

"مجھے شادی تک یونیورسٹی جانے کی اجازت چاہیے" اُس نے احمد صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا، ماحول میں ایک دم خاموشی چھا گئی، اس خاموشی کو احمد صاحب کے موبائل پر آئے میسج کی ٹیون نے توڑا

"امی آپ رقیہ آنٹی کو 12 بجے کا ٹائم دے دیں، میری آج ایک ہی کلاس ہے، میں جلدی گھر آجاؤں گی" سکینہ بیگم نے ابھی بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ سبرینہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی

"کیا مجھے اجازت ہے؟" وہ احمد صاحب کی آنکھوں میں دیکھتی بولی، جہاں اُسے فتح کے بعد سرشاری کا تاثر دکھائی دے رہا تھا

"ہمم، جاؤ" وہ جب بولے تو اُن کی آواز میں نمی تھی جو اس وقت سبرینہ محسوس نہ کر سکی

"خدا حافظ" وہ اُن دونوں پر ایک نگاہ ڈالتی بولی اور پھر ایک ایک قدم اٹھاتی لاؤنج کی دہلیز پار کر گئی۔ سکینہ بیگم اُسے تب تک دیکھتی رہیں جب تک وہ اُن کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ اُس کا بدلتا رویہ، بدلتے تاثرات، انہیں بہت پریشان کر رہے تھے، اُن کا دماغ خطرے کی گھنٹی بجا رہا تھا، انہوں نے ایک نظر صوفے پر بیٹھے احمد صاحب پر ڈالی جو مسکراتے ہوئے کسی سے فون پر بات میں مصروف تھے، اُن

کی یہ مسکراہٹ بہت دنوں بعد آج دوبارہ واپس آئی تھی۔ وہ اپنی بات منوا چکے تھے، وہ انا اور ضد کی جنگ تو جیت چکے تھے مگر اِس جنگ میں وہ اپنی بیٹی ہار گئے تھے۔

ایک گرم دوپہر کے بعد ماحول اب نارمل ہونے لگا تھا، ٹھنڈی ہوائیں ماحول میں موجود حِدت کو جذب کرتی ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھیں۔ "دی گرینڈ ریسٹورنٹ" میں اس وقت خوب گہما گہمی کا سماں تھا۔ شام کے پانچ بجے کا وقت تھا۔ شاہزین لاشاری بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ وہ اس وقت سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ میں موجود تھا۔ سیاہ رنگ اُس کا پسندیدہ رنگ تھا، بالوں کو پونی میں قید کر رکھا تھا جبکہ ہاتھوں میں پہنے بینڈز میں چند اور بینڈز کا اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے کسی کے انتظار میں بیٹھا تھا، اُس کی انگلیاں موبائل کی سکرین کو بیزاری سے سکرول کر رہیں تھیں۔ تنگ آ کر اُس نے موبائل بند کرتے واپس اپنی پینٹ

کی جیب میں ڈال لیا اور منہ میں موجود چیونگم چباتے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، نظریں اِدھر اُدھر گھماتے اُس کی نظر اچانک سامنے سے آتے فواد پر پڑی جو تیزی سے اِسی جانب آرہا تھا، اُس پر نظر پڑتے، اُس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے

"آیئے جناب آیئے" فواد کے قریب پہنچنے پر وہ اپنے کان کی لو کھجاتا بولا

"ایکسٹریملی سوری یار، لیٹ ہو گیا" فواد اپنا موبائل اور والٹ ٹیبل پر رکھتا، کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگا

"نہیں جناب، کوئی مسئلہ نہیں" شاہزین طنزیہ لہجے میں بولا

"سوری یار، ٹریفک بہت تھا" فواد دوبارہ معزرت کرتا بولا، اب وہ شاہزین کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"مجھے یہاں بُلا کر خود تم پورے 10 منٹ لیٹ آئے ہو" وہ لمحے بھر کو رکا

www.novelsclubb.com

"یہ پتا ہونے کے باوجود کہ مجھے انتظار کرنا سخت ناپسند ہے" اُس کے لہجے میں کچھ تھا جو سامنے بیٹھا فواد ایک دم گھبرا گیا۔اِس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا شاہزین دوبارہ بولا

"مگر تم ٹھہرے اپنے جگری یار،اِس لیے تمہیں معاف کیا، جاؤ کیا یاد کرو گے" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا،اُس کی بات پر سامنے بیٹھا فواد بھی مسکرایا

"اب بتاؤ مجھے کیوں بلایا ہے؟ شاہزین نے اُس کو مسکراتا دیکھ کر دوبارہ پوچھا

"یار ایسے ہی، دو گھڑی مل بیٹھنے کو" فواد کرسی سے ٹیک لگاتا بولا

"یہ جاننے کے باوجود کہ شاہزین لاشاری کا وقت کتنا قیمتی ہے" شاہزین اپنی جیب سے موبائل نکالنے لگا

"اچھا نہ یار، معاف کر دے، چھوڑ اِن سب باتوں کو، یہ بتا کیا آرڈر کروں" وہ سامنے پڑے مینیو کارڈ کو کھولنے لگا

"میں کر چکا ہوں آرڈر" شاہزین اپنے موبائل پر تیز تیز انگلیاں چلاتا بولا

"یار، شاہزین، پلیز اپنا موڈ ٹھیک کر لے یار، آئندہ ایک بھی منٹ لیٹ ہوا تو جو سزا تم دینا چاہو دے دینا" فواد مینیو کارڈ واپس ٹیبل پر رکھتا بولا، اس سے پہلے کہ شاہزین کچھ بولتا ایک ویٹر اُن کا آرڈر لے کر آگیا، اُس ویٹر کی عمر تقریباً 55 کے قریب تھی، اُس نے آہستہ آہستہ سارا آرڈر ٹیبل پر لگا دیا، آخر میں فواد کے سامنے اُس کی ڈرنک کا گلاس رکھتے اچانک اُس کا ہاتھ کانپا کہ ڈرنک کے چند قطرے فواد کی شرٹ پر گرتے، اُسے داغدار کر گئے۔ فواد فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

"سوری سر سوری، سر غلطی سے ہو گیا" وہ ویٹر فوراً سے معزرت کرتا بولا، وہ اپنی جیب سے رومال نکالتا، فواد کی شرٹ کو صاف کرنے لگا

"کوئی بات نہیں، آپ رہنے دیں" فواد ویٹر کا ہاتھ پکڑتا بولا، شاہزین جو یہ سارا منظر خاموشی سے دیکھ رہا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مینیجر کو بلاؤ" اُس نے پاس کھڑے دوسرے ویٹر سے کہا، جو فوراً اثبات میں سر ہلاتا چلا گیا، شاہزین کی بات سنتے وہ بوڑھا ویٹر فوراً اس کی جانب آیا

"معاف کر دیں صاحب، غلطی ہو گئی" وہ اُس کے سامنے ہاتھ جوڑے معافی مانگ رہا تھا، شاہزین واپس کرسی پر بیٹھ گیا اور ٹانگ پر ٹانگ رکھے اُس ویٹر کو معافیاں مانگتے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد مینیجر بھی وہاں آ گیا، اُس کے چہرے سے عیاں تھا کہ وہ سارے معاملے سے باخبر ہے۔

"سر میں اِس کی طرف سے، آپ سے معافی مانگتا ہوں" وہ اس ویٹر کی طرف اشارہ کرتا شاہزین کے پاس آیا، شاہزین اُس کی بات سنتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا

"مسٹر ولید، آئندہ مجھے یہ ویٹر اِس ریسٹورنٹ میں نظر نہ آئے" اُس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا

"بٹ سر۔۔"

"مسٹر ولید، مجھے اپنی بات دُہرانا پسند نہیں" اِس سے پہلے کہ مینیجر کچھ بولتا شاہزین اُس کی بات کاٹتا ہوا بولا

"مگر سر، یہ بہت ضرورت مند ہے" مینیجر نے دوبارہ شاہزین کو مخاطب کیا

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، اِسے کہو جب یہ دوسروں کو سَرو کرنا سیکھ جائے تو کہیں اور جا کر نوکری ڈھونڈے" شاہزین تنفر سے کہتا ٹیبل پر پڑا اپنا والٹ اٹھانے لگا

"شاہزین یار۔۔" فواد شاہزین کے قریب آیا

"یار چھوٹی سی بات پر اُس کو نوکری سے مت نکال" وہ شاہزین کو سمجھانے لگا

"میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا" شاہزین کی بات پر فواد مزید کچھ بولنے کے بجائے پیچھے ہو گیا

"جی ولید صاحب آگئی میری بات آپ کو سمجھ، اگر یہ شخص مجھے آئندہ یہاں دکھائی دیا تو نتائج کی ذمہ دار آپ خود ہوں گے" شاہزین یہ کہتا آگے بڑھنے لگا تھا کہ وہ ویٹر اُس کے سامنے آگیا

"صاحب، ایسا نہ کریں صاحب، میں بہت غریب ہوں صاحب، میرا گھر۔۔" اِس سے پہلے کہ اُس کی بات مکمل ہوتی شاہزین اُسے دھکا دیتا اپنے سامنے سے ہٹا کر باہر کی جانب چل پڑا، پیچھے کھڑا افواد بھی ایک رحم بھری نظر اس ویٹر پر ڈالتا باہر چلا گیا۔ وہ ویٹر بھاگتا ہوا مینیجر کے پاس آیا

"سر پلیز مجھے نوکری سے مت نکالنا، سر پلیز" وہ گڑگڑاتا ہوا منتیں کر رہا تھا جبکہ مینیجر سمیت باقی سارا عملہ بے بس کھڑا تھا، سب کو معلوم تھا کہ شاہزین لاشاری کی بات سے انکار کا ایک ہی مطلب ہے، اپنی بربادی کو آواز دینا، سب کو معلوم تھا کہ وہ دو دن کے اندر اندر یہ ریسٹورنٹ بند کروا سکتا ہے کیونکہ وہ اِس شہر کی سب

سے بڑی ٹیکسٹائل انڈسٹری، "لاشاری ٹیکسٹائلز" کے مالک فیاض لاشاری کا بڑا بیٹا تھا۔

"واہ اِصباح واہ، آج تو دل خوش کر دیا" رُتبہ ٹیبل پر موجود بریانی کی ڈش دیکھتے کرسی پر بیٹھنے لگی، اُس کی اِس بات پر سامنے بیٹھی اِصباح اور آبرو نے مسکراتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا

"جلدی آجائیں امی، بہت بھوک لگی ہے" رُتبہ صالحہ بیگم کو آواز دینے لگی، کچھ دیر بعد صالحہ بیگم سفید رنگ کی چادر اوڑھے اُن کے پاس آ گئیں، وہ سب اِس وقت زمین پر دستر خوان بچھائے کھانا کھانے بیٹھے تھے

"جلدی شروع کریں، کھانے کو زیادہ انتظار نہیں کرواتے" رُتبہ جلدی سے بولتی صالحہ بیگم کی پلیٹ میں بریانی نکالنے لگی، صالحہ بیگم کو بریانی دے کر اُس نے جلدی

www.novelsclubb.com

جلدی اپنے پلیٹ بھری اور بے صبرے انداز میں جلدی جلدی چمچ بھر کر منہ میں ڈال لیا

"آرام سے کھاؤ رُتبہ" صالحہ بیگم اُس کا ندیدہ پن دیکھ کر بولیں

"واہ، واہ، کیا ذائقہ ہے اِصباح، کمال" صالحہ بیگم کی بات کو اَن سنا کرتے وہ آنکھیں بند کیے مکمل طور پر ذائقے کو محسوس کرتی بولی

"یہ میں نے نہیں، آبرو نے بنائی ہے" اِصباح حرم کو بریانی ڈال کر دیتے ہوئے بولی

"سچی؟" رُتبہ کو یقین نہ آیا

"ہاں بھئی ہاں، سچی، آبرو نے بنائی ہے" اِصباح بریانی کی ٹرے آبرو کی طرف کرتی بولی

"ارے ہاں، میں بھی کتنی بے وقوف ہوں، بھلا تمہارے ہاتھ میں اتنا ذائقہ کہاں سے آسکتا ہے" رُتبہ اِصباح کو مخاطب کرتی بولی

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب ہے تمہاری اِس بات کا؟"اِصباح رُتبہ کی طرف دیکھتی بولی

"تم کافی سمجھدار ہو، خود سمجھ لو، مجھے سکون سے کھانا کھانے دو"وہ بریانی سے مکمل انصاف کرتی بولی

"اِسے چھوڑو اِصباح تم آرام سے کھانا کھاؤ"آبروٹرے اِصباح کے آگے کرتی بولی

"آبرو تمہارے ہاتھوں میں اتنا ذائقہ تھا، تو ہم پر اتنا ظلم کیوں ہونے دیا؟"رُتبہ بریانی کا نوالہ حلق میں اتارتے بولی

"ہمیں روز اِصباح کے ہاتھ کا بے ذائقہ کھانا کھانا پڑتا تھا"وہ اپنی پلیٹ خالی ہو جانے پر دوبارہ پلیٹ بھرنے لگی

"ٹھیک ہے، میرے ہاتھ کا کھانا بے ذائقہ ہے نہ، اپنے الفاظ پر قائم رہنا اب"اِصباح رُتبہ کو دیکھتی خفگی سے بولی

www.novelsclubb.com
NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آبرو تو یونیورسٹی ہوتی ہے، گھر پر تو میں ہی ہوتی ہوں نہ، آنا ذرا میرے پاس آئندہ کوئی فرمائش لے کر" اِصباح گلاس میں پانی انڈیلتی بولی

"جب وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا" رُتبہ کو صرف اپنے سامنے پڑی بریانی سے غرض تھا

صالحہ بیگم اُن کی نوک جھوک پر مسکرا رہی تھیں، آج اتنے دنوں بعد اُن سب کے چہروں پہ وہی پرانی مسکان تھی۔ جلال تایا اور صائمہ تائی سے اُن کی آخری تلخ کلامی قبرستان والے موضوع پر ہوئی تھی۔ اُس کے بعد انہوں نے آبرو سے اس موضوع پر دوبارہ بات نہ کی تھی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ اس موضوع پر آبرو اُن کی ایک نہیں سنے گی کیونکہ معاملہ "حیات صاحب" کا تھا۔ اُن سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر صالحہ بیگم نے دل ہی دل میں اُن کی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی تھی

مگر ہر دعا کہاں قبول ہوتی ہے!

جاری ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com